

وارث جہناں نے آکھیا پاک کلمہ پڑھی تنہاں دی عاقبت پار ہوئی



میر وارث شاہ دی، سارو صیغیاں، بھیر سنگی دار، مکمل عارفانہ شرح

اہ روح متلبوت دا ذکر سارا نال عقل دے میل ملایا ای

وارث شاہ بیال لوکاں مھلیاں نول قصہ جوڑ ہیشا رنایا ای



پڑھن دیس ونج گھبر و خوش ہو کے بھل بیجا واسطے باس دے میں

دینا جان الوں جیوں جھنگ پیکے کوکا لڑا باغ بنایا ای

وارث شاہ بیال بھیرے پار تیرے کلمہ آکھیاں تے ای

جو کوئی پڑھے سو بہت زبرد سے دے وہ وہ آہن تہا دی

تمتیل دے نال بیان کیا جیہی زینت لعل دے پار دی

# وارث شاہ دا بولنا بھیت اندر

مصنف

نکھتہ شاعر

لغتاد



4599/1

## فتاویٰ ائمہ

اردو پنجاب دے علمی مرکز مولانا محمد امجد علی صاحب صاحب آباد اردو ونگو لاہور



ہزاروں شادیں مکمل عارفانہ شرح

سوا دو صدیاں بعد پہلی وار

دارالعلوم

دابلن نا بھیت اندر

قدم آفتابی اہلے

اردو پیناچی علمی مرکز مورٹمن آباد، لاہور۔ ۲۵

70867

جملہ حقوق محفوظ

87967

احساس

ایس کتاب و بھرواں ٹائٹیل شاید بعض طبیقناں نوں بھارا لگے  
پرے اہنوں بدلیا یا سیکڑیا جاندا تاں تشبیہی شرح دے مقصد  
دا موقی شاید مہنقوں نکل جاندا۔ سو اہجئے مہربان ایس پر معنی تے  
گوہ گوچرے ٹائٹیل نوں میری مجبوری سمجھ کے معاف کر چھڈن۔ شکریہ۔

لہہاں

وارث شاہ دے اشاریے موجب میں اہ لہہاں اگھاڑ دیتاں نہیں  
امید ہے کہ ایس موضوع تے میرے نالوں ودھیرے غور نال کم کرن  
دائے سجن اہ گوشے دی روشن کرن گے جنہاں دل میرا دھیان  
نہیں جاسکیا۔ رقدر آفاقی

ناشر محمد شاہد بشیر، تعداد ۷۰۔ اشاعت پہلی صفحات ۲۶۔ سال اشاعت ۱۹۸۶ء  
مطبع۔ بلخٹیا ریزرٹ لاہور۔ قیمت۔ پچاس روپے۔  
ملن داپتہ۔ اردو نیچا بی علمی مرکز سوڈ سمن آباد ملتان روڈ لاہور ۲۵ (۲) ایڈ  
بک کمپنی نئی مارکیٹ شاہراہ قائد اعظم لاہور (۳) مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور (۴) ستریز  
بک ڈپو چوک اردو بازار لاہور (۵) تاج بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور (۶) شیخ محمد بشیر اینڈ  
سنز جلال دین وقف ہسپتال بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور (۷) ڈھاکہ کراکری ہاؤس۔ سنیانہ روڈ  
فیصل آباد (۸) کتب خانہ شان اسلام راجت مارکیٹ اردو بازار لاہور (۹) مکتبہ میری نابھیری  
سرکلر روڈ لاہور (۱۰) پروگرامر لیسو بکس۔ بی اردو بازار لاہور (۱۱) نوالقمر بک سٹور پوریشن گنج بخش روڈ لاہور

## انتساب

سید وارث شاہ مرحوم دے اوس جذبے دے نام جہنے وس  
توں بیردی مقصدیت بارے اہ اشعہ شعر لکھوائے۔

دیر دے عارفانہ رنگ داستا ریر  
بیر روح تے چاک قلبوت جانو بانا نظر ایہہ پیر بنیا ہی  
پنچ پیر نیں پنچ حوس تیرے جنہوں تھاپنا تھدے نون لایا ہی  
قیضی حق تھیل نیں محل تیرے عیانی منکر نکیر تھہر زیا ہی  
کوٹھا گور عزرائیل ہے کھپڑا جھڑا بیندرا ہی روح نون دھیا ہی  
کیدو ننگا شیطان ملعون جانو جس نے ورتج دیوان کھڑیا ہی  
سیاں بیردیاں زن گھر بار تیر جنہاں نال پیوند ہنسا ہی  
جھڑا بوندنا طق و نچھلی دا جس بوشس دارک سنیا ہی  
سبتی موت تے جسم بے پیر رانجنا انہاں ورتھدے تھہر مچھدی  
شہوت بھابی تے تھکھ راہیل ہندی جنہاں جنتوں مارڈھیا ہی  
جوگ بے عورت کون پاڑھیں نے سبھ ننگ بھجھتے رعایا ہی  
عدلی راجہ میں نیک اعمال تیرے جس بیردیاں دیوان دیوانی  
تو مسیت ہے ماں دا شکم بندے جس ورتج تھہر روز علیا ہی  
دنیا جان اینویں جیویں جھنگ پکے گور کھڑا بانج بنایا ہی  
ترنجن ہہ بدعلیاں تیریاں نیں کڈھتے قبر تھیں ورتج پویا ہی  
اہ مزدوری میاں دیاں مچھیاں میں جنہاں تھیدے تے سب تھیا دی  
وارث شاہ میاں بیڑے پار تیرے کلمہ پاک زبان تے کیرا ہی

# کتابچہ کی کتاب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱	جبر کے نیچے نئی بہشت	۳	بک
۲۲	بیر بلیٹی - بیر کون ؟	۴	نور بہشت
۲۳	بیڑی - دنیا و ایلا	۵	ورث شاہ و سنیٹ
۲۴	بیڑی و توح ہیر و اپنگ	۶	نیٹ پیر کے
۲۵	بیر و رث شاہ و امجدی رنگ	۷	کون ویداست و دیوانہ
۲۶	کشف المحجوب تے ہیر و قندہ	۸	بیر عبد الغفور و شیخ و ان
۲۷	کالی ترسان	۹	کسور اچھی یا و توح و توح
۲۸	وارث شاہ دی ہیر و توح	۱۰	بے میں مقدمہ
۲۹	روح و مقدمہ	۱۱	وارث شاہ و ہون
۳۰	غوی طلب سوانہ	۱۲	بھیت اندر
۳۱	روح وک نے نفس واکر	۱۳	کھیت شہ
۳۲	بزنس دی انجیل و توح	۱۴	اور امیت ہے مان دانہ ہیر
۳۳	بیس تے شان	۱۵	وفات
۳۴	کیدو تے ہیر و انجیل	۱۶	نیچے کیولہ وک سپہ
۳۵	شرعی مسئلہ	۱۷	سائون دی نماز سہ
۳۶	بیس تے کیدو	۱۸	کالی دی جی
۳۷	کیدو ہیر و عاشق	۱۹	را تیر و امیتوں کو توح
۳۸	کیدو پنڈ دی عزت و انصا	۲۰	نرمی و انجیل دی بیادش
۳۹	رانجھا قلبوت	۲۱	رانجھا و دنیا و توح واکر کے
۴۰	پنچ پیر = پنچ حواس	۲۲	تقصیر معاف کر میں دی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵	وارث شاہ دکن		
۷	سہنی بیور عورت	۱۰۳	{ وارث شاہ نہ سوی دھال جٹی
۵۲	پنجابی رب واک ڈو سوان	۱۰۴	جسم تیرے روح و تعلق
۵۲	مرد عورت راٹا کر	۱۰۵	اک بیور و نہاحت
۵۹	{ کائنات و مکتبی کروڑ مرد	۱۰۶	{ بشری بدن دی پیدائش و مقصد
۶۰	مرد و زنانی کشمیر نظم	۱۰۷	چہ پیشہ و مشورہ
۶۰	اسلام اور ریہانہ کمال	۱۰۸	سیر و پیاہ
۶۱	{ سلامی مسطوروں پر تاریخ کے بلند بید سے حوالے	۱۰۹	ان کی نظر
۶۲	{ پنجاب و دنیا کی تاریخ اک حوالہ	۱۱۰	تقاضی برائے سخی بات
۶۳		۱۱۱	{ تقاضی برائے عمارت گل بات
۶۴	اک مورخ نے بی مضاد	۱۱۲	یک نمکھیٹا
۶۵	اک عورت اور بوب	۱۱۳	بیر و عارفانہ پرت
۶۶	وارث شاہ کے تصوف	۱۱۴	جیگ = عورت
۶۷	تصوف دی بیاد	۱۱۵	جوگی کون ہ
۶۸	پہلے صوفی نہایت اکبر	۱۱۶	ہاں نا تھ = پیر
۶۹	تصوف کے مشہور	۱۱۷	عیالی مندر تکمیر
۷۰	{ صوفیوں کے اقوال	۱۱۸	وارث شاہ کے الزام
۷۱	{ تصوف شہ بیت کے	۱۱۹	وارث شاہ دا پیغام
۷۲	اک وضاحت	۱۲۰	سہنی = موت
۷۳	بنان و شمال اہل نہ تھ کو سے	۱۲۱	فطرت تے انسان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۷	پنج حواس	۱۸۴	فقیرتے فقر
۲۱۹	بور آزمائش	۱۸۵	حکایت
۲۲۱	ایک مہرے دی تشریح	۱۸۹	آدی بے بے نظیر
۲۲۵	وارث شاہ داد عوی	۱۹۰	[ انسانی جسم - جبریت نفس ]
۲۲۵	[ بہرے شعراں دی ]		[ دی روشنی و تیج ]
۲۲۹	را نچھا سچا شق	۱۹۴	[ سہتی = موت ]
۲۳۲	نکتے دی گل	۲۰۰	[ سہتی - بہرتے جوگی ]
۲۳۳	را نچھاتے سید کھیرا		نظر دی وجہ
۲۳۷	ادھال جٹی	۲۰۱	[ بہیرا نچھے دی حرفدار ]
۲۳۸	واہراں دا پچھا کرنا	۲۰۲	[ کیوں ؟ ]
۲۵۳	عارفانہ گل بات	۲۰۳	ربل باندی = کھکھ
۲۵۵	علاں اپر بیڑے	۲۰۴	کھکھ
"	حشر دا میدان	۲۰۶	کھکھ دی قضیت
۲۵۷	اک ہور سوال	۲۰۸	چینا
۲۵۷	[ تھیلی تے ہازی ]		دور دالی گل
۲۵۹	[ قصے دا انت ]	۲۱۲	[ تن پر دیناں ]
۲۵۹	شکرانہ	۲۱۵	[ اک وضاحت ]
۲۶۰ - ۲۶۲	مصنف و العارف	۲۱۶	مکر دی بوٹ
			رمز دی گل



## سید وارث شاہ و سنیک جنڈیالہ

دو نامہ امروز لاہور ۱۲ جون ۱۹۵۷ء کی ڈیرے کے نام ایک خط  
کرنی تسلیم جس طرح لاہور کو داتا کی نگری کہا جاتا ہے۔ سنی حوزہ جنڈیالہ شیرخان کو  
سید وارث شاہ کی نگری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ نذامی پنجابی زبان کے مشہور شاعر پیر وارث شاہ صاحب کا مولد و مدفن ہے۔ ان  
کی تصنیف "بیر پنجابی شاعری" کا شاعر سمجھی جاتی ہے۔

جنڈیالہ شیرخان قلعہ شیخوپورہ سے شمال کی طرف نوسل ڈور کی سڑک پر واقع ہے اس کی  
آبادی ہم ۵۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے جس میں پٹھان اور کھو کھو رہاؤں ذکر تو میں ہیں۔ یہاں  
آثار قدیمہ میں دو ان رباؤلی مسجد تالاب بقابر و مزارت میں۔

جنڈیالہ شیرخان آج سے چار سال پہلے شیرخان نامی بڑے پٹھان نے آباد کیا تھا۔ پھر  
شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں باءیت افسر تھا۔ شیرخان اور فتح خاں دونوں بنانی قبیلہ کے رہنے  
تھے۔ فتح خاں قوت بہار کے نواح میں شہید ہوئے مگر شیرخان مورزمانہ کے باءت قندھار  
نقل مکانی کر کے پنجاب آیا۔ شیرخان جب موجودہ جنڈیالہ شیرخان کی زمین پر وارد ہوا تو وہاں  
یہ خد رسیدہ بزرگ سید احمد درویش غزنوی تین کا دار و اہل رباؤلی اکھ پاس ہی ہے۔ ان کا  
ہوئی۔ درویش صاحب مذکور نے یہاں پانی کی نایابی کا شلوہ کیا جس پر شیرخان نے وہاں  
اباؤلی یعنی کنوری اور اس پر بارہ درہی سیرگاہ کی بنیاد میں بنالی اور ساتھ ہی مسجد بھی  
تعمیر کر دی۔ جیسا کہ واں (اباؤلی) کے کتبہ سے ظاہر ہے۔

یہ کتبہ ان کے صاحب کے لاکھوں میں رکھا ہے۔ اس کتبہ پر ۱۰۰۰ کی تاریخ تعمیر ۱۰۰۰ھ مطابق  
۱۵۰۰ء کتدہ ہے۔ واں رباؤلی کی تعمیر سے ۱۰ سال بعد شیرخان اپنے کنیے سمیت یہاں  
آباد ہوئے اور اپنے نام پر اس آبادی کا نام شیر کوٹ رکھی۔ سات نسل تک آباد رہے۔ پھر  
نسل و نسل انی اما جنہاں بن کر مر بار ہو گیا اور شیرخان کا کتبہ بھی یہاں سے نقل کر کے اپنے  
گھس پ گھس چلا گیا۔ شیرخان کی شہادت کھٹوہ شہید اور سید صاحب نے میں ہوئی اور

وہیں اس کا من ہے جو آج بھی مزاج خالص ہے۔ مذکورہ پر آشوب دور میں اس علاقہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ایک سردار متاب سنگھ نے قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد سردار جہاں شاہ نے اس علاقہ کو فتح کر کے سردار روڑا شاہ کو لایا یہ کو جاگیر میں بخش دیا جب یہاں ان کی سمورت پیدا ہونے لگی تو شیرخان کی آمد دو بارہا کرنا شروع ہو گیا۔ اب تک اس گاؤں کا نام شیرکوٹا ہی تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ایک حصہ پر چندہ ورک نے اپنی آبادی قائم کر کے اس کا نام چندہ ورک رکھا۔ چند سال بعد بہادر شاہی راجہ نے اس کو کھرنے کچھ حصہ خرید کر آباد کیا۔ انہی ایام میں کابل میں سہیل کھتری قبیلہ شورکوٹ سے آکر آباد ہوا۔ پھر چند سال بعد یہ سب بستیاں کھتری ہو کر ایک بستی بن گئی جس کا نام چندبالیہ شیرخان مشہور ہو گیا۔

مسٹر تھال چند نے جو تاریخ پنجاب قلمی زبان میں لکھی ہے۔ اس نے بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا قیام چندبالیہ شیرخان میں دکھایا ہے۔

اس مختصر تاریخ لکھنے سے مقصد یہ ہے کہ اکثر تاریخ دان چندبالیہ شیرخان کی دہاں (ہاؤلی) کو شیرشاہ سوری کی تعمیر بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے کیونکہ شیرشاہ سوری کا عہد ۱۵۴۵ء تا ۱۵۵۴ء ہے اور یہ دہاں (ہاؤلی) ۱۵۶۸ء شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں مرہٹوں نے تعمیر ہوئی۔ جیسا کہ اس کے کتبہ سے ظاہر ہے۔ انار میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ یہ کتبہ آج کل عجائب گھر لاٹو کی زینت ہے جسے ۱۹۷۲ء میں بناب ڈپٹی کمشنر صاحب شیخوپورہ کے حکم سے اکھارہ گرواں پہنچا دیا گیا ہے۔

کتبہ پر مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

وائے چندبالیہ شیرخان بعد شہنشاہ اکبر لقب

ہمایوں نسب خسروے کامیاب

غلام رسول نماں ریٹائرڈ سید ماسٹر چندبالیہ شیرخان صنایع شیخوپورہ

نوٹ: (حقان صاحب) جو میرے (قدر آفاقی کے) استاد تھے

# آدمی وید است باقی پوستان است

جناب میاں حکیم عبدالغفور صاحب خاشی

یوں تو بھیر وارث شاہ کے عاشقوں کا دائرہ ناتواں ہی ہوتا ہے۔ اس کے وسیع ہونے اور اس کے عقیدت مندوں کی تعداد بھی ہر دور میں اتنی ہی رہی ہے اور آج کے جدید دور میں بھی اس میں کوئی کمی نہ ہونے لگی۔ گو بھیر وارث شاہ ایک ایسا شاہکار ہے جس کو اگر شاہد کے چشمے سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہوگا لیکن اس کی بے پناہ مقبولیت اور لوگوں کے دلوں میں اس کی بلند پایہ قدر و منزلت کے باوجود یہ بات ہر دور میں دیکھنے میں آتی رہی ہے اور آج بھی یہی حال ہے کہ بھیر وارث شاہ کے قدر دانوں کو یہ راز معلوم نہ ہو سکا کہ وارث شاہ کسے عارفانہ اشاریہ یعنی از بھیر وارث شاہ کے چاک قلبوت کے مطابق بھیر وارث شاہ کی کہانی کی تطبیق کس طرح کی جائے۔

وارث شاہ کا دعویٰ ہے کہ یہ کہانی محض ایک مرد اور عورت کی کہانی نہیں بلکہ یہ روح اور بدن کے حوالے سے پیدائش سے لے کر وفات تک انسانی زندگی کی پوری داستان اور سمائے نجات ہے لیکن انہوں نے کہ جب وارث شاہ کے دعوے کو اس کہانی کے کرداروں پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے تو نہ کوشش کے باوجود ناکام رہتے اور ادھر ادھر ٹک ٹوکتے اور مار مار کر غصے سے تھک کر رہ جاتے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ نہ صرف عوام

بلکہ وارث شاہ پر تحقیقی کام کرنے والے خواص بھی پوری کوشش کے باوجود یہ تصدیق نہ کر پائے۔ مثلاً آنجنابی باوا بدھ سنگھ اور محمد افضل خان مرحوم ایڈیٹر پنج دریا لاہور وغیرہ نے یہ وارث شاہ پر بہترین تعارفی اور تحقیقی مواد فراہم کیا۔ لیکن جب "ہیر زور" اور چاک قابو کی شرح کا مرحلہ آیا تو یہ دونوں حضرات یہاں تک ٹکھ گئے کہ وہ آٹھ ٹن جوہیر کے آخر میں وارث شاہ نے عارفانہ رنگ کے سلسلے میں تہیہ کئے ہیں وہ خارج از بحث ہیں اور محض فرادہ ہیں، گویا ان کے ذریعے وارث شاہ صرف اپنے استاد محترم کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ تاہم ان کی برہمی سے محفوظ رہ سکیں۔ ورنہ ہیر کے اندر سے اس عارفانہ رنگ کی شہادت ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس بارے میں اگر پنجابی زبان کے محققین اور آگوشم کے لوگوں کا یہ حال ہے تو اور کوئی کس شمار میں ہوگا۔

جب دودھ کی مانگ بڑھ جائے تو یار لوگ اس میں پانی ملا کر پانی کی قیمت دودھ کے حساب سے وصول کرتے ہیں۔ کھڑی اشرفیوں کے مقابلے میں کھڑی اشرفیاں بھی لوگ کھڑی سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سر رباب وہ بھی سکتے اور یہ بھی سکتے۔

کچھ دنی منڈا لعل و منڈکا کو رنگ دداں دا

یہ الگ بات ہے کہ

جیدوں عرفاں کے جلیے فرق ہزارہ کوہاں دا

چنانچہ جب ہیر وارث شاہ کی مقبولیت کے جھنڈے گڑ گئے۔ تو پابشر حضرت نے کھڑے ہس کھوٹ کی ماوٹ کر کے "اصلی تے وڈی

”ہیرس“ پیش کرتے کے اعزازات حاصل کئے۔ پہلے پہل ماہولی شعروں پر میر  
 رکھنے کا رواج رہا۔ مگر پھر رفتہ رفتہ یہ رواج ختم ہو گیا اور اصلی سے وڈی  
 ہیروئن کا حجم بے ہنگم طور پر بقیے اختیار کر گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وارث شاہ کی  
 اصلی میراٹے میں نمائندگی کی صورت اختیار کر گئی اور وہ عارضاً ننگ جس کا  
 دعویٰ وارث شاہ نے آٹھ شعروں میں کیا تھا۔ ناپید ہو کر رہ گیا۔ اس پر  
 عارفانہ دائرے سے نکل کر صرف عشقیہ کہانی سمجھی جانے لگی۔ پھر سلاوٹ  
 شعروں کے خالق حضرات نے ایسے ایسے فحش اور مبتذل اشعار اس  
 میں جڑ دینے کہ شرفاء نے ہیر کا داخلہ گھروں میں بند کر دیا اور وہ صرف  
 نوجوانوں اور آوارہ مزاج حضرات کی محافل تک محدود ہو کر رہ گئی۔ لیکن  
 اس کے باوجود وارث شاہ کے اصل اشعار کی بے کمت سے نگرانی کے ساتھ  
 ماہوٹ کا لولہ آج بھی تیرتا نظر آتا ہے۔ یہ وارث شاہ پر خدا کی کماں مہربانی  
 اور ان کے استاد معظم کی دعا کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ہیر کی مقبولیت  
 آج بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب ہیر  
 وارث شاہ پر اعتراضات کا سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ ان کی زد میں خود  
 سید وارث شاہ صاحب مرحوم بھی آئے اور انہیں بلکہ نہ خیالات اور  
 اکبر اعظم کے بی بی الہی کا پہ چارے تک قرار دیا گیا، اور یہ سلسلہ مشہور  
 روزنامہ نوائے وقت میں ستمبر ۱۹۷۸ء سے لے کر کوئی ساڑھے چھ ماہ  
 مگر افسوس کہ سید وارث شاہ کے حامیوں کی طرف سے ان الزامات کے رد  
 میں کوئی محضوں اور مدلل جواب نہ ہی پڑا۔

جن ابنا مذہب اس لاہور کا پرانا قاری مولانا جس کے پچھلے ایڈیٹر جناب  
 سید انور حسین انصاری صاحب میرے ملنے والے اور میرے مہربان دوست ہیں  
 شب سے پہلے اسلام آباد میں ان کے ذریعے ہی جناب قدر آفاق صاحب مدظلہ  
 العالی ان تعارضات بعنوان ”وارث شاہ داہونا جہیت اندر“ پڑھنے

کامیاب واقع ملا۔ پھر ۱۹۸۵ء تک ہر سال جولائی کے شمارہ میں "ہیر وارث شاہ" کے عارفانہ رنگ کے عنوان سے انہوں نے ہیر کی قسط وار تشریح فرمائی۔ اسی سلسلے کی یہی قسط جولائی ۱۹۸۲ء میں چھپی جس کا اہل دل و نظر نے بھرپور فیض حاصل کیا۔ چنانچہ ماہنامہ لہراں ستمبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں ایڈیٹر کے نام دو خطا شائع ہوئے جن کے متن اطلاع عامہ کے لئے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

## پہلا خط

جناب سید اختر حسین اختر صاحب مدظلہ العالی: السلام علیکم  
 سعیدہ وار لہراں جولائی ۱۹۸۲ء کے شمارہ دیکھ کر اتفاقاً جیسا کہ میں  
 وچپ ہیر وارث شاہ بارے کچھ مضمون تھے کچھ نظماں ہیں، اب اس کے وجہ  
 فکر آتی تو اس بارے مضمون "ہیر وارث شاہ" دعارفانہ رنگ" لفظ بلند  
 ہے۔ کیا ہے جی ڈا صاحب اصرار رہی ہو یا۔ کہ ہیر نول سمجھنے والا کونسا ہے  
 مگر ہیر کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
 فرمایا کرتے ہیں کہ سید وارث شاہ اک کامل ولی سی تھے اور ہی ہیر  
 حقیقت تھے مجازاً بہترین چتر اسے۔ پوجکدی وی نہیں ہیر چھدا تے  
 میں "ہیر روح تے چاک قلبوت" والے معاملے تے غور کر داتاں  
 عقل ساتھ نہ دیندی تے میں ایس کہانی دے عارفانہ رنگ نول چھڑا  
 جامہ وارث شاہ نے تجویز کر کے عقل دے نال میل ملایا سی۔ نہ پہنا  
 سکدا۔ مگنوں کئی وار میں اپنے عزیزاں نول چھدا تاں اوہ وی اپنے  
 آپ نول عاجز پاندے۔ میں تہا ڈا بے حد مشکور آں کہ تساں لہراں دے  
 فریٹے ہیرن اوہ اچھن دور کر چھدا تے قدر صاحب دے عارفانہ  
 مضمون دے ذریعے ہیر دے دل نول اپنے پیر و مرشد مرحوم دے ایس ارشاد  
 دا کہ وارث شاہ اک کامل ولی سی۔ یقین حق یقین تے عین یقین دے

طور تے حاصل ہونے لگ پیا اسے۔ میری ریلوں دُعا اسے کہ قدرتِ مہربان  
 نوں رسپ، تو اسے توفیق۔ یوں کہ اوہ ہیر دی عارفانہ مشرق بڑی شہرت تے  
 کھلا۔ ماں سردیاں اوہنوں کتابی شخص ورنہ چھوڑا ہن اب جسے دیکھنا  
 باسے بہتریاں غلط فہمیاں پیدا ہو چکیاں۔ نیاں جان کجھ لکے پیا بہتریاں  
 کئییاں تیں اوہ اور ہوتا ملن۔ آج تے ہیر سیں بھی پڑھ دسنا کہ تے  
 نئی پڑھ داناں پہاچا میں نظر ناں تے اوہ نکاشا اتہ جو تھوڑا سا تھوڑا  
 ہی ڈو اکھی نظر نے کیئے تیں کہی نہیں ہرے، سہ تے نہ اوہ تھوڑا سا  
 ناں سالوں اوہ کجھ دسیا جو قدر ہو ناں تھوڑا سا اسے۔ تے کئی کجھیاں  
 کہ ہیر دے شعر کئے تہہ دس لکے ہیر فہمیاں کئے تھیں ہی تہہ تھوڑا سا  
 کیفیت تے ہماز وچہ اکو تھوڑی وقت تہہ کھانے تے تہہ ہیر کا رول تھوڑا سا  
 چلے تے تہہ قدر آتی سما حسب نفس تھوڑا سا ہیر تھوڑا سا  
 بعد ہیر وارث شاعر دی عارفانہ مشرق ہی شاعر ہیر تھوڑا سا  
 آفانی نواں ہی ہیر کیتا اسے۔

تہہ دس لکے ہیر فہمیاں کئے تھیں ہی تہہ تھوڑا سا  
 تہہ تھوڑا سا ہیر تھوڑا سا ہیر تھوڑا سا

### دوسرا حصہ

کتاب ایڈیٹ ہوا۔ سب سہ ماہی کے لئے  
 دوست کے ذہن میں ماہنامہ لپراں رکھیا جو لکھوں برس کے  
 لئے مہیا۔ یہ خدمت مال تھا۔ جب وہ عیب سے۔ ورنہ تہہ تھوڑا سا  
 کیا تھیا۔ مگر ہی میں پنجابی رسالوں تے کجھ ساہتہ تھیا تھوڑا سا  
 پناہ پر اسرچی تھیا مال تہہ میں تھوڑا سا رسالہ لپراں تھوڑا سا  
 طور ہیر وارث اٹھے شروع شروع تہہ چلتے چلتے تھوڑا سا عارفانہ

رنگ پر کچھ انگ انگ کر پڑھنے لگا۔ چونکہ بندہ پنجابی کو زیادہ روانی سے پڑھنے کے قابل نہیں ہے۔ لہذا یہ کمزوری اور کچھ تجسس نے مل کر بغور پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ قبل ازیں تو میں اسے اپنی ہیر کو ایک عشقیہ کہانی ہی سمجھ کر مطمئن تھا۔ لیکن مضمون مذکورہ کے پڑھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ انسانی زندگی کی تشریح کرنے والی عارفانہ کتاب ہے اور عشقیہ داستان بھی۔ عام لوگوں کے دعوے اکثر ان کے استدلال سے عاری اور اھرا دھرم کی ہانکنے سے ملبوٹے ثابت ہو جاتے ہیں جس سے ہیر کے بارے میں شکایت شدت سے مجروح ہوتی ہے۔ اور عشقیہ داستان کی ہیروئن کی صورت نظر آنے لگتی ہے لیکن مضمون مذکورہ کے منصف قدر آفاقی صاحب داد اور محسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وارث شاہ کو واقعی صوفی شاعر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور امید ہے کہ ان کا مضمون مکمل ہو کر سامنے آنے پر کسی کو معذرتوں اعتراض کا موقع نہیں ملے گا۔ ان معقول اعتراضات سے تو برگزیدہ ہستیاں بھی محفوظ ہیں۔ باقی اب براہ کرم لہراں کا وہ شمارہ جس میں قدر آفاقی صاحب کا مضمون "وارث شاہ دا بولنا بھیت اندر شاخ جو ہے جھبے بندریہ وی پی پی مندرجہ ذیل پنر پھبج کمر بندہ کی تشکر" اور فرمائیں۔ والسلام

آپ کا نیاز مند  
چوہدری اندیمہ احمد مکان 25 گلی 12

مسلم پورہ۔ ساندہ کلاں۔ لاہور

تاریخیں کرامت: واقعی قدر آفاقی صاحب نے ہیر وارث شاہ کی عارفانہ شرح نکودہ کرامت کتاب کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور الزام تراشیوں کو مٹانے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے۔ حقیقتاً وزیر روشن کی طرح مسلمہ ہے۔ کہ پھلی سواروں میں



ہیر کے بارے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں صفحات لکھے جانے کے باوجود وہ بنیادی تشریحات سمجھیں نہ لکھی گئیں۔ جو آپ کو اس کتاب میں ملیں گی۔

یہاں آپ کو وارث شاہ کے عارفانہ اشاریہ پر مبنی ماملہ شرح و بسط سے آراستہ ایک ایسا محل نظر آئے گا جس کا ایک ایک در و دریچہ وارث شاہ کے خیالات کی صحیح تعبیر پیش کرے گا۔ ہیر کے عارفانہ رنگ کو منطقی طور پر مزید آجا کر کرنے کے لئے ٹائٹل پر مصنف نے افقی انداز میں ایک تصویر دی ہے جو دائیں جانب کے ناظرین کے لئے بزرگ کی تصویر ہے جبکہ بائیں جانب والوں کے لئے وہی تصویر ایک نوخیز لڑکے کی عکاسی کرتی ہے۔ تصویر کے اس رخ میں بھی آفاقی صاحب کی بالغ نظری اور دور اندیشی پوشیدہ ہے۔ دوسرے نکتوں میں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اہل دل و نظر کے لئے اس ہیر وارث شاہ کا مطلب وہ ہے جو عارفانہ رنگ کا حامل ہے جب کہ دنیا داروں کے لئے یہی ہیر محض مبارق رنگ کی آئینہ دار ہے۔ مہر دل اس میں قدر صاحب نے جس ژرف نگاہی اور عمیدہ ریزی سے ہیر وارث شاہ کی تشریح و تطبیق کی ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔

حضرت قدر آفاقی مدظلہ العالی صاحب ازسب بیشتر شیخ سائیں اور پنجابی افسانہ نگار تھے۔ ریاضہ امیہ ضخیم اور وسیع تنقیدی کتاب کا مصنف تھے۔ ان کے ادب سے فراج سمیں حاصل کر چکے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے پنجابی نثر میں ۱۲۰ صفحات پر مشتمل مستند ترین سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منسوخ نامہ پر لکھنے والی کتابت طبع ہوئی ہے۔

ہیں اور انہیں دیکھنے کو اور بعض مسوئیاتے غلام سے بھی داد  
 دینا ہے۔ اور اسکا پایہ اور ہندو پر تصنیف کو شائع کرنے کے  
 لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے یہ ضروری  
 ہے کہ جس میں یہ سب سے پہلے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس

کتاب میں جناب محمد کافی مرحومہ العالی صاحب کو یہ کتاب لکھنے  
 پر اس کے بہت سارے بھائیوں نے کہا کہ خدا سے بڑا بڑا اور بڑے  
 بڑے اور اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس

اور اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس

اور اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس  
 کے لئے اس وقت کو ہندوستان کے ہندوؤں کے حوالے سے ہے اور اس

## دعا گو

حکیم میاں عبدالغفور عرشہ قادری عفی عنہ  
 قادریہ شفاخانہ نواں کوٹ، ملتان روڈ - ناہور  
 مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۶۶ء



۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کی صبح کو نوائے وقت لاہور کا ادبی ایڈیشن پڑھا۔ جس میں ایک بھڑپور منمنون محترمہ رفعت صاحبہ کا تھا جس کا عنوان تھا "ہیر وارث شاہ" فصاحت و بلاغت کے پردے میں ہندو سوج اور اکبر کے دین الہی کا پرچار؟ دیگر استیازی باتیں خوبصورت چوکشوں میں اس طرح تحریر کی گئی تھیں۔

۱۔ - ہیدیلوں اور جوگیوں کے ذریعے اسلام کی تضحیک کا سلسلہ ہیر وارث شاہ کا گوٹ میں عروج پر پہنچ گیا۔

۲۔ - قصے میں راجھے کو تہہ بال ناتھ پر ہندو ازم مسلک کے حامل جوگی کے روپ میں دکھایا گیا ہے۔

۳۔ - ملکہ ہانس کی مسجد میں بیٹھ کر ہیر لکھنے والے شاعر نے حضرت زکریا۔ حضرت یونس۔ حضرت سلیمان اور حضرت امیر حمزہ سے متعلق واقعات کو تہہ بند وندی کا نام کیوں دیا؟

۴۔ - بہت کم لوگوں نے پنجابی ادب کے شاہکار کا ایک مسلمان کی حیثیت سے مطالعہ کیا ہے۔

۵۔ - گاؤں کے غیر مند بزرگ کی حیثیت سے کیرو کا کردار تعریف کا مستحق ہونا چاہئے تھا۔

پھر لکھا "ہیر کے قصے کا آغاز وارث شاہ نے رواج زمانہ کے مطابق حمد و نعت سے کیا ہے پھر خلفائے راشدین، پیران پیر اور بابا فرید الدین گنج شکر کی مدحت و تعریف میں بھی کچھ اشعار ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک مسلمان گھرانے کا قصہ ہے۔ مگر جب راجھا (بھائیوں سے جھگڑ کر) گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور ایک شب مسجد میں گزارتا ہے اور وہاں ادھی رات کو بانسری بجانا شروع کر دیتا ہے جس کی مدھرتانوں پر مست ہو کر گاؤں کے لوگ مسجد کے گروا کٹھا ہو جاتے ہیں بعد میں مولوی صاحب کا تعارف یوں کرایا جاتا ہے

ع "وارث شاہ میاں پنڈ جھگڑیاں دی پھپھوں نلاں مسیت دا آریانی  
 یعنی وارث شاہ کی نظر میں مسجد کا مولوی جھگڑوں کی گھڑنی تھی.....  
 (مولوی نے کہا: بھئی یہ جگہ پاک ہے یہاں انسری وانسری نہیں چلے گی۔ یہاں تو نماز  
 پڑھی جاتی ہے جس پر راجھے نے مولوی صاحب سے پوچھا: حج سناؤں دس  
 نماز ہے کاس دی جی..... راجھے کا مولوی سے فکری اختلاف ہو تو نو  
 مگر نماز کا تسخیر تو ایک مسلمان کا شیوہ نہیں..... عبادت اور عہد کا  
 مذاق کون مسلمان اڑا سکتا ہے وہی جس کے ایمان میں فتور ہو۔ یعنی وارث شاہ  
 ..... مگر حیب ہیر کا نکاح ہوتا ہے تو ہیر اور قاضی کی بحث مباحثہ ہوتا ہے  
 اس میں بھی دین مذہب قرآن اور عشق مجازی پر خاصی بحث ہوتی ہے۔  
 جب راجھا لکے بال ناتھ پر جا کر جوگی بن جاتا ہے تو اس کا سارا مسلک بندو  
 ہوتا ہے پھر تو اس کاؤں کی عورتیں کبھی کبھی اسی مذہب سے تعلق رکھنے والی  
 لگتی ہیں۔ یہاں ان کی یہ سوچ ابھرتی ہے کہ ہیر کا مذہب کیا تھا، عشق و  
 محبت کے علاوہ = ؟

..... وارث شاہ کا کہتا ہے کہ میں نے یاروں کے کہنے پر اس وقتے کو اپنے  
 خوبصورت اشعار میں ڈھالا۔ انہوں نے ملکہ ہانس میں یہ کتاب منگوائی  
 میں نلکھی۔ تو احساس ہوتا ہے کہ ان دنوں پردے کا رواج نہ تھا۔ لڑکیوں کو  
 بہت آزادی تھی۔ ہیر اور سہتی اپنی ساٹھ سیلیوں کو لے کر باغوں، میلوں  
 ریاؤں پر سیر اور پنک پر جاتی تھیں۔ عورت کو بونے اور اپنا حق منوانے  
 کی بھی آزادی تھی۔ ہیر قاضی کے سامنے خوب کھل کر بولتی ہے..... جب  
 راجھا پہلی بار گھر سے نکلتا ہے تو بالکل نوخیز ہوتا ہے۔ جب ہیر ناو میں اُسے  
 اپنے پتنگ پر سوتا پاتی ہے اور مارنے دوڑتی ہے تو پھر پور جوان ہوتی ہے  
 ..... راجھا اس ہیر کے گھر بار برس ریوڑ جراتا ہے۔ ان بارہ برسوں میں  
 ہیر اور راجھے کے عشق کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر حیب یہ کی شادی ہوتی

سے تو سیر کو اتنا کم سن بتایا گیا ہے کہ ابھی اسے بالغ ہونے تین پیر ماہ کا حصہ  
 تھا۔ "اگرچہ راجھا جوگ لیتا ہے تو اس کی مسیحا بچیک رہی ہوئی نہیں  
 بارہ برس کا یہ فاصلہ بہت کھٹکتا ہے۔ شاید بارہ برس محاورا لکھنا لیا ہو  
 نہ وہ ایک مدت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ راجھا جوگی بناتا ہے تو اس نے کان  
 بہت "اگر بالے پن سے اور سر متڑا دیا۔۔۔۔۔"

سیر کے اس قصے میں یہ تضادات بے طرح کھٹکتے ہیں۔ مذہبی حوالے  
 کے سے ن دور کے مذہبی رجحانات کا مطالعہ ضروری ہے۔۔۔۔۔

اکبر کا دین الہی۔۔۔۔۔ دمودر نے جب یہ قصہ لکھا تو اس میں دونوں  
 مذاہبوں کو کیوں بچھا؟ دین الہی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر نے جو  
 شروع میں بہت نمازی اور مسلمان تھا، اپنی بددورانیوں کے زیر اثر کھتا  
 بتا، ان کے زیادہ اثرات قبول کر کے، اس وقت کے چند نامہ نگار علمائے  
 نے اس کے ہر فیصلے پر بیک کیا، اور یوں اکبر نے نیا مذہب "دین الہی"  
 بنا لیا۔۔۔۔۔ برہمنوں کے مشورہ سے بادشاہ سر کے بال تانہ پر سے  
 ہٹا کر لیا۔۔۔۔۔ اکبر عساکر تیب کی طرت پاؤں کر کے سوتا تھا۔۔۔۔۔

دمودر نے (اپنی سیر میں) اکبر کو راجھے کا روپ دیا جو اپنے وقت کے علمائے  
 مذہب سے بھگت کر اپنا مذہب پھوڑ کر نیا مذہب یعنی سیر کو اپنانے  
 کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔ مگر آخری وقت اسے ملے بھجو دیا کہ آخری وقت  
 الہی مذہب کو قبول کر لی تھی۔۔۔۔۔ وارث شاد نے (بعد میں) دمودر کی سیر کو نیا  
 رنگ دیا۔۔۔۔۔ اکبر نے آخری وقت میں توبہ کر لی تھی، مگر جہاں تک  
 مذہب میں بھی اس (دین الہی) کے اثرات باقی رہے، (یہ مذہب) جو گوں  
 میں بڑا قبول ہوا۔۔۔۔۔ وارث شاد نے دمودر کی سیر پڑھی۔۔۔۔۔  
 اور اسی قبیلے کے دوسرے جو گوں سے قصے سننے اور اپنی سوچ کے مطابق  
 انہوں نے بھی یہ لکھا ماری۔ ان کے سن پر غور تک نہ کیا۔ بعد ازاں جب



دیہات میں میر وارث شاہ کو بڑا دخل ہے۔ یہاں بچوں کو ہمیشگی زیور نہیں پڑھایا جاتا بلکہ انہیں میر کے بول سنتائے جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو میر سے فال نکال جاتی ہے۔ اور میر بڑی اہم بلکہ قابل احترام سمجھی جاتی ہے۔ یہ سب اس لئے اہم ہے کہ پنجابی علماء نے میر نہیں پڑھی اسے صرف عوام نے پڑھا اور اس پر غور نہیں کیا۔ کہ کتاب میں یہ سب چھپا دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ پنجابی ادب کے ۱۰ امن میں میر ایک بیش قیمت سرمایہ ہے مگر ہمیں چاہئے کہ اپنے سرمائے کو جانچ لیں کہ ہمیں ہم سونے سونوں کا بوجھ تو اپنے کندھوں پر نہیں اٹھانے پھرتے ہیں؟

یہ کہیں موٹی موٹی باتیں جو محترمہ رفعت صاحبہ نے وارث شاہ کے بارے میں اس کی بیہ کے حوالے سے بیان کیں ان کو پڑھ کر ہر پنجابی تلمذ اٹھا۔ کوئی آپے سے باہر ہو گیا۔ کسی نے اپنی جذباتیت کی شدت کا اظہار کیا۔ اور نوانے وقت میں یہ بحث ستمبر ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۱ء تک چلتی رہی۔ میں نے ہر پندرہ چارہا کہ اس تھیلے سے دور رہوں مگر جب میں میر اور وارث شاہ کے مایوں کے ارشادات پڑھنا تو بڑا دکھ ہوتا کیوں کہ کوئی مذہبیت کا شکار ہو کر بڑی تیزی سے چند قدم چلتا اور پھر اکیدم پڑی سے اتر جاتا۔ رفعت نے جو باتیں لکھیں میر کے مخالفین نے انہیں خوب اچھالا۔ جبکہ مخالفین کوئی ایسی بات نہ کر سکے جو مدلل ہوتی۔ یہ سب کتاب میں نے مجھے میر وارث شاہ کی شرح لکھنے پر آمادہ کیا۔ جب میں نے اس بات کا کھوج لگا لیا کہ میر اور راجہ باغیہا درفانہ رنگ کشف المحجوب کے کامل تر انسان سے ماخوذ ہے تو میں نے اپنی تحریر میں اسے وقت تو بچوائیں مگر وہاں کے ارباب نے جن کا ادبی ایڈیشن پر قبضہ ہونا انہیں چھینے نہ دیا۔ چہ باوجود کہ ہرگز میں مشرق کے دفتر میں پنجاب

87967



سرور مجاز صاحب سے اپنے ارادے کا ذکر کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ کہ میرا مجھے کی بحث میں الجھنا ہمارا پائیسے کے خلاف ہے۔ آخر میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ اپنی تحریروں کو ضائع کرنے کی بجائے انہیں مدون کر کے کتابی شکل میں شائع کر دوں۔ مگر ایسا کرنا بھی میرے بس سے باہر تھا۔ چنانچہ سید اختر حسین اختر صاحب کے تعاون سے میں نے میر کی عارفانہ شرح لہراں میں سال بہ سال چھپوانی شروع کی۔ بیٹا چھپوانے کے عرصے میں شائع ہونے والی نگارشات بچا کر کے منورنی تراجم و مذاقات کے بعد اہل نظر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ان کو پڑھ کر اکثر کی تسلی و تسنی ہو جائے گی اور جس کسی کو پھر بھی کوئی اعتراض ہو یا کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ ناچیز سے بذریعہ خط و کتابت وضاحت حاصل کر سکتا ہے۔

**ویل اور جذبائیت** | جب بات تقاضی کی روشنی میں لی جا ہی ہو تو وہاں نری جذبائیت کام نہیں آتی ماں کو بیٹے سے جذباتی محبت ہوتی ہے۔ مگر جب یہ محبت تجزیاتی عمل سے نرتی سے تو تقاضی کا سامنا تقاضی سے کرنا پڑتا ہے۔ رفعت صاحبہ نے میر وارث شاہ میں اپنے انداز میں مدلل طور پر کیڑے نکالے۔ اسات شاہ پر کھڑے ایسا تو وہ بھی میر سے بعض اعلیٰ شہاد میں از علم شائش، مہیا کر کے مگر میر اسات شاہ کے مایہوں نے جب قلم اٹھایا تو ان کے ہر لفظ سے جذبائیت پیک چپ پڑتی تھی۔ یہاں اگر میر کے مایہوں اور مخالفین کی تحریروں کے بعض مشعلہ اقتباسات پیش کر ایسے جائیں تو قارئین کو مسوت مالت کا تو بائزہ لینے میں آسانی ہوتی۔

○ سید احمد چودھری نے کہا کہ اہل انوار سے لکھا۔ کہ تم میر رفعت صاحبہ آپ کے معنوں کے جواب میں) میں آپ تک سلطان باہو تا ایاب مرد منچا پانا



اے ہیرنہ کسے نے کہی ایسی شعر بیت مرغوب بنایا اسی  
 اشرف قادسی (۳۰ ستمبر ۱۸۸۸ء) نے لکھا: (رفعت صاحب) فرماتی ہیں۔  
 وارث شاہ نے صرف زمانے کے رواج کے مطابق حمد و ثناء لکھانے  
 راشدین پیران پیر اور بابا فرید الدین گنج شکر کی تعریف میں کچھ شعرا سے  
 ہیں۔ چلو تو نہیں سہی یکن انہیں تذبذب اس بات نے ہونا ہے کہ یہ قصہ  
 ایک مسلمان گھرانے کا قصہ ہے۔ یہی ہاں یہ قصہ ایک ایسے  
 مسلمان گھرانے کا ہے جو دینی تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ اسی لئے تو وہ مسیحا  
 میں بانسری بجاتا ہے اور جس کے لئے ایک ہی وجہ افتخار ہے کہ وہ موٹو  
 چودھری کا گھرانہ ہے۔

بھیل بھرو مست اڑ بیڑے سے تہ سدر لک نہیں آں سوا کے  
 واے کو کئے مندر سے موٹوں نواں ٹھاٹھ سے ٹھاٹھ پڑنا یا اسے  
 کیا یہ دوسرے مصرعہ کسی مسلمان گھرانے کے مردوں کی نماز کی کرتا ہے یا  
 پانچویں اس گھرانے کے نام موٹو، علی، دھیر، کسی پڑھے لکھے مسلمان  
 گھرانے کی نمائندگی کرتے ہیں؟ ..... میں گھرانے کے بڑوں  
 دین اسلام قبول کیا تھا اور اسی نسبت سے وہ مسلمان کہلاتا ہے۔  
 اگر ایسا نہ ہوتا تو ابھی دن بانسری بجاتے اور زلف گھانے میں سون  
 نہ کرتا۔ بلکہ نماز پنجگانہ ادا کرتا ..... رات بھر کا کروا رہا ہے۔ یہ  
 حوالہ میرا ہے کہ لردا رہے جسے وارث شاہ کے انسانی سہ سے لہریں  
 ان سے جس سے یہ وقت نیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔  
 جو کہیں گھوٹو انہی دو انواروں سے وقت مہر انہی پرشاد نے لکھا ہے۔  
 پنجاب کی ایک بڑی بڑی خدمت نمائندہ ہے۔ چیلے انہوں نے لکھا ہے  
 یہ وارث شاہ پر مشیرت یا سائبانہ کی سہ سے بعد وہ کچھ اور  
 ایسے جس سے پنجاب کے انہوں نے انہوں نے لکھا ہے۔

س سوچ کی حوصلہ افزائی کی گئی تو آشدہ سید وارث شاہ کے ہم کتب  
 بنائے شاہ صاحب اور دوسرے صوفیائے کرام اور شعراء بھی زیر  
 عتاب آجائیں گے۔ مجھے اعتراف ہے کہ ادبی لحاظ سے اس چالچ  
 شیٹ کا جواب دینے کے لئے جیسا وسیع و عمیق مطالعہ اور علم درکار  
 ہے اس سے میں بہرہ مند نہیں ہوں۔ میر وارث شاہ کا مطالعہ  
 نے صرف کجرات تیل کی چار پانچ ماہ کی قید کے دوران کیا۔ ہمیشہ  
 ایک دیہاتی پنجابی کے سے

ہم تک براہ راست بھی پہنچے ہیں کچھ پیام

ہر شے نہیں سماعت جبریل کے لئے

منزومہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وارث شاہ پنجاب کا ورثہ ہی نہیں بلکہ  
 بجا طور پر ان کا نام پنجاب کے وارث ہونے کے ناطے سے ہی وارث  
 شاہ رکھا گیا تھا۔ مگر یہ صرف محترمہ (رفعت صاحبہ) ہی نہیں پہلے  
 بھی ہر شعبے میں پنجاب کے ساتھ زیادتی ہمیشہ پنجابیوں نے ہی کی ہے  
 اور جہاں پنجاب کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ خدمت دین اور  
 حب الوطنی کی ہر قسم کی تحریک اور آزادی کا مرکز رہا، ان پنجابیوں  
 ہی نے ہر شعبے میں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی عادت کے زیر  
 اس کی مرکزیت کو توڑنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے، اور ہمیشہ ایسے  
 ہوا ہے کہ یہ سے

دیکھا جو تیر کھاسے کبھی گناہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

وارث شاہ اگر پنجابی نہ ہوتے، کسی اور صوبے میں پیدا ہوتے تو یقیناً  
 شاہ عبدالصفت بھٹائی یا سچل سرمست کی طرح اس کے صوبہ کے  
 لوگ ان پر عقیدت کے پھول برساتے رہتے۔ اگر کسی اور ملک میں

پیدا ہوتے تو فوسٹ ڈرامہ لکھ کر جرمنی کے گوٹے یا ہماٹ لکھنے کی بجائے  
 کی طرح تمام دنیا سے خراجِ تحسین وصول کرتے رہتے۔

مجھے افسوس ہے کہ پنجاب کی ایک بیٹی نے قطع نظر اس کے کہ ان کی  
 تنقید کے کیا اثرات ہوں گے وارثِ شاد پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی  
 ہے۔ یہاں تک کہ مولوی شام مرتضیٰ نقضوری کے شاگرد بلجے شاد کے  
 مکتب اور اپنی تحریر کے ایک ایک لفظ کے مطابق پتے اور پوسٹ کارڈ  
 مسلمان کو دین اسلام سے بے بہرہ۔ اکبر کے دین الہی کا پرچار کرنے والی  
 نازک مذاق اڑانے والا۔ علماء اور بزرگان دین کو کمیتوں کے پیر کہہ کر ان  
 کی (توہین کرنے والا وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے.....

یہاں (میں) پنجاب کی ایک دوسری بیٹی کے کردار کی تواریخ کئے  
 بغیر نہیں رہ سکتا جس نے سیرانجھا کی کہانی کو اپنی نظم کے چند شعرا  
 سے ایک بہت بڑی امید و مستان ثابت کر کے وارثِ شاد کو  
 حقیقی معنوں میں پنجاب کا وارث ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔

پنجاب کی اس بیٹی کا نام امرتا پریم ہے.....  
 جسے امید ہے کہ آئندہ ناواقفیت یا معصومیت کی بنا پر بھی کوئی  
 پنجابی پنجاب کے اوپ، کھچر اور تہذیب کا مذاق اڑانے کی کوشش  
 نہ کرے گا۔ کیونکہ اپنی قومی اور علاقائی زبانوں کی سبھی کسی قوم  
 کے لئے سب سے بڑی سرجھڑی ہوتی ہے۔ انسان اپنی دولت  
 لئے دیکھ سکتا ہے مگر مذہب، زبان اور تہذیب کی بیخ کنی اور  
 قومی میوزک بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا.....

میرے ناقص خیال کے مطابق کیو، جو ایک بہتر رائے رکھتا، قاضی  
 اور سید کے کھیڑے کا کردار کسی طرح بھی قابلِ فخر یا قابلِ تکرار نہیں  
 ہے۔ سب کے سب کردار قابلِ مذمت ہیں.....





۳۰  
ملنگ بنا۔ کوئی جوگی بنا۔ کوئی کدی نشین کہلایا۔ اور انہوں نے اپنا ایک لگ  
مذہب رکھا۔ جو اسلام نہ تھا۔۔۔۔۔ (نوائے وقت ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء)۔

محمد خورشید کاظمی نے (نوائے وقت مورخہ ۳ نومبر ۱۹۸۰ء) لکھا:۔

ہیروارث شاہ کا پنجاب کے لوگوں کے دلوں پر جو قبضہ ہے۔ وہ

محتاج بیان نہیں۔ وارث شاہ کے فنکار ہونے میں بھی کلام نہیں اور

اس کی شاعری کے بارے میں بھی دو رائیں نہیں بگر دیکھنا یہ ہے

کہ زیر بحث (مسئلہ) آیا وارث شاہ کی شاعرانہ قدرت ہے یا ان

کا پینٹا ہے؟۔۔۔۔۔ اگر ورثہ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہیروارث

شاہ کے علاوہ اور قصے بھی ہمارا ورثہ ہیں بلکہ ہڑیب اور ٹیکسلا کی تہذیبیں

بھی ہمارا ورثہ ہیں۔ اسی دھرتی پر۔۔۔۔۔ ثبت بنتے اور چبے جاتے رہے

گو تم بدھ کے بت شاہ عادل میں۔ ہمیں اس ورثہ پر کس قدر ناز ہے؟

اس ورثے کو ہم نے سنبھال تو رکھا ہے۔ اس کی نمائش بھی کرتے

ہیں۔۔۔۔۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس ورثہ کے دفاع میں تو

آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔ ہندوؤں سے کتنے ہی رواج ہمیں

ورثہ میں ملے۔ ان رسم و رواج کو ہم نے اپنی معاشرت کا حصہ بھی بنا

لیا لیکن مسلمان مصالح ان کے خلاف جہاد کرتے رہے۔۔۔۔۔ اگر

ایک مضمون نگار نے ہیروارث شاہ کے ان عناصر کی نشان دہی کی

ہے جن پر بھگتی تحریک کا اثر ہے تو اس پر سیخ پا ہونے کی بات میری

سمجھ تو نہیں آئی۔ البتہ اگر ان عناصر کا غیر جذباتی تجزیہ کر کے مضمون

نگار کو غلط ثابت کیا جاتا تو ایک بات بھی تھی۔ جذباتی وابستگیوں

کا اظہار کرنے اور جذباتی باتیں کرنے سے تو بات نہیں بنتی خواہ

ایسی بات کہنے والے ڈاکٹر عبد السلام خورشید ہوں خواہ چوہدری

شہور الہی۔ بطور شاعر آپ وارث شاہ کا کلام پڑھیں سر دھنیں



مگر اس کے پیغام کے بارے میں جو سوال اٹھائے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی تو کچھ کہئے۔ سوال یہ ہے کہ وارث شاہ کے کلام میں ٹیگتوں کی تعلیمات کے اثرات ہیں یا نہیں؟..... رفعت صاحبہ نے بات اسلام کے حوالے سے کی تھی اور ہمیں یہ بحث اسی دائرے میں رکھنی چاہئے تھی، آئیے دیکھیں کہ اسلام کا تصور ادب کے بارے میں کیا ہے؟ حضرت عمرؓ سے کسی نے امرا القیس کی شاعری کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے جواب دیا: اشعر اشعرا وقائدہم علی النار۔ یعنی وہ عظیم ترین شاعر ہے لیکن شاعروں کو جہنم کی آگ کی طرف لٹک سنے جانے والا شاعر ہے۔ اب ہم اُس دور میں رہ رہے ہیں جس میں ادب برائے ادب کا نظریہ فرسودہ ہو چکا ہے۔ اور ادب برائے زندگی ہی مقبول ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جو اسلام کا تھا..... سرا ایک عظیم فنکار اسلامی معاشرے کے دھانچے کو مسمار کرنے کے لئے کوئی فن پارہ پیش کرے تو اس کے بارے میں کیا رد عمل ہونا چاہئے؟

وارث شاد عظیم شاعر ہے۔ پنجاب کے لوگوں کے دلوں پر اس کی جو حکمرانی ہے اس میں کلام نہیں۔ مگر ان کی تعلیمات اسلام سے متصادم تھیں اس لئے مسلمانوں نے انہیں قبول نہیں کیا۔ میرا میر وارث شاد کا مطالعہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے صرف سوال کر رہا ہوں اور جواب چاہتا ہوں کہ آیا میر وارث شاہ کے مصنف پر جنگتی تحریک کا اثر ہے یا نہیں؟

○ نوائے وقت کے اسی شمارے میں قیوم نامہ وارث لکھا:۔۔۔ قصہ میرا بجھا کوئی اخلاقیات کی کتاب نہیں۔ ایک ڈرامہ ہے اور ایک ڈرامے کے لحاظ سے ایک کامل اور مکمل کتاب ہے..... میر تبار سے بے رحم معاشرے کے جاسد رجم و روانج کے خلاف سراپا



حاجی نوک نکتے ول جانڈے اساں جاناں تخت ہزارے  
 جس ول یار تیس ول کعبہ بھانویں پھول کتاباں چارے  
 دراصل بات یہ ہے کہ درویش اور فقیر نماز روزہ حج اور اذان کا مذاق  
 اڑانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقین اسے اپنے ساتھ  
 مذاق تصور کرتے ہوں۔

گوڈے گیتے مل مل دھوویں منوں نہ گئی ملیتی صو  
 اولیاء کرام کی گستاخی سے سستی شہرت حاصل کرنے کے خواب شرمندہ  
 تعبیر (نہ) ہوں گے۔ ہیر وارث شاہ پر تنقید کرنے والے آدھا کلام  
 پیش کر کے اس فقیر کو بدنام کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔  
 جھوٹے بیٹیاں نال نہ جوگ جانے سنگ گلے نہ نال پھوڑے نی  
 وارث شاہ میاں زن جھونکنی نون فقیر یا جڑیاں جاہار نے  
 یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ :-

اول حمد خدا پیدا ورد کجے عشق کیتا سو جاک داموں میاں  
 پہاں آپ ہی رب نے عشق کیتا۔ مشوق ہے نبی رسول میاں  
 سے یہ کافاز کرنے والا فقیر (وارث شاہ) جو۔

وارث شاہ میاں بیڑا پرتیرا کلمہ پاک زبان تے آیا امی  
 پر قصے کو ختم کرتا ہے۔ دین الہی کے پرچار کا مرتکب ہو گز نہیں ہو سکتا۔ ایسا  
 خیال عشق کی کیفیات سے نابلد اور اولیائے کرام کے کسی منکر کے خیال  
 میں ہی آسکتا ہے۔

○ نواسے وقت کی اسی اشاعت میں ادبی ایڈیشن کے انچارج نے لکھا :-  
 "وارث شاہ کی معروف تصنیف ہیر وارث شاہ کی تاثرات کیشیت اور  
 کرداروں کے مختلف پہلوؤں پر سب سے پہلے محترمہ رنوت نے روشنی ڈالی  
 ہے۔ (تیس کے بعد) اس موضوع پر وارث شاہ کے حق میں اور مخالفت میں

نئی صاحب رائے حضرات نے قلم اٹھایا ہے۔ نوائے وقت کی ادبی اخلاصت میں ان تمام آراء کو جگہ دی جا رہی ہے۔ بحث کا مقصد ریت اور صفت سیمائی کی تلاش ہے۔ امید ہے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے عمل کے ساتھ تحقیق اور تباحث کے جذبے کے ساتھ اپنی نگارشات سپرد قلم کریں گے۔

○ سی شمارے میں محمد اسلم۔ سرور کالونی۔ ٹو جرد۔ نے لکھا کہ محترمہ رفوت کے اعتراضات کا جواب نہیں دیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں۔

(۹ ستمبر ۱۹۷۹ء کے نوائے وقت میں) "محترمہ رفوت صاحبہ نے ہیر وارث کا جو تنقیدی جائزہ لیا ہے اس سے ہیر وارث شاہ کے عقیدت مندوں کے جذبات اس لحاظ سے مزور مجروح ہوئے ہوں گے کہ ایک کتاب جو پشت اپشت سے عقیدت اور مقدس جذبات کے خوش رنگ پردوں میں مستور چلی آ رہی تھی کسی صاحب نظر کے تنقیدی ناوک کا نشانہ بنی ہے اور کتاب اور صاحب کتاب کے گرد تقدیس کا جو ہالہ قائم ہے اس تنقید سے اسے سخت دھچکا لگا ہے۔۔۔۔۔ جو اعتراضات محترمہ صاحبہ نے اٹھائے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور واقعات کی روشنی میں وہ کافی وزنی معلوم ہوتے ہیں اب ان اعتراضات کے جواب میں خواہ بے رحمی کہا جائے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکے گا کہ سید وارث شاہ کی اس تصنیف میں ہندوانہ سوچ اور دین الہی کے پرچا کا رنگ نظر آتا ہے۔ تصوف پر مبنی کچھ لٹریچر بھی کچھ اس قسم کی رطب و یابس کا مجموعہ ہے اور اس تمام لٹریچر کا اگر ترائی تعلیمات و اقدار کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو اس "جن" میں سے بچہ چھوڑا برآمد کرنا تو کہا خود یہ "جن" ہی کا فور ہو جائے لیکن یہاں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب بھی کوئی صاحب نظر اس قسم کا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہے تو شور مچا دیا جاتا ہے کہ یہ سلاف کی توہین ہے۔۔۔۔۔"

○ اسی اشاعت میں رفعت صاحبہ نے اپنی آخری قسط میں تحریر کیا :  
 ”مجھے وارث شاہ کی فصاحت و بلاغت اور شاعری کا پورا پورا اعتراف ہے مگر ان کے نظریات سے اختلاف ہو جاتا ہے۔  
 میں (ان کے یہ نظریے) بطور طالب علم آپ کے سامنے لارہی ہوں  
 ○ ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کے نوائے وقت (ادبی ایڈیشن) میں محمد ابراہیم نے لکھا۔ محترمہ رفعت نے میر وارث شاہ کے جن واقعات کو مدن تنقید بنایا ہے۔ ان کے اعتراضات بالکل درست اور حقائق پر مبنی ہیں۔ مخالفت میں ابھی تک کوئی مدلل مضمون شائع نہیں ہوا۔ ہر معترض نے اپنی ذاتی عقیدت اور جذباتی لگاؤ کے مطابق وارث شاہ کے دفاع میں ان کی تصنیف عالیہ سے کچھ اشعار نقل کرنے کے ساتھ اپنی عقیدت منداہرے دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔  
 .... اکثر مضامین نگاروں نے راجھے کو ایک بے وقوف، جاہل اُجڑ اور گنوار امیر زادہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔  
 حالانکہ وہ بہت ہوشیار، چالاک اور عقل مند کردار ہے بلکہ اس کو زما جٹ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

○ ۱۳ جنوری ۱۹۸۹ء کے نوائے وقت (ادبی ایڈیشن) میں غلام نبی نے لکھا ہے۔

”ادب کے ہر اسلوب اور تحریر کو اگر زبان و مکان کی فیور اور معاشرتی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک فقرے میں ہم نے اسلام کے رنگ تلاش کرنے کی کوشش کی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ نصف صدی اور صدی بھر پہلے لوگوں نے صرف سرسید اور علامہ اقبال کو کافر ٹھہرایا تھا (ہم ہر ایک ادیب، شاعر اور لکھاری کو کافر ثابت کر دکھائیں گے۔۔۔۔۔)

ہیروارث شاہ ہمارے پنجابی ادب کا شاہکار ہے۔ اس کے اشعار کو تنقید کی سان پر پڑھا کر آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہندو تہذیب اس کے اشعار سے کبھی کسی نے نگر خدا کے لئے یہ نہ کہنے کہ وہ کسی نئے دین کا پرچار ہے۔

یہ نفسی ایسا ہلکا سی جھانک ان خیالات کی جو مختلف حضرات نے اپنے مضامین میں لکھا ہے۔ ہر کوئی رفعت صاحبہ کی تنقید کے سامنے بے بس نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کسی نے بھی ہیروارث شاہ کا صحیح معنوں میں مطالعہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کوشش کی بھی تو اس کو وہ راستہ نہیں ملا جس پر چل کر وہ منزل مقصود تک پہنچ سکا۔ آخر رفعت صاحبہ کی "چڑھ چٹی گئی" اور اس نے دوسری اور تیسری اقساط میں ہیروارث شاہ پر مزید زوراً لگنے اور پنج پیروں کے عہن میں اچھی غامبی باتیں کہیں جن کو پڑھ کر ہر کوئی لاجواب ہو گیا یا اس نے ویسے ہی چپ سا دھولی۔ جبکہ رفعت کا مطالبہ تھا کہ میں نے آپ کے سامنے جو سوالات پیش کئے ہیں۔ جسے ان کے جوابات درکار ہیں۔ حقیقت بھرے جذبات سے فوجی سرکار نہیں۔

بات اس کی درست تھی۔ اور میں اپنی پوزیشن مقدمہ کے آغاز میں

واضح کر آیا ہوں۔

رفعت کا ایک سوال | یہ تھا کہ رانجھا گھر سے نکل کر ایک شب مسجد میں گزارتا ہے اور وہاں ادھی رات

کو بانسری بجانا شروع کر دیتا ہے جس کی مدھرتانوں پر مست ہو کر گاؤں کے لوگ مسجد کے گرد اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ پھر مولوی صاحب کو جھگڑوں کی گھڑائی کہہ کر اس کا تعارف کرایا جاتا ہے جس نے رانجھے سے کہا: "بھئی یہ حکم پاک ہے"

ہے۔ یہاں بانسری و انسری نہیں چلے گی۔ یہاں تو نماز پڑھی جاتی ہے  
جس پر راجھے نے مولوی صاحب سے پوچھا۔

”ساتھوں دس نماز ہے کاسدی جی“

میں نے اس سوال کی پھر لوہو و صاحت اسی کتاب کے پنجابی متن میں  
کر دی ہے۔ ..... نامہ چونکہ یہ مقدمہ  
گرو میں ہے اور میر دارث شاہ پر بحث بھی ایک اردو اخبار میں اردو زبان  
میں ہی چھپتی رہی۔ اس سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بنیادی  
سوال کا جواب یہاں اردو میں بھی ہوں تاکہ اردو سوال البتہ یہ بھی میر  
دارث شاہ کے بنیادی پہلوؤں کی حقیقت واضح اور بنا کر ہو جائے۔  
و یاد اللہ العزیز

اور مسیت ہے مال و اعلم ہوا سے

دارث شاہ نے کتاب کے آخر میں بقول (دارث شاہ) میر  
کہ تصوف کے کلمات میں آتے وقت شاہانہ کلاموں کو متکلف  
عارفانہ رنگوں میں ظاہر کیا ہے۔ میں یہاں مسیت کے کلاموں میں سے  
صرف ایک ٹک کا تجزیہ مختصر انداز میں یہاں کر رہا ہوں۔ دارث شاہ  
کا دعویٰ ہے۔

شہوت پنجابی تہ، جبکہ راہیل بانکی جہاں عورتوں اور کھانا  
اور مسیت ہے مال و اعلم ہوا سے اور شب روز لکھا یا ای  
یعنی بقول دارث شاہ وہ مسجد جس میں ساجد ہوتا کہ شب انسری کا لکھ  
زیادہ کوئی کجی کی مسجد نہیں تھی بلکہ آپ اسے نیم مار لکھیں۔ کوئی  
میر راجھے کی پوری داستان انسان کی عمل زندگی سے تعلق بہر جہد کی  
داستان ہے۔ اور کچھ عارفانہ رنگ و ظاہر کرنے والے دارث شاہ کے اشعار

**وضاحت** | کہا بیاں = شہوت کا سمبل ہیں (ان کے تنگ کرنے سے)  
جب انسانی نطفہ اپنے مرکز سے جدا ہو کر آگے بڑھتا

ہے تو قرآن کی رو سے اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے :  
فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝  
خُلِقَ مِنْ صَّاعِرٍ دَافِقٍ ۝  
يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ  
وَالثَّرَائِبِ ۝  
اور ماں کی چھاتیوں سے ۔

(التَّارِقِ = ۵ تا ۷) (قرآن: ۸۶ - ۵ تا ۷)  
اور پھر وہ رحم مادر میں جائزیں ہو جاتا ہے۔ بقول وارث شاہ یہ رانجھا  
ہے۔ رانجھا کون؟ ایک انسان۔ جو بالآخر اس دنیا میں آزمائش کے  
لے بھیجا جاتا ہے۔ بقول وارث شاہ سے

واہ لا رہے بھائی بھابھیاں نے رانجھا اکھ ہزار یوں آیا ای  
بھکھ ننگ نول جھاک کے اپندھ کر کے راتیں وج میت سے آیا ای  
ستھ وٹھیلی پکڑ کے رات ادھی رانجھے مزہ تان خوب بنایا ای  
زن مرد نہ پنڈ وج رہیا کوئی سبھے گرد میت دے آیا ای  
وارث شاہ میاں پنڈ جھکھڑیاں دی پھپھوں ٹاٹاں میت دا آیا ای  
یعنی شہوت کے نتیجے میں بین الصُّلْبِ وَالثَّرَائِبِ کی منزل عبور  
کر کے جس کو وارث شاہ نے "بھکھ ننگ نول جھاک کے کے الفاظ سے بیان  
کیا ہے۔۔۔ انجھا آنا۔ کے دو معنی ہیں ایک برداشت کرنا۔ دوسرا۔  
تور جائزہ۔۔۔ آنکھ چرا کر دیکھنا۔۔۔ ننگ۔۔۔ مشرم دلانے والی جگہ۔۔۔  
راتیں۔۔۔ رات کے وقت رانجھا میت میں آیا۔ یعنی نطفہ نے رحم مادر میں  
قرار کیا۔۔۔ یہ انسان کی ابتدائی شکل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ  
ہے۔۔۔ انجھ ہم نے انسان کو نطفہ کی شکل میں ایک مضبوط جگہ (رحم مادر میں) رکھا



پھر نطفہ سے لہو کی پُختی (علتہ) بنایا پھر علقہ سے گوشت کی بوٹی کیا پھر بوٹی سے ہڈیاں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر آخر میں بنا اٹھایا۔

پس اللہ بڑی برکتوں والے بہترین تخلیق کار۔ (قرآن)

اب بقول وارث **ع** ہتھ و نچھلی پاؤں کے رات ادھی رات چھ نذر تاں خوب بنایا (ی)

اس صوبے میں "ادھی رات" سے "راٹھل" کی ادھی **م** یعنی **م**

ماد کی رت ہے جب نطفہ، مضغہ وغیرہ کی منزل سے گزر کر بچہ کی ابتدائی شکل اختیار کرتا ہے اور اس کے بدن میں ہڈیاں چڑھ جاتی ہے اور حمل کے

اٹارہ مسروں کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ ادھی رات کو "نچھلی" یعنی بانسری

بھانے سے زیادہ ہے۔ نفی ت۔ فیہ من روحی کی منزل لے کر ا۔

بچے میں جان پڑنا اور حمل کا ظاہر ہونا۔ جب حمل ظاہر ہو جاتا ہے تو

بقول وارث شاہ:

رن مرد نہ پنڈ وچ رہیا کون سمجھے گرد سیت دے آیا

یعنی باغ مرد اور عورتیں حمل کی حقیقت سے واقف ہو جاتی ہیں۔ یہاں یہ

بات قابل غور ہے کہ وارث شاہ نے بچوں کا ذکر نہیں کیا کہ وہ بھی سب

کے گرد و جمع ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ مضغہ و حمل کی حقیقت سے

واقف ہی نہیں ہوتے۔ حالانکہ اگر واقعی و نچھلی بچے اور بچے سُن

ہیں۔ ان کو ایسے تماشہ سے زور رہنا خلاف واقعہ ہوگا۔

یہاں سب حمل نظام ہو جائے تو عورت کے مردانہ صحابین کو

حمل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں رات تاکہ کر سکتے ہیں۔ یہی رتنے

فائدہ کرنے رن اور مرد مل کر "مسک" کے گرد جمع ہو جتے تھے۔ یہیں ہا۔

تاجاؤں کا فیصلہ کرکس و ناکس کا کام نہیں۔ بعد اوں کی باتیں وہی نہیں

کر سکتے ہیں جو اصولوں سے باخبر ہوں۔ ابتداً اشد و رتنہ شاہ

وارث شاہ میاں پنڈ بھائیوں کی ہیں ملار سیتہ دایا کی

خز میں مولوی صاحب تشریف لاتے ہیں اور رائجھے سے اس کا اتنا  
 پتہ پوچھتے ہیں۔ اس بند میں وارث شاہ ایک بڑی پتے کی بات کہتا ہے  
 وارث شاہ نہ ہناب دن یا اس چھیدی بنانویں رکے وجہ کا فوراً ہواونے  
 یعنی محل کو کتنا ہی چسپاؤ وہ ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ اگلے بند میں رائجھا  
 کہتا ہے۔

اس پتے سے پاک واکرو وقتہ اس میں جان دے شرح گوامیاں نوں  
 بہ تو تھاں پتہ وجہ نے وڑیوں شکر بدیاں کے پروامیاں نوں

یعنی رائجھا مسجد کو بلید جگہ کہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے یاری کے  
 لئے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ اگر سچ کی مسجد ہوتی تو  
 اسے بلید تیار کہنا اور پھر شکر کا مظاہرہ جہ معنی داد ؟ ہر نماں بھی  
 رائجھے کو نہیں ٹوٹا کہ تو نے مسجد نو بلید جگہ کیوں کہہ دیا۔

یہ بات تھی غور طلب ہے کہ رائجھا مسجد کے اندر ہے جسکے ٹکڑے  
 اور گاؤں کے مرد، عورتیں سب مسجد کے گھر دکھڑے میں۔ حال نگہ آئے  
 یہ سچائی کی مسجد ہوتی تو مولوی صاحب جو یا گاؤں کا کوئی گنیمہ و اندر  
 جا کر رائجھے کو مسجد کے اندر بائسری بجانے کی سزا ضرور دیتا۔ یا کم  
 کم اسے پکڑ کر باہر نکالتا اور پھر دھکے دے کر گاؤں سے ہی چلتا کرتا  
 صاف ظاہر ہے کہ یہ مسجد وہی تھی یعنی رحم مادر — اور نوگ  
 رائجھے کی والدہ کے گھر دکھڑے تھے جو یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آیا  
 رائجھے کا مسجد میں داخل ہو جانا کسی غلط کاری کا نتیجہ تو نہیں ؟

مولوی صاحب نے جب رائجھے کو بٹے اندر میں جھاڑ پاتے ہوئے  
 اس کا آنا پتا پوچھا تو رائجھا بھی بڑی گستاخی سے جواب دیتا ہے  
 جیسے کہہ رہا ہو کہ تم کون سے حاجی صاحب ہو۔ تم بھی تو یہی منزل طے  
 کر کے دنیا میں براجمان ہوئے جو مجھے درویشی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رائجھے

کی سنت سست باتیں سن کر مولوی صاحب ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں  
 گھر بدمعہ مسجدوں ہندوئیں میں ایتھے غیر شرع نہیں واڑیئے اوئے  
 گنااتے فقیر لپیت ہودے نال دریاں بندھ کے مارے اوئے  
 تارک ہودے صلوة دا چٹے رکھے لہاں والیاں گپڑ کچھاڑے اوئے  
 نیواں کپڑا ہووے تان پارٹے بیباں ہون درازے مارے اوئے  
 ہزار فقہ دے عمل دا نہیں واقف اونوں پیا سوئی لے ہارٹھے اوئے  
 وارث تہاد خدادے دشمنان نون دوروں کنیاں وانگ دکا پیے اوئے

انہیں شعریں میں مولوی صاحب نے جو مسائل بیان کئے ہیں کیا یہ تمام شرعیات  
 شریف کی رو سے درست ہیں، ظاہر ہے کہ نہیں کیونکہ اگر کوئی شرعیہ پوری  
 عبادت عمل نہ بھی کرتا تو بھی اُسے مسجد میں آنے سے نہیں روکا جاتا ایسا  
 پرستار کرتا تو واقعی پلید ہوتا ہے۔ یہی فقیر اپنی مومنانہی نہیں لیکن  
 مولوی صاحب وہ نئی کو ذرا سے مارے کی سزا سننے سے بچے ہیں۔ اور مولوی صاحب  
 منہ سے کہے نماز شخص کو جو اپنے اگے سویرتا ہے، رکھے اور مولوی صاحب  
 نہ لے اے، انکار نے پڑے بیٹھے ہیں۔ اور جو فقہ کے عمل سے واقفیت  
 رکھتا ہو اُسے مولوی پر چڑھانے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور خدا کے  
 ناموں سے سنت بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں

کوئی نادان ناقد ہر گناہ کے وارث شہادہ نہ ہی علوم سے نہیں ہے  
 ہر گناہ بھی تو اس نے سوچا ہی کیا ان سے ایسے فتوے صادر کر سکتے  
 بن کا شرع شریف سے لہی صلیق نہیں، کوئی دوسرا جو وارث شہادہ کا  
 دھندہ طور پر حامی بنا ہو وہ اس کی کچھ اور تعبیر کر سکتا ہے لیکن وہ فتوے  
 بات ایسے نہیں بنتی۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب عقائد اہل کتاب کی نسبت  
**اصل بات** | اچا کر رہے ہیں، یعنی وہ اہل کتاب کے اچھے ماں کا

تکلم کسی کے لئے "میسٹ" کا درجہ حاصل کرتا ہے (یعنی صحبت) وہ شرعی لحاظ سے درست ہونا چاہئے۔ کتا = وہ ہوس پرست جو موقع مل جائے تو زنا جیسی لعنت سے باز نہ آئے۔ اور پھر وہ در در پھر کر اپنا شکار ڈھونڈتا ہے۔ یہی حال فقیر کا ہے کہ وہ کھڑے کھانا کھانے کو معیوب سمجھتا ہے اور در در کا بھکاری بن کر گزراوتات کو ترجیح دیتا ہے۔ ان دونوں کو زانی قرار دے کر) پلید کہہ کر ماباں جو سزا سناتا ہے یعنی باندھ کر ڈرے مارا تو یہ سزا تو عام حالات میں ایک کتے کو دی جاسکتی ہے اور نہ ہی فقیر کو۔ — بلکہ یہ سزا تو ایک زانی کے لئے ہے پھر مارک لصلواتہ کو پٹے رکھنے کی اجازت بھی مولوی صاحب نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ بات بھی عام حالات میں معیوب نہیں۔ لیکن وارث شاد پٹے رکھنے سے مدد "صحبت کا عمل" یعنی میں اور سلواتہ سے مراد نکاح — یعنی اگر کوئی شخص بغیر نکاح کئے کسی عورت سے صحبت کا ارتکاب کرے تو یہ درست نہیں۔ پانچویں حصے میں فقہ سے ناواقف شخص کو سولی پر چڑھانا بظاہر کتنا ظالم ہے۔ لیکن یہاں بھی وارث شاد کی مراد اُس شخص سے ہے جو شادی شدہ ہو کر بھی زنا کا مرتکب ہو۔ اور ایسے شخص کی سزا سنگسار (جسے مولوی صاحب نے سولی کہا) ہے۔

سائلوں و س نماز سے کاس دی جی | یہ باتیں سن کر راجھا  
مولوی صاحب سے

کتا ہے کہ یار مولوی! تو دیکھ کہ میں ابھی رحم مادر میں ہوں۔ اور لوہے کے ٹپے بڑے بڑے ڈراؤنے مسائل بکر کے اُس دنیا سے متنفر کرنا چاہتا ہے جس میں مجھے ابھی قدم لگنا ہے۔ تو کیسی نماز کی بات کرتا ہے۔ کہاں میں لہو کی پھینک اور کورست کا لوتھڑا اور کہاں تیرے (مذکورہ بالا) یہ مسائل اور سزا ہیں! اسے بھی تو میرے ساتھ کس نماز کی بات کرتا ہے۔ میرا بھی

نماز سے کیا تعلق؟ اس نماز کی صفات کیا ہیں؟ وغیرہ۔  
 قارئین کرام! یہ وہ مصرعہ ہے جس پر وارث شاہ کے مخالفین نے  
 آسمان سر پہ اٹھا رکھا ہے۔ اور وہ اسے نماز کی توہین قرار دے رہے  
 ہیں۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ کوئی غیر معمولی بات ہوتی تو خود  
 صاحب "نماز" کے بارے میں راجھے کی باتیں سن کر وہ جواب نہ دیتے  
 جو انہوں نے دیا بلکہ وہ اس کا سر چھوڑنے کو دوتے لیکن مولوی  
 صاحب نے کیا کہا :-

اساں فقہ اصول نوں صحیح کیسا غیر شرع مرود نوں مارنا ہی  
 اساں دسنے کم عبادتاں دے پل صراط توں پار اُٹارنا ہی  
 فرض، سنتاں، واجباں، نفل، وتران ناں جائزاں سچ بتارنا ہی  
 وارث شاہ جماعت دے تارکلن نوں تازیانیاں، ڈڑیاں مارنا ہی

یعنی ان کے پیش نظر عقدہ الزکاحِ اولیٰ نماز ہے۔ اور نکاح کے بارے میں  
 جو اصول شرع شریف میں مقر ہیں مولوی صاحب ان کی بات کرتے ہیں۔  
 اور مقطع میں بات بالکل واضح کر دیتے ہیں یعنی جماعت کے تارکلن کو تازیانوں  
 اور ڈڑوں سے مزاد ہی جلے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شرع شریف نماز باجماعت کے تارکلن  
 کے لئے واقعی یہی سزا مقرر ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو تو یہ یہاں تحقیق کیا  
 ہے؟ تو قارئین! یہاں نماز باجماعت سے مراد یہ ہے کہ نفل، نفل اور سنت  
 سامنے بارات کے ذریعے ہونا چاہئے۔ اور نہیں تو کم از کم دو گواہ ضرور ہونے  
 چاہئیں کیونکہ دو آدمی بھی نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔

پس یہ تھا اس بنا کا مطلب۔ اسے راجھو اٹھاؤاں پر نوٹ کرنا ہے  
 کہ جماعت کا تو یہ تھاں ہے۔ بلکہ کبھی اپنے اندر کبھی جماعت کے ساتھ  
 گویا اس کا معنی تھا :-

بقول حافظ شیرازی سے

واعظان کس جلوہ بر خراب و بنبرنی کنند چوں بخلوت می روند آن کار ز گیری کنند  
اب آخری بند کی وضاحت کر کے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔  
راٹھجے کی بات سن کر سلاں نے کہا :

مٹاں اکھیا او نامعقول جٹا فرض کج رات گزار جا نہیں  
فجر بندہ ی توں اگوں ای اٹھ ایتھوں سر کج کے مسجدوں نکل جائیں  
گھر بد سے نال نہ کچھ جھیرے از غیب دیاں تھجاں پھیر ناہیں

یعنی مولانا صاحب نے کہا کہ بھئی آپ زیادہ باتیں نہ کریں۔ شب بسری  
کے لئے اٹے ہو تو پلو رات گزارو اور فجر سے پہلے پہلے (گھر اندھیرے)  
مسجد سے (سر پھینکا کر) نکل جانا مستحب۔ یعنی وہی مٹاں جو جماعت کے  
انکان کو تاریاؤں اور زروں سے مزادینے کا دعویٰ تھا۔ راٹھجے کو نماز فجر  
سے پہلے پہلے نکل جانے کا لہجہ رہا ہے۔ انڑکیوں سے  
اس لئے کہ نکل کر پائے کا نکل بھی چھپ کر کیا جاتا ہے۔ اُدھی رات کی  
مڑوں سے کسی کو فرار نہیں اس لئے کہ نکلنا ہونے کی شرمندگی (اگر یہ آٹھی  
کوئی شرمندگی والی بات سے تر ہر ایک کو اٹھانا پڑتی ہے۔ اور پھر وضع نکل  
کبھی پھینکا کر انجام دیا جاتا ہے۔ اسی لئے مولوی صاحب فجر سے پہلے منہ  
اندھیرے سے اٹے مسجد سے نکل جانے کا کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔

قاریاں کراہم! یہ ہے وہ بنیاد جس پر وارث شاہ نے اپنی عازناتہ  
کہانی کی ساری عمارت کھڑی کی ہے۔ اگر یہ بنیاد ہی مہیا نہ ہو تو ساری  
عمارت دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ مگر افسوس کہ میر وارث شاہ کے  
قارئین ان ملک اس بنیاد کو دریافت نہ کر سکے تھے مگر پہلے وقتوں میں کسی نے  
یہ دریافت کی ہوگی تو گویا وہ یہ راز اپنے سینے میں لے کر سدھار گیا۔ یہی

وجہ ہے کہ ہر شخص جو کبھی میر کا منالوہ کرتا ہے۔ وہ وارث شاہ کے "عارفانہ اشارے" پر غور و خوض کرنے کی بجائے اس قصے کے عام پہلو کو سامنے رکھ کر سوچنے لگتا ہے۔ اور جب ذہن اس کا ساتھ نہیں دیتا اور وہ حالات و واقعات کی تطبیق نہیں کر پاتا تو طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیتا ہے۔ اُسے اپنے اعتراضات بڑے ذہنی بھی لگتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں "پارے" سے اِدھر اُدھر کی سمجھتا ہے کہ "موج جیسی بلند و بالا شے دُنیا میں ابھی پیدا نہیں لی گئی۔"

قارئین! میں نے نوائے وقت میں وارث شاہ کے شاہکار پر پڑھنے والی بحث کے چیدہ چیدہ اقتباسات کھلے دل سے آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے دیکھا کہ وارث شاہ کے مخالفین بظاہر درست ہیں اگرچہ انہیں کہا جاسکتا ہے کہ

سخن شناس نہ لہر اخطا اینجا است

لیکن وارث شاہ کے اکثر حمایتی تو بڑے ہدایتی ہیں۔ عقیدت کے جذبات میں جکڑے ہوئے اُن میں بہت کم ایسے ہیں جو "صنک" کی بات کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کسی نہ کسی وجہ سے بات کرتے کرتے وہ لڑکتے لگتے ہیں اور مخالفین کو تانیاں بجانے کا موقع مل جاتا ہے۔

قرآن کریم کی رو سے میر ایمان ہے کہ **وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ اِلَّا بِمَا شَاءَ**۔ یعنی کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں سے (تھوڑا بہت بھی) اپنے احاطہ دار اک میں نہیں لاسکتا۔ یہ تاک کہ ذات باری نہ چاہے۔ اور وہ بھی اتنا — جتنا وہ چاہے۔

لہذا اگر میں میر وارث شاہ کی عارفانہ تشریح کرنے میں کامیاب ہوا ہوں تو یہ میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطیہ ہے کہ اس نے مجھے اپنی خصوصی رحمت سے میر کے عارفانہ رنگ کو سمجھنے کی توفیق دی۔

اس سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشہ خدائے بخشندہ

آخر میں وارث شاہ کے اس شاہکار کی مزید کچھ وضاحت کر دوں کہ یہ شاہکار اس تصویر کی مانند ہے جسے سیدھی حالت میں دیکھیں تو آپ کو ایک خوب دکھندہ اور چپل نوجوان کی شکل نظر آئے گی۔ آپ اس کے خد وخال دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔ لیکن جب اس تصویر کو الٹی کر کے دیکھیں گے تو ایک بزرگ کی تصویر لگے گی جو بڑا بادشاہ متین اور سنجیدہ ہے اور عقل و دانش اور عرفان کا خزانہ ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدھی تصویر میں بھی وہی لکیری ہیں جو اُسے ایک پھیل چھبیل اور بانکا بھرو ظاہر کرتی ہیں۔ اور الٹی تصویر میں بھی وہی لکیری ہیں جو اُسے ایک بزرگ شخصیت ظاہر کر رہی ہیں۔

پس اسی طرح وارث شاہ کی میر کے اشعار کا بغیر سوچے سمجھے سیدھا مطلب لیا جائے تو دنیاوی سوچ برآمد ہوگی اور اگر ان شعروں کو عارفانہ اشاریہ کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو وارث شاہ ایک عارفِ کامل کے طور پر سامنے آئے گا جبکہ مجازی رنگ کے اعتبار سے بھی یہ ایک دل کش تصویر نظر آئے گی۔

امید ہے کہ قارئین میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اور ناقدین بھی پیر پیر پر اعتراض کرنے کی بجائے گہرائی میں جا کر گوہر مضمود حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

فقیہ الاسلام

قدر آقائی عفی عنہ

۱۱۔ ایس۔ میدان روڈ۔ لاہور ۲۵

۲۶۔ مئی ۱۹۸۷ء



## ہیرا نیچے والا اصل قصہ

از منظور حسین حسن تصوری

(بیچ دریا وارث نمبر ۱۹۶۵ء - ص ۳۱)

ملع جھنگ وچ سیال قوم دی اک عارفہ ہیرا ناں دی اک کاملہ مانی سی۔ بچے  
 تاک جھنگ وچ مانی تہ دا خاندان موجود اے۔ اہناں دے شجرے وئی جگہ مت دے رکھار  
 وچ مادے نیں بھئی پنڈاں دی واجب العرض وچ ہیرا اصل قصہ درج اے۔۔۔ (یعنی کوئی  
 ۱۰۰ سال پہلاں سیال قوم دا اک ٹیس چوچک سی۔ دولت عزت تے سرداری حاصل سی۔ رب  
 نے بچی دتی پیارناں ابداناں ہیر رکھیا۔ ماں پیرنے اہنوں دینی تلمیذ بل پارتا۔ ہیرنوں اہناں  
 مل گیا جہڑ جوانی وارے ای اہنوں سارے ٹماں توں واقف کر کے سدھارستہ رکھا گیا۔  
 مانی ہیر سیال قوم دی پہلی عورت سی جہڑی مسلمان مونی تے اپنی نیکی حسن خلاق تے روحانی برکتاں  
 دجھوں مانی ہیر اکھوائی۔۔۔ لوک فیض پان آوندے تے دلاں لے روگ دور کرا کے جاندے۔

نواب شاہ بہلول رنجاب دا حاکم آپ دا بڑا عقیدہ تندرستی۔ مانی ہیرنے اہنوں فرمایا۔ دتی دا  
 تخت خطرے وچ اے جھٹ پٹ اہی خبر لٹو۔ بہلول مرشدہ دا حکم سن کے جھٹ دلی پھاتے ہیر کسے  
 خون خرابے دے مندوستان دا شہنشاہ بن گیا۔

ایسے طراں میاں رانجھا مانی ہیر دا اک حقیقہ بتیسی۔ اصل تاں ویدو کی فوات دا رانجھا۔ مانی دا  
 مرید ہو کے فیض پایا تے بزرگ موبنیا۔ مانی ہیرنے ساری عمر زندے تقویٰ وچ تلگھائی۔ تے وفات توں پہ  
 اپنے باغ وچ جھنے کہ عبارت کردی بنی سی۔ اتنا لکھی۔ اچ گل باغ دا کوئی نشان نہیں۔ القصد ان  
 ہیرا مقبرہ موجود اے۔ ہیرے نزدیک اہ قصہ اے اہل ہیر داتے سہ مارٹ شاہ موراں جہڑی  
 ہیر لوں نوکاں سامنے پیش کیتا۔ وک اوہنوں تاں ٹوٹ جھنے نیں البتہ اپنییاں کھنڈاں  
 محاساں۔ اشدکار زیادہ سمجھن لگ پئے نیں۔ اوہناں اکھیا کھڈا تے سمجھن  
 وایاں سمجھیا کج بولی حالانکہ شاہ موراں آپ ہی گل مرکا دتی نیں تے آخر درج سارے  
 شے ڈور کر گئے نیں۔۔۔

ہیر روح تے میاں قلبوت جانو۔۔۔ انا تہ اہ ہیر بنایا ای

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## وارث شاہ والوں کا بھیت اند

اہ قصہ حمد باری تعالیٰ تے نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 توں شروع ہوندا اے، خلفائے راشدین، پیران پیر حضرت غوث اعظم مرتے  
 بادا قرینہ شکر دی تعریف توں بعد، راجھے دے پیو موجود چوہدری دی  
 شان، راجھے دے چھرا توں دی راجھے نال کھنڈک تے غیر موجودی  
 وراثت ہوا ذکر اے۔ تیں توں بعد بھرا توں دی دشمنی اگھڑکے سامنے  
 آندی اے۔ تخت ہزارے دی تعریف توں ظاہر ہندا اے کہ اہ  
 بہشت یا "عدم" اے جتھے انساناں دیاں روحاں، وجود وچ آدن توں  
 پہلاں موجاں مان دیاں میں۔

ایس توں پہلاں جو تکریر اے اہ قصے دے مجازی رنگ دا رنگ  
 اے تے ایس توں بعد زمین دی وند تے بجا بیاں دے طعنے حقیقی تے  
 مجازی رنگ دے دوہرے جھانکارے میں۔

**تخت ہزارہ** | تخت ہزارے دا بیان عارفانہ گل بات دا اہ صلا رنگ  
 اے۔ تخت ہزارہ رنگ عدم دی علامت اے جتھوں

انسان آؤندا تے من توں بعد جاندا اے۔ سب مخلوقاں وچوں انسان  
 اجیہی مخلوق اے جہڑی اشرف ترین بنی جاندی اے۔ گویا اہ :-

وارث شاہ ہزارے دے باغ وچوں اسان کھل گلاب دا توڑیا ہی

والی سوغات اے۔ اہ دنیا اہ منگو، اہ کھل تے بیلے انسان واسطے عالمہ سبب  
 تے آخرت دی کھستی اے جتھے انسان اپنی روحانیت نے نورانیت توں  
 چمکا کے تے پاکیزہ کر کے اوڑک "تخت ہزارے" توں واپس چاہا جانے لگا

— جمیوں :- ۴

منگو چھڈ کے تھیل وچ میاں وارث اُساں تخت ہزارے نوں جاوٹاں ایس  
انسان دنیا وچ تاں نہف عمل کر کے اپنی آخرت سوار ہوئی آؤندا اے ۔  
تے اوڑکے ایس نے "تخت ہزارے" ہاناں جاواں ایس۔ کیوں بے دنیا تھوڑے  
دے وا کھیل اے :- ۵

وارث ساہ نہ سوپ اُدھال جی نہیں مابیاں دے گھر سنگھنی اپنی  
رہجے دا بجا بیاں ماں مڑ کے گھروں نکل تڑیا۔ تو یا عدم نوں و جوڑ ول سفر  
اے۔ بجا بیاں "شہوت" دتی غلامت ایس۔ تے انسان ایس دنیا وچ شہوت  
اے نتیجے دے ای نیم لیندا اے۔ راہ میں وارث ساہ نے رنج کھچیا اے  
بھانی تے راجا :- کیہا بھیر پیا پویا کیہا ڈے متھا ڈا میوانی سوٹاں و ناں  
جا سہرا کم گوانا میں بوھا سبیا جیوانی جیوانی جیوانی  
رہجے کھا مٹھہ رہ دھول مارنی اکیاں پیرن اتن تون پیرن  
تیبیں دس رتھو میں چھڈ ملے ہاں دیاتے جگاڑا کھن  
تہ پگڑے جیتیاں مار کھل رتھو مورا ورتھو مورا  
اہ ستہ گھوڑ عدم نوں و جوڑوں سے نہ منو۔ نہ عورت نہیں نہ رتھو  
ہامت نوں اکی بیان کردا اے :-

لہو ج چھڈ قلبہ ت جمیوں وراں ہند الخول ادر اوتھ سدھار  
آن پانی ہزارے اہم کر کے تھڈ جھنک پان دھار

۱۔ انسان اتے اک ایہا ویلا وی آیا کہ اہ قابل شے نہیں سی  
(قرآن - دوسرا - ۱)

۲۔ دنیا جان اتوں جمیوں جھنک پیک ۔۔۔ (وارث ساہ)

یکتا رزق نے آن اڈ اس رانجھا چلو چل ہی مجور پکاریا ای  
 کچھے ونجھلی مار کے رواں ہویا وارث وطن تے یں وساریا ای  
 بھائیوں نے رانجھے نوں دیں نہ پھڈان بارے کہیتی تاں اوس اگول آکھیا۔  
 رانجھے اُکھیا اُکھیا رزق میر نیٹھو جیو تیس کیہ منڈے او

۱۔ اپنی قسمت رازق ایس دنیا وچ ہر کسے نوں ضرور کسانا پیندا اے۔ ایس  
 کر کے انسان عدم نوں وجور دج آون تے مجبور ہندا اے۔ کوئی اپنی مرضی تاں  
 نہیں آوندا اے۔ رزق توں مراد نرا روٹی لگر ای نہیں باکہ ساری ضروریات  
 زندگی جھڑیاں کسے نوں اللہ تعالیٰ عطا کر دا اے۔ رزق لے نرے وچ  
 آونداں نیں۔ رزق دے معنی "رب دیاں عطاواں" نیں۔ بیویں دُعا۔

وَأَرْزُقْنَا شِفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " وچ رزق دے معنی عطا  
 کر " ای تیس یعنی یا اللہ سانوں قیامت والے دن رسول اکرم دی

شفا عت عطا کریں۔  
 ۲۔ بولن دی قوت۔ وسیع معنیاں وچ ونجھلی توں مراد رزق والا  
 ٹوٹ اے جہڑا اللہ تعالیٰ ولوں ہر انسان نوں دان کیتا جاندا اے۔ تے  
 تے نس ناطقہ۔ "لانا روم اہنوں" لے "نال تشبیہ دیندے نیں۔  
 بشتواز لے "چوں دکائت می کند  
 وز جدالی با شکائت می کند

۳۔ انسان دا (بایا آدم دا) اصلی وطن تے دیس بہشت سی۔ جتھے  
 اہ تے اماں حوآ رہدے ہندے سن۔ جہنوں وارث شاہ ارتخت ہزارے  
 دے تمبلی رنگ وچ بیان کر دا اے۔ ہر روح او تھوں ای ایس دنیا وچ  
 آوندا اے تے نماں دی پٹاری بھر کے او تھوں ای جیانا کر جاندی اے۔

ڈنڈ لیا جے باپ دالک سارا تئیں ساک انہ مسین انہ انگ دے او  
 وس لگے جے تاں منصور وانگوں سینوں چا سول آتے ٹٹک دے او  
 وچوں خوشی ہو اسان دے نکلتے تے ہونہوں آکھدے گل پرندے او  
 بھابیاں نے رنجھے نوں روکن دی کو کشش کیتی تاں وی زرق والا مسدہ سامنے آیا ۔  
 ع بھابی زرق اداں جاں ہو چلیا اہی کاسنوں گھیر کے ٹھگدیاں ہو  
 تے انھر را گھا "ہزاروں" نکل کے رات ویلے کن "مسیت" ڈیرا لہندا اے  
 اہ مسیت عام مسیت نہیں بلکہ وارث شاہ موحب ماں دی ٹکھ اے جس  
 وچ انسان مدھلی منزل پوری کردا اے ۔

## اوه مسیت مے ماں واسٹم بندے

رانجھا تخت ہزاروں نکل کے راتیں اک مسجد وچ آوند اے ، اسی رات ہندی  
 اے تے دل ویا ندا اے ۔ پندے لوک مسیت دے دوالے آکھے ہو یا ندے نہیں  
 فرمولوی صاحب وی آوندے نہیں ۔ مکالمہ ہندا اے ۔ اثیر مولوی صاحب رانجھے نوں  
 رات گمار کے تڑکے سار نکلن لئی کہہ کے تڑباندے نہیں ۔ وارث شاہ نے ایس مسیت  
 نوں ماں واسٹم آکھ کے ہیر دے نارخانہ رنگ ول انج اشارہ دیتا اے ۔

اوه مسیت مے ماں واسٹم بندے جس وچ شب ، روز ٹکھایا اے  
 شہوت بھابی تے جھکھ راہیل باندی تہ ماں جنتوں ما کہہ دھایا اے  
 جہڑا بوندہ انا طقہ و بھلی را جس ہوشس دارا اے ۔ سنا یا اے

کچھ لوک آہندے نہیں کہ سیر نرا مجازی ۔ آگ واسٹم ہکارا اے ہی ہر وارث شاہ  
 ہٹے جالاکی تہ مستاد صاحب دی ماراٹنگی توں ڈوریاں کتاب دے اے اے وچ کچھ شعر

کھدکے کتاب لوں انتوف کے کھاتے پادتا سی ، یہ اوسناں دی گل بیرونی داخی  
شہادت دی روشنی وحق پرکھیے تے غلط ثابت مندوں اے۔ اتے مہج گل اوداں  
ین ونا سے جھڑی مارفانہ زندہ والی اے ۔

بجایاں بجایاں لوں تنگ آکے تے اک بجنابی رشوت دے سستا  
پاروں راتیاں میدوں ۔ شہل پے مارکے ٹریاتے عورتیں ، اک مسیتے آن ڈریا ۔ وارث  
شاہ گمدا اے ۔

جنگل لوں آراک کے پندھارے تیں ونا تے دے آیا ای  
تھ ونبلی کپڑے راستہ آکھی رانجھے مزہ تاں خوب بنایا ای  
رن مردہ پنڈھوں سبھا کوئی سبھے گرو مسیتے اے آیا ای  
وارث شاہ میان پنڈھوں بولہ بولہ ونا پچول مارل مسیتے دا آیا ای

جے ایہہ اک عام مسیتے سی تے مارل ایہہ وکے رہتے تھے انجھے نے اونڈیاں  
سارنہ کھد کتاب دی فکر کیوں دیکھتی تے بوجاں پچوں کسے لوں ایہہ اودسوں نے سہ  
بنایا ایہہ س تمہیں کہ میںوں روئی ڈریا ۔ مارل ایہہ سہی کہ لول مسیتا تے سرائواں ونا  
تے مارل ان ایہہ لونی عیب و گزرا تیں ایہہ مارل ایہہ چپ پیتا یوں تے  
واریا ۔ او ڈر دا سی تے قیہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ  
کے لوکاں لوں بھوں بنایا ۔ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ  
تیکہ تیکہ نورالہ سٹار گے ؟ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ  
وچا کے لوکاں لوں مسیتے دے اونڈے لکھیاں تے کھدا اے ؟ فیہ ایہہ وی  
غور لرو کہ پنڈھوں سارنہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ  
مسیتے دے دونڈے مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ مارل ایہہ  
بھوگل ایہہ وکے پئی اوہناں وچوں لئی بندہ مسیتے اے اندر کھوں نہ ڈریا ۔  
کیہہ رانجھے تے کہ تے ڈھاکے اتروں کئی ماری موفی ای ؟ چلو یہ ان ونا  
سوتے فریڈھییاں بوسیاں تے اودنی وکھیں ونا وچ مسیتے گول اودھی رات داسماں



۲۰  
 یہاں کو یہاں لے ان لگ پینا اتار تے غیر ذرا اسے مولوی جی شرع  
 نوامیاں توں ایساں بانٹے س — ابنا سائوں ۔

س پلیٹ تے پال دکر، واقف سیس جہان دے شرع گوہیاں توں  
 بتاتی تھاں پلیٹ تے وڑیوں بشلہ بدیاں بے پروفہیں توں

نہن ذرا سوچو کہ راجو ما مسجد نوں پلیٹ تھاں کیوں آسدا ہے۔ جے  
 اوداں بھتیجی دی مسجد سی تے او منوں "پلیٹ تھیاں اکھنایے و کوئی دقل  
 تے ۔ تے نیرنجھے داتیلیتی وچ ردے تے شکر کرتے ربدی بے پوانے  
 نہوں جانا۔ و تو صاحب اسے ۔

تو ب وچ مولوی صاحب وچوں بڑی ریزناں (تے اتوں کج لکڑاں جویں  
 مولوی صاحب نے کہہ نہیں سکیں توں ہی نہیں سارے کھنڈے ہوئے بوکھوں  
 نہں بھجواندے نہیں تے کہوں تے نہیں ۔

لکھ ربدے مسیحاں سنیاں نہیں بیٹھے غیر شرع تہاں وارث اوئے  
 لکھ تے قفیر پلیٹ ہوئے نال دریاں بھجوکے مارینے اوئے  
 تارک توں صوفی پتے رکھے نہاں واسیاں پین پھپھارینے اوئے  
 بہا افقہ دے عمس، انیس واقف اوہنوں چاہنوں تے پارٹ اوئے  
 وارث تہا تدارک دشمنان لوں دوروں لکھیاں داتیلیتی و تے

ویا مولوی صاحب نے اعتراض نہیں کیتا کہ توں مسیحاں توں ہاں پور  
 آکھیاں ۔ نہ اوہناں آپ "مسجد نوں پال تھیا" ۔ بلاض کوں مول جھی  
 لکھی ۔ "لکھ ربدے مسجد ان نہن دیاں نہیں جویں کوئی لکھے  
 دل کہیہ دل لکھ ربدے  
 ازہن لوں کہیہ یک دل بہتر اسرت



یہاں مولوی صاحب نے کھجے نال متفق نہیں کہ واقعی توں پمیت سے وقت یں  
 پم میں تیار کے آداب حذو و اسد کے نہیں۔ چہا پم آداب مولوی توران  
 ات ود کے مومسیت بارے نہیں تو سکرے مشر و اسد نہیں۔  
 مسیتے غیر شرع نول آون دن اجازت نہیں کیوں جے یہ بہ ہونے کے۔  
 اساتے فقیر پمیت مندے میں جے نور مسیتے آون تے وساروں ہونے۔

نے آریاں مال سے بڑی ہندی کے۔  
 پمے رکھنا بھانویں منع نہیں پم جے کوئی ابے نماز پمے رکھنے تے و ہنوں  
 پم کے مسیتوں پر مٹاں پچوڑا ہوتا ہے۔  
 مومسیت بارے فقہاء کے ہمس و وقت نہیں امتسار ہونے تے  
 تہب و اصحاب کے۔

اساتے مٹاں ایسا کہ پم۔ پم توں اسے مومسیت ہونے۔ ہنسوں ہونے  
 دکار چھاتی را اسے تے مسیت کے یہ سے نہیں مٹاں ہونے۔  
 مومسیت مولوی صاحب نے مٹاں مٹاں ہونے و مومسیت  
 مومسیت و حق و ان والے واسطے ہونے ہونے تے مٹاں ہونے۔  
 یہ تے

جے کوئی شریعت و حال ہونے تے اوسنوں پم مسیتے ہونے تے  
 مٹاں ہونے۔

مومسیت ہونے تے یہ مٹاں ہونے و مٹاں ہونے۔  
 مٹاں کے مٹاں۔

کے مٹاں مٹاں مٹاں ہونے۔

مٹاں مٹاں مٹاں ہونے۔

۔ میاں زلفاں والے خواہے۔ آگیا ہاندا سی۔ پر مولوی  
 صاحب فرماندے ہیں کہ جہاں نماز پڑھتے رکھے یا ہنرا پھٹاں وہاں  
 اونٹنوں ایسے مسیت دے نیڑے نہیں لکن دیندے۔ کوئی پٹیاں  
 والے مسیتے کچھوں مسیتے وڑے تے کہہ اوہنوں پٹیاں لریاں گے؟  
 م۔ ہنرا فقہ دے عمل دا جانو نہیں۔ اوہنوں کچھ ایسے سونے پارہ دینے  
 تے؟

نہ تے رہاے دشمنوں نوں بلو قانون زمنوں وایاں نوں (دوروں کتیاں  
 وانگ دکھ چھانے آن یعنی مسیت دے نیڑے بالکل نہیں لگ دیندے؟

ایہہ کھان پڑھ کے یاتے بندہ ایہہ مجھے کہ مولوی صاحب نعوذ باللہ  
 بیوقوف کن تے یا فیہ ایہہ متیق پوکے گا کہ رانجھاتے مولوی صاحب جھڑی  
 مسیت دی گل پئے کر دے نہیں اوہ عام مسیت نہیں سی بلکہ اوہی مسیت  
 سی جہاں ذکر و ارث شاہ نے لہاں دیا شکم کہہ کے کیتا اے۔ ایجے ذرا  
 ایہدی وضاحت ہو باکے تاں جے گل صاف ہو کے وارث شاہ دے  
 سرواں منانا نہ جانے۔

## وضاحت

بہالی اشاعت دے طعنیاں مجبور کیتاں بلکہ (نواہش) تے شرم  
 انک موالے راہوں سفر کردا "يُخْرِجُ مِنَ بَيْنِ الْمُضَلِّبِ  
 وَالتَّوَّابِ" دیاں مہلاں طے کر کے رانجھا "رات دے ہنیرے کوچ  
 ہون مسیتے وڑے کے بد گیتے تے نوں کوئی خبر نہ ہونی۔ آ۔ مسیت  
 کتیاں تے "ہاں نوں پتہ لگا۔ اوہنے گھر والے (تے دوجیاں گھر وایاں  
 نوں) سیاہ پتہ پتہ رہے کیوں جے ایہہ گل ایسے ایڈی اہم نہیں سی۔

— پڑوں ایسے صحت و قوت یعنی رات ٹھکے لگی، تھنوں و دست سدا نہ رہتے  
 نہ ان میں ہتھوڑیں پکڑنے رات اچھی آنکھیں سے تے۔ آتے دن ہونے  
 لگی۔ یعنی ابھی وہ انفلوئنزا فیلڈ میں ٹر ہو چکی تھی مگر اسے رات کے ٹھکے  
 ہونے سے ہی نواں پتہ میں دیکھا گیا کہ یہ کھل بات ہے۔ وارث سدا کے جہز ہو گا  
 کرا۔ مسیبت کے گرد و جمع ہندویں دسنا ہے۔ ایسے مطلب ہے۔ یہی  
 ہے کہ "مسیبت کون کا عام مسیبت نہیں ہے۔ لوگ، اگر جمع کیوں ہوئے؟"  
 ایسے لگی کہ سزا کی جگہ چاہئے ہی رہا کیا کچھ "را۔ مسیبت" ورنہ غیر مستحق  
 فریضے انتیجی تے نہیں۔ —

یہی لگی کہ اوہ اپناں کھانا "وہ لگی  
 کرا" دے جاتا وہی نہیں سمجھتا۔

### بچے کیوں نہ جاگ پئے؟

وہ نہ پتہ و قوت رہا لگی کہ وہی راز و سدھی اے کہ یہاں لوگ ساہبے  
 کرا۔ "نہ لگیں پتہ۔ لوگ" شرعی مسائیاں۔ اب یہ لگی  
 "چھپا" مولوی صاحب و "مولوی صاحب" کے  
 تے اوہ لگا لگا "مسیبت" رہے۔ "نہ لگیں" مولوی صاحب کے  
 سدے رہے۔ تے جڑے مسالے اوہناں "مسجد" بارہ لگیں، اوہناں  
 دی وضاحت انجالتے۔

کرا "بچے" بچہ لگی ہستی، حکم سارا، راتو۔ — یہ لگیں "تھنوں  
 رہی تھنوں۔ — "مولوی صاحب" —

مولوی ہوریاں آسپاڑ مسیبتاں رہد لگا ہوریاں "بچے" غیر تھنوں  
 لگیں ان دی اجازت نہیں۔ — کرا "بچے" ورنہ "بچے" شہوت  
 پہست، پست ہوریاں، جسے "مسیبت" اے لگیں "بچے" پہلے  
 ہوریاں "بچے" ورنہ "بچے" شرعی شریف ورنہ "بچے" ای  
 مقہر اے "بچے" (بچہ و تھنوں) "بچے" لگیں "بچے" لگیں

ناجائز نہیں یعنی نکاح نواں بجز "جنت" و "ترکب ہووے تے اوہنوں اجازت  
 نہیں اجازت شرعی حکم دینا دا ہووے تے اپنی مرضی" کرے یعنی تاروی تاروی  
 شخص زادا ترکب ہووے تے اوہی سزا "سولی" (سنگسار کرنا) مقرراے۔  
 راجھا سنگسار لوک دا مسالہ پچھو۔

سانوں دس نمازے کاس دی جی | کجھ لوک سمجھدے نیہاں ارکات نماز  
 دی توہین ہوگئی۔ اوہناں بھانے

مولوی صاحب وی اُچھرتے معاذ اللہ بیوقوف سن کے راجھا دی۔ تے پنڈ  
 دے سارے لوک وی۔ ممالانکہ نہ تے مولوی صاحب "نماآں" سن ہک میرے  
 نزدیک، اوو اک عالم باعمل تے عارفِ کامل سن۔ نہ "راجھا" بے وقوف سی تے  
 نہ ہی پنڈ دے لوک پاگل سن۔ ایہ سارے اپنی اپنی تھان بڑے سیانے تے سکھڑکا  
 رسالہ بول نماز وارشاد شاد دے نزدیک زمانے دی لکھت اے۔ اوس دج  
 رکعتاں دی کئی نماز۔ پڑھو پی وغیرہ تے تاروی تاروی پچھو لی گئی اے۔ راجھے  
 دیا نماز دی وضاحت، اوہناں رکعتاں۔ تے اوس بارے اوجھے مسائل رہن  
 نہ نزدیک پچھے نیس۔ ایہ وی کچھیا کہ ایہ کہناں دے متھے ماری جاندی اے  
 وغیرہ وغیرہ۔ شریعت دا کتہہ اے کہ جہدے لوک نماز چنگی طراں دھیان تے  
 نہیں پڑھدے۔ اوہناں دی نماز اوہناں دے مؤنہ تے ماری جادے گی۔  
 - اجییاں رمزدا نکلاں، راجھے پچھیاں تے بٹھا ہر مولوی صاحب نے نام  
 نماز دا مسئلہ وی دیا۔ پے زیادہ تہ اوہ مرادی نماز یعنی "عقدہ نکاح" نوں  
 ماننے رکھدے وضائے ان کرن گاہیں۔ نیس۔

اساں فقہ اصول نوں من کیتاں رزین مردونوں مارنا ای  
 اساں دتھنے کم عبادتاں دے پل سادھ توں پار اتارنا ای  
 ذہن سنتاں داجباں نفل وتران تال جائواں سچ ستارنا ای  
 وارث شاد جمانت دے تارکاں نوں تازیائیاں دتیاں مارنا او۔

مقطعے وچ ساری گل صاف کر دتی گئی اے۔ یعنی شادی خانہ آبادی داخل لوکاں  
 دے سامنے وچ گج کے (نماز باجماعت وانگوں) ہووے۔ جے امام معنییاں وچ ایہ  
 گل پرک تے جماعت دے تارکاں توں تازا اینیاں دی سزا انصاف توں دُورا اے۔  
 مطلب ایہ پئی شادی توں بغیر (پٹے رکھنا) جہڑا کم حرام اے۔ شادی توں بعد (پٹے  
 رکھنا) حلال اے۔ جس ویسے مولوی صاحب نے یقیناً نا، جان لیا کہ راجھے دا  
 "مسیّت" وچ قیام پڑا اے۔ تے اود راجھے کو اکھدے نیں :-

مناں آکھیا اونا معقول جتا فرض گج کے رات گزار جائیں  
 فجر سندی توں اگوں ای اکھ ایٹھوں بسر گج کے مسجدوں نکل جائیں

ہر راجھا مسیّتے وڑیا تاں وی رات دے مسیّت وچ — نکلن داکھم ہو  
 رسا اے تے اود وی فجر توں پہلاں پہلاں (تڑکے سار نوں دے ہنیرے)  
 عام مسیّت مندر — تے مولوی صاحب فجر دی "زپنا" توں بھر کھدے  
 نوں جان لئی کیویں سکدے سن — اصل گل اودا ہی سی — کہ وضع تھل واکم  
 وی ہنیرے وچ انکھام پاند اے پٹے مولوی صاحب جماعت دے تارکاں  
 توں دُریوں ناں مارن دا اکھدے پے سن۔ تے اود وی اک مسافر توں —  
 تے تہی اکہ ورت مسافر توں جماعت تڑکے کرن دی گل اک بات —  
 "مسیّت" نہیں پڑھن دے رہے — سکوں آہنڈا — نیں کہ فجر توں پہلاں چھپ  
 چھپا کے نکل جائیں جوویں اود مسافر نہیں کوئی چوری — جے ایہ گل بات  
 مسیّت بارے سندی تے مولوی صاحب ناں راجھے نوں بعد دیا، دیکھ کے پنڈ  
 دا کوئی جوہر تے غیرت کھاندا کہ اک مسافر و سناں دے امام مسجد دی "درگت"  
 بنا رہیا اے۔ جے ایہ کہنے کہ کوک مولوی صاحب دیاں کیریاں دیاں اقصان  
 تہی کہ کے ٹپ — تے سوال ایہ دے کہ اک بڑے مولوی توں دس امام  
 کسوں بنایا ہو یا سی۔ جے آکھئے کہ لوک وی بھڑا چلے سہ تے غیر سوال ایہ دے کہ

بھلا! بھیڑے لوکی کسے بدکار مولوی نون اپنا امام بنائیندے تیس بجے پنڈاں دے غیرت مند لوگ نئے وی بھیڑے ہون۔ دین دے معاملے دج اوہ کسے غلط بندے نون اپنا بد نہیں بناندے۔ فیروز مولوی صاحب تے رنجھے دے من میں دے دوران پنڈاں کا بند دوی نہیں ہویا۔ کیوں۔؟۔۔۔ اس کر کے کہ ایٹھے ہون دی جو کوئی نہیں سی کہ سارے اوہے راہوں شکوہ کے آئے ہوئے سن۔۔۔ مولوی صاحب دی اپنا فرض ادا کر رہے سن۔ حلال حرام دی تمیز کوننا۔۔۔ بناں واڈھن سی جیانت تے ناجائز دانٹا۔۔۔ اوسناں کرنا سی۔۔۔ سو جدوں جس نثر لکھی۔ مولوی صاحب لوکاں توں پچھیاں بغیر ای۔۔۔ (ملا لاکھ اوس مھے پنڈاں دے مولوی صاحب دا درجہ عام طور تے یک کئی "دا درجہ بند اسی۔۔۔ کیوں۔۔۔ سارے زمیندار مولوی صاحب نون دی مرفصل تے "سیپ" دے دانے دیندے ہوندے سن۔ اچ کل دی بعض پنڈاں دج ایویں اسے) رانجھے نون نصیحت کر کے نکل جاندے نیں۔ ایس توں ثابت ہویا کہ مولوی صاحب سبھی نہیں سن۔ اوہ۔۔۔ اللہ والے مولوی سن۔ اوہ لوکاں توں بے پروا سن۔۔۔ جی کل آگن۔۔۔ پٹن جھان کیتی تے سچ نہار کے اگنانہ ہوئے۔ جے کوئی آکھے کہ مولوی ہوراں پوراں توں ڈرواں رانجھے نون کوئی منیرے کھسکن نیں اھمراں کہ سوئے لوں۔ بے عزتی نہ دودے۔۔۔ اتے ایہہ خطوط۔۔۔ کیوں بے عزت نہ دے سچھے سمیت دے کردوج ہو چکے سن۔ اوسناں دے سامنے جھڑی "بے عزتی" ہون سی اوہ ہو چکی سی۔ سوئے نون ہوراں دوں دوہ کہہ ہونا سی۔۔۔ ایس توں ثابت ہویا کہ مولوی صاحب دے جانتارن نال نون دی وی تسلی ہو گئی تے اوہ چپ کر کے گراں نون چلے گئے تے رانجھا فوج نون اپلاں اوہاں کئی کے نکل جانداں۔

بقول دارالاشادہ  
 "جھڑی چوکرے نال جاں گئے پانڈی پیاں، جو دھ لے دج مدھانیاں نیں"

راجھے وامسبتوں کو رُوح | ادھی راتے مولوی صاحب نے راجھے  
 نبیوں نبیوں پہاں پہلاں مسبتوں نہیں  
 لسی آکھیاں۔ جدوں صبح صادق ہوئی تاں راجھے نے مسبتوں چوٹ دئی  
 یعنی جدوں تمس دی مدت پُگائی تاں راجھے نوں "مسبتوں" نکلنا پسیا۔  
 وارث شاہ موجب :-

جڑی جو بکدی نال ہاں ترے یا ہندی بیاں ددھ لے وچ مدھانیاں میں  
 ہوئی صبح صادق جدوں آن روشن تدوں لاسیاں آن جھلپانیاں نہیں  
 راجھے کو رُوح کیتا آیا ہندی اتے ساڈہ لڈیا پار نہانیاں نہیں  
 وارث شاہ بیاں لڈن۔ ڈاکپن کپا شہد دا لڈیا بانیاں نہیں  
 اہناں چونہ مصرعیاں وچوں پہلے دو مصرعے ساڈے لقارال سٹی ہری  
 اہمیت رکھ دے میں۔ جنہاں موجب وارث شاہ نے اہناں وچ  
 صبح رانظار اکرا دتا اے۔ واقعی ایٹھے صبح صادق دا سین پنا طراں  
 پیش کیتا اے تے نال ای لڈن تے ہندی دا ذکر اے۔ لفظ "سبتوں"  
 دے معنے میں "ثواب" سمجھ کے کھسے نیک کم نوں انجام دین والے۔  
 بلکہ ہر نیک یا بد کم دی مزدوری کھتن والے یعنی بے کسرت۔  
 [پن = ثواب، پنس = ابدی سند، جویں = راد کراہ، پتا = کپنا  
 کپن = ایٹھے منفی معنیاں وال اسم فاعل سے جیا]

ہی "صبح صادق" سمجھی۔ مسافر نے کو رُوح ہی لک بنھیا۔ یعنی  
 لڈن لڈن دے بیدارنش دا وقت آیا تاں "سبتوں" لڈن لڈن  
 نے تاں دے نمیشلی انداز وچ بیان کیا اے۔ یعنی ان دے بے تلوں  
 آن دامرہ۔ ہندی وائشلی روپ تنہا کے سامنے آیا اے۔  
 راجھے دی پیدائش | حمدے پکے کول تہو نہیں سنایا۔  
 اھیلا۔ نہ کپن تانا کولی ہو شے پیدائش

دیئے اہ ننگ دھڑنگ تے روجیاں دا محتاج بندہ اے۔ ایہو حال رانجھے  
 اے۔ اہ پیدائش دتی منزل طے کر کے دنیا وچ آنا چاہندا اے۔

رانجھے آکھیا لڈن مآج نواں۔  
 رانجھے آکھیا پارنگھا آبا مینوں چاہڑے رب دے واسطے تے  
 لڈن آکھیا۔

ایسے رب کیہ جان دے ڈھیکیا اوئے بیڑا ٹیہلدے لٹکے دے واسطے تے  
 رانجھا بولیا۔

مستور جوڑے متناں کرے رانجھا ترے کراں میں جھنڈی دے واسطے تے  
 تسیں چاہڑے لٹو مینوں وچ بیڑی چٹو دھکساں رب دے واسطے تے  
 وارث شاہ رُس آیا نال بھائیاں منت کران "سبب" دے واسطے تے  
 یعنی رانجھا کہندا اے کہ میں اہ "ندی" جلدی پار کرن خاطر ترے متناں  
 پیا کرناواں۔ تسیں مینوں بیڑی تے چاہڑے لٹو مینوں چٹو دھکساں گا۔ (در روزہ  
 ول اشارہ اے) اخیر آکھیا کہ بھائیاں نال رُس کے آیاں تے میرا وہ ہن  
 سبب (عالم اسباب) نال اے۔ ایس لٹی ترے کرناواں۔ پر لڈن  
 نہیں متی وا۔ بقول وارث شاہ آخر "رانجھا" دریا دے کندھے تے اک  
 پاسے جانے بہہ گیا۔ تے اپنا وکھڑا راگ چھوہ دتا۔

گاوے سد فراق دے نال رو دے اتے وٹھلی شبدنا بیٹھا  
 جو کوئی آدمی، ترمیت مرد ہسی پن چھڈ کے اوس ول جا بیٹھا  
 زماں لڈن جھیل دیاں بھرن نہیں پیر دیاں دے وچ ٹکا بیٹھا  
 غصہ کھا کے لے جھیل جھیلیاں اتے دواں نوں ہاک بنا بیٹھا  
 پنڈا یا ہوڑیں، جٹ لیجاگ زماں کہیا شغل ہے اتی جگا بیٹھا  
 وارث شاہ اس جو ہے نیں مرد رتاں تہیں جان دے کوئی بلا بیٹھا  
 ادوی اک کیفیت اے جدوں بچے نوں تک کے آس پاس دے لوک تے



رشتے دار قدرتی طور سے ہمدردی کے اگانہہ دھندے میں تے اپنی محبت  
 کا اظہار کر دے نہیں جتنی کہ اہنساں دی حالت اد ہو جاندی اسے :-  
 سنیس و نجیس سجناں دانت ناپیں ڈب مرسی تا ٹھیل نہ سجناں و  
 چاہڑ ہو ڈھیاں تے تینوں اسیں ٹھلاں اکوئی پاک دی ڈھیل نہ سجناں او  
 ساڈا عقل شعور تیں گھس پتا۔ رسیا کھو کھڑا بل نہ سجناں او  
 صاڈیاں اکھیاں دے وچ و انگ دھیری ڈیر دگت بوہ ہل سجناں او  
 وارث شاہ مہاں تیرے چوکتے ہاں ساڈا کالجہ سل نہ سجناں او

## رانجھا دنیا وچ آوندا کے | بقول سید وارث شاہ :-

دو نہاں باہاں توں پکڑ رنجھیرتے نوں نرناں بیڑی وچ چاہڑیا نہیں  
 تقصیر معاف کر آدمی دی نرناں بہشت وچ وٹیا میں  
 گویا خواب سے وچ عزرائیل ڈٹھا اٹھنوں پیر و نرناں تے چاہڑیا میں  
 وارث شاہ نوں ترت نہوا کے تے ندھی میر دے پتنگ تے چاہڑیا میں  
 یعنی رانجھا "ناری" والا مرحلہ طے کر کے ایس دنیا وچ آیا ماں گویا آدمی دنیا  
 غلطی معاف کر کے اٹھنوں نرناں بہشت وچ رہن دا اجازت نامہ مل گیا۔  
**تقصیر معاف کر آدمی دی** | کہندے میں کہ جدوں باب آدم تے ماں حوا  
 نے عزرائیل اٹھا ماں دے کہہ ناں غلطی  
 کھادی تاں رب نے اہنساں نوں زمین تے سنیا۔ آدم علیہ السلام ننگا دے  
 پار تے ڈنگے تے ماں حوا سعودی عرب وچ جدہ دے مقام تے۔ تے فریسی غلطی  
 ای معافی منگدے تے اک دو جے نوں بھدے تے سو سال تک روہے پھر دے  
 رہے۔ آخر جدوں مافات ہو گئی تے تقصیر دی معاف ہو گئی۔ تے فریسی  
 تے نے دو نہاں نوں نرناں بہشت وچ کچھ عرصہ رکھیا۔ تے بعد وچ زمین تے  
 ناسب بنا کے بھیجیا۔

حمد کے بچے لہمی بہشت | جن توں پہلاں نو مہینے تک بچے دا

مال دے پیٹ وچ رہتا تے ہر صراں

دیاں تینیاں جڑیاں تیشلی رنگ وچ کوہ اہدت اے جہڑی ماہی آدم  
تے اماں تھوانے بھیکھا کھان گہوون چھپوڑے وچ گزاری سی۔ تے  
جن توں بعد ہوش سمھالن تک دی مدت کوہ اہ زمانہ اے جد اہنساں  
دی تقصیر معاف کرے اہ مڑ کے بہشت وچ لے جا کے گئے۔ بچے واسطے

بہشت۔ اقام مقام اہ معصومیت دا زمانہ ایں جن وچ بچہ نیک بند

توں ہر بند نہیں ہندا۔ اہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ لہمی مکلف نہیں

ہندا۔ اہ گناہاں توں پاکیزہ ہندا اے۔ اہ پاپاں تے معصومیت تہ

اے اہ سارے بچے ہیر دا پانک کہہ کے گل اکا تھہر توری اے۔

ہیر لہمی | اہ بچہ اہ دنیا وچ اہ مال اسنوں تھوادھو اے ہیر لہمی

اے پانک تے جا سڑو تے۔ اہ لہمی اہ شاہ

راکھ تھیا۔ اہ پانک تے ہیر لہمی اے۔

توہاں آھیا "ہیر لہمی"

گوان لہمی | بقول سندو اہ شاہ

شاہ بریلان دے ترنجاں دی تھوکیکے ماہی تھوکی

شاہ بریلان تے پناہ اہ توں اہ تھار تھوکیکے پانک

سہی سہی تھیل تے کھا تے سہو حکم تے وچ سہی تھوکی

تھی تھوکیکے اہ اہ ہیر لہمی تھوکیکے تھان تھی تھوکیکے

ہیر لہمی۔ اہ پانک تھوکیکے تھوکیکے تھان تھوکیکے

تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے

تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے تھوکیکے

رہی اے۔ دنیاوی وسوں و انقشہ رانجھے (نومولود بچہ) دے توالے نال  
 وارث شاہ نے "بیری" دے تمبلی روپ وچ انج کچھیا اے :-  
 بیڑی نہیں او، جنج دی بلیٹھک، جو کوئی آدے سوسد بہاؤندا اے  
 بندھا، وڈا، امیر، فقیر سبھے کون ٹھچدا اے کیہڑی تھاؤں دا اے  
 جویں شمع نے رگن پتنگ دھڑ دھڑ توں نیں مہین لنگھ آؤندا اے  
 گویا خضر دابا کا آلفی لٹھا جٹھاں کھٹھاں مشیر نییاں لیاؤندا اے  
 ایٹھے جنج والفظ بڑا ام اے، جویں اگو بندے دی نت نت جنج نہیں چڑ  
 دی، انج ای کوئی بندہ روز روز نہیں بلکہ اکواری جمد اے۔

ندی پار کر کے رانجھا بیٹھا ای سی کہ :-  
 لوکاں کچھیا میاں توں کون ہندا ایس، ان کسے نہ آن کھوایا ای  
 تیری صورت بہت ملوک دے ایڈا جفر توں کاسنوں جابیا ای  
 انٹ ساک توں چھڈ کے نس آیوں بدھی ماں تے باپ نوں کھلیا ای  
 او ملے اکھیاں دے نینوں کیوں کیتا کہناں روٹیاں دا قول پابیا ای  
 یعنی اے انسان! توں بڑا سوہلی ملوک جاپتا، ایس توں کسے دشمن دا قول پورا  
 کرن تے ایس دنیا وچ نہیں آیا؟ — رانجھے دسیا کہ :-  
 گھر ماپیاں دے رہیا لاڈلا نہیں دکھو سائیں نے کھیڈ دلھایا ای  
 وارث رب دے باہجہ نہ تانگ کوئی بانا فقر دا اسان وٹایا ای  
 یعنی میں اپنی مرضی نال ایس دنیا وچ نہیں آہا سنگوں اشد نے اپنی سرکھانال

اے ایٹھے سہرٹج دے لوک وسدے نیں۔ کوئی لٹ توں اہمیت نہیں دیندا  
 لٹ نیں۔ ندی، نہین، جھٹھ، گروہ۔ یعنی جویں شمع آتے پروانے اسل ڈگتے  
 بندت نیں انج ای ایس دنیا وچ نہیاں روحاں ملک مہر وچوں تہاؤں ذکر مہیاں نیں  
 تلے چھے ای پیدائش آتے خوشی باروں۔ کہنی نو بندہ تھا۔ لٹ مہاں واپا مہاں ایس :-

بھیجا اے۔ تے مینوں صرف رہدا اُسر اے کہ عدم وچوں وجود وچ اُکے فقیر  
 بنایا گیا اے۔ ارشاد باری تعالیٰ اے۔ اللّٰهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ (قرآن)  
 (اللہ غنی اے تے تیں فقیر او) یعنی انسان ایس زنیاء وچ اُکے محتاج ہو جاندا  
 اے۔ راجھے نے فقر زانا وٹان دا بو کہیا تاں بہا مطلب ایہی اے۔ ورنہ عام  
 ستیاں وچ تاں اہل مسافر فقیر زین ہن۔ البتہ دس والیاں زامتاں ضرور  
 سندا اے۔

پٹنی وچ ہیرا پلنگ | راجھا اُکے ودھیاتاں بڑی وچ اک پلنگ  
 اُتے بیچ وچھی ہوئی سی۔ اہ پلنگ ہیرا سیٹی دا

ہی راجھا بڑی زور و لوہی لویں زنیاء و اے (روحانی پلنگ تے چڑھ کے  
 وچھوئی وچھا لگ پیا۔ جنوں سن کے لوک خوش ہو گئے (بچے نوں روئیاں  
 یا سردیاں دیکھ کے) ادا پے ہی مسومیت دا زمانہ اے۔ تے ہن روحانیت چڑی  
 کہ بچے دے نال نال رہندی اے اہ اسکاگت ڈرامائی انداز وچ کردی  
 اے جنوں وارث شاہ نے "ہیرا پلنگی روپ دتا اے۔ اہ غصے نال  
 راجھے نوں پھوکاں مار کے جگاندی اے۔

راجھے اہو کے آکھیا واہ سچ

ہیرا کس کے تے مہربان ہوئی

مسومیت (روحانیت) بچے دے نال نال ست سال تک گورھے انداز  
 وچ رہندی اے۔ ہیرا گیا دھوس سال تک ذرا ننھی پے جاندی اے۔  
 نے بدوں بچہ بارہاں سال دا ہندا اے تاں اُسوں نیکی بدی ری بچیان  
 ہو جاندی اے۔ ہن بچہ جے کہ روحانیت وں دھیان کرے تاں اہ  
 ہدے نال رہوے گی۔ ورنہ دھڑ جائے گی کیوں جے ایس عمر وچ انسان  
 اُتے نفسانی خواہشاں ری تکمیل دا جذبہ وودھ نچل کے جوان ہونا شروع ہو  
 جاندا اے۔

وارث شاہ و اکمال ایدہ و سہ کہ ہیرنوں بھانویں مجازی رنگ ورنی پڑیے  
تے ہونویں عارفانہ انداز ورنی اوہ دونوں کھاظ نال ٹھیک ٹھاک جا پدی لے  
پر دو شاں پرتماں موجب اسلامی تعلیمات دے سنانی اوہ دے اندر کولی  
کل نظر نہیں آوندی جے کسے نول آوندی اے۔ تے اوہدی اپنی سمجھ واقصو

اے۔

سخن شناس نہ ای دلہرا خطا میں جا ست

عارفانہ رنگ بارے پچانے پان توں پہلاں ہں ہیر دے مجازی شناس  
نوں سلمے رکھو کے گل کتھہ کراں کا۔

## مجازی رنگ

مجازی لہان نال ہیر اک اچھی جوان جہان کڑی واقصہ اے ہیر دے  
ناپے عزت آور والے تے خوش سال میں۔ اوہ لڑکے دے ورنی رنگ  
دا خیال رکھن وائے جا پدے میں۔ چنانچہ ہیر ہدوں رانجھے نول چاکرتی ہی راتھی  
نر کے پیوکول سیا وندی اے۔ اوس ویلے رانجھے واقصہ کرا نڈیاں کرا اٹھ  
بات ول اوہنے اشارہ کیسا اوہ اوہدی اپنی پسند و ناظما روی اے۔  
ہیری ہان بابل جیویں دھول رجا ہی نہیں ناز سمونڈ لیا نییاں میں  
نے جوں ان نال رانجھے بارے گل کیتی اتھے وی ہیری سینت مارٹی۔  
ماے کریم جائے ساوے منگواں دے ساوے سل چیسٹرا گھیرا میں  
جو چپکے نہیں چچان کرن گروں ہیر وی سنارش میں ہی۔  
تیرا اکھٹا اسان منتظوریتا پچھیں ویہ سمہال کے ساریاں میں  
یعنی ہیر نے اپنی پند و اہون والا خاندانی کے ولہ ہی راد پدی کرنی شروع  
کروٹی۔ کیوں جے رانجھا اوس ویلے نر اننگلا راہی سی۔ رانجھے نے یہ نول ٹوسیا  
ہی متناں میرے نال دودہ ہوا دے۔ ہیر نے یقین لانا یاں آگیا۔

بنوں بابلے دی قسم رانجھیا وے مرے ماں جے تارو تھیں نکھ موڑاں  
 تیرے باجھو اعام حرام مینوں تیرے باجھو نہ کسے نال انکھ توڑاں  
 نو: حضرتے بیڑہ کے قسم کھا بدی تھبواں سوڑ جے پیرت دن ریت توڑاں  
 کو ہڑی ہو کے نین پران جاون تیرے باجھ جے کزت میں ہو ر لوڑاں  
 قرآن موجب حضرت موسے مدین اپڑے تے شیرب ریاں بیڈیاں  
 اپنے چانوراں نوں پانی پلان کارن اک پاسے کھوتیاں سن تاں جے لوک پانی  
 پالین تے پھیا کھچیا اوہناں دے کم آوے۔ حضرت موسے نے اوہناں ہی  
 مشمل کر دتی۔ اوہ اپنے باپ کول گئیاں۔ اوہنے موسے نوں بلا گھیا۔ تے  
 فیہ وہ نہماں دوہراں وچکار مسامدہ ہویا کہ جے حضرت موسے آجھو سال بطور  
 تنخ مہرین توڑاں نوں پارن تاں دوہاں دھیاں وچوں اک نال اوہراں کرا تابلے گا۔  
 تے جے اس سال پورے کر لے تاں حضرت موسے دا احسان ہووے گا۔  
 (القصص ۲۷) قرآن موجب حضرت شعیب دی اک بیٹی نے پیو نوں آکھیا  
 سی :

”با بایا! اہنوں نوکر رکھ لے۔ چنکا نوکر جہیزا رکھنا چاہیدا اے۔ اوی لے  
 طاقت ورتے امانت دار۔ (القصص ۲۷)“  
 چنانچہ جدوں حضرت موسے نے مدت پوری کر دتی۔ تاں آپ نوں اک  
 لڑکی وار شتہ مل گیا جس نوں لے کے آپ مصروں لڑ پئے۔

حضرت موسے دا دادا اک پتیمبر نال سی۔ ایس کر کے وعدہ ڈالانی نہ ہونی پورا۔  
 اک ماہ سلمان سی۔ جہدا دادا اک جت مسلمان گھرانے نال سی۔ چنانچہ گیدر دیاں  
 شاراتاں پاروں بارہ سال دی مقررہ مدت پچھپوں جدوں چوپکس نے رانجھے نوں  
 چھٹی کرا دتی۔ اوس ویلے بیرو دی ماں نے جہڑے لفظ آکھے۔ اوہناں توں ایہ  
 گل بہ نکلیڈے سامنے آؤندی اے کہ رانجھے نال بیرو دا ویاہ کرن دی گل کوئی

کچھ کچی ٹل نہیں سی بلکہ بڑی کچی پٹی کھل سی ۔

مالی کھل سے اوندی چوچکے نوں چاک بہت دیندا جلد دیا سیال  
 باراں برس ہمیں اوسس پارہاں نہیں کیتی نہیں سوچوں چاسیاں  
 اتی کموہ کے چا جواب دتا تمیں چھڈ کے کھراں نوں جہا میان  
 پیریں لگ کے جہا مناس نوں آہ فقردی بُدی ہے جہا میاں  
 وارث شکر فقیر نے چپ کیتی اوبدی چپ سی دیوک رڑھ میاں  
 کیدوریاں شرارتاں پاروں چوچک نے رانجھے نوں جواب پوتاتے  
 برادری نال سماج کر کے اپنی مرضی نال اودا اولاد سید سے کھیرے نال کرن واس  
 پٹایا ۔ ہیر نے پیاں وی قاضی چوچک ۔ ویر سلطان تے ماں تلکی نال جھیرے  
 ہتھ دیاں آکھیا سی کہ رانجھا میری پسند اتے ۔ ویا اہ مد سے نال ان کراواں گی  
 — پر ناماں نے اوبدی پیش نہ جان دی تہن سماج کے وی یہ نے انہ کر دتا  
 اشد جانے اود لوک جہڑے ہیر نوں اک منداں کرنی کہہ کے اوبدی نکا سیدی  
 کر دے نیں تہ چھپے دتے باراں برس واسے معاہدے نوں کیوں ختمل بانہے  
 نیں ۔ تے نالے اود کہہ تے مندا نال اک جوان تہاں رتی نوں اوبدی پسند  
 داناوند چھڈ کے "اپنی مرضی دا" انھم کران دے حق و حق نیں چہنا انہ چا کر  
 رتھن ویلے ہیر نے "دوسول راہ" وغیرہ دے تے ڈھیلے لفظاں نال جی پسند  
 داناظہار پودے سامنے کر دتا سی ۔ پر ک لڑلی دزواک پاسے نے سار پند  
 اک پاسے بوتے موندے قائمی موسی وی سی دے خلاف نیں ۔ بدوں مونی داد  
 پیش نہیں جاندی لے آکھیا نہیں ۔

قاضی آکھیا ایہ جے روز پک ۔ ہیر تہاں نال : ہر وی اسے  
 لیا کوڑھو نہاں موندہ ہنرا ۔ قصہ اولی لکھا دگوار وی اسے  
 ہیر نال نکات دے نال تے جہا انکم لیتا کیا اوبدی انکم سارے  
 پنہ وٹا ہے گئی ۔ کھیڑیاں نوں وی انکم موندیا کہ تہاں نال نال بارے زمانہ

نہیں پر چھبوتھی انا پاروں کھیرے پیر نون لے کے فس تڑے سے  
 یہ کھیریاں نال نہ تڑے موئے پیا پڑدے ورتے شور میاں  
 مکیرت پیر نون گھن کے رواں نئے جویں مال نون لے وئے پور میاں

اسلامی تعلیمات دنی روشنی وچ رکھتے تار ایہ قصہ غیر اسلامی  
 ہرگز نہیں۔ شرع شریف وچ نجان واسطے لڑکی دی زنا مندی اشد مذہوری  
 اے بہہ لڑکی رولا پاکے کسے نجان نون انکاری ہو رہی ہووے۔ ایسی  
 عورت ورت ورتو زور می دستے نجان "نون ٹھیک ٹھیک من بینا سمٹھول  
 دا انصاف اے بہیر" ویاہ شریعت دی زوناں ظلم تے ودھیکی سی۔ پر  
 جتنے حاملماں نے ظلم اتے ناک بھیا ہووے او تھے اک بے وس کڑی  
 دی برات قابل داد ہون دے ہا وچودا اوہدی شکست دا منظر ایہناں  
 دروناک اے کہ ایس قصے نون پڑھن والا ہیرتے رانجھے دا ہمدردی جاندا  
 اے۔ ہیر دے قصے راجہ وارث شاہ نے اسلامی تعلیم دا پرچار کیتا تے  
 معاشرے وئی عورتاں دے حقوق دی جنگ لڑوایاں اوہناں دی  
 حفاظت تے تمصال کیتی۔ وارث شاہ نے عورتاں دے حقوق کی دی  
 پامانی نون روکن ایی ایہ قصہ لکھیا جینے اوہناں دے حقوق دی بحالی  
 وچ مثبت کردار ادا کیتا۔ وارث شاہ نے رسم و رواج وچ کھتے مسلماناں  
 نون پیغام دتا کہ لڑکیاں دا نجان اوہناں دی مرضی دے خلاف کرنا شرع  
 دے خلاف اے۔ تے ظلم دے خلاف آواز بلند کرنا عین اسلام اے  
 ظلم دے خلاف چالاں چلنا اسلامی روح دے عین مطابق اے۔ ظلم  
 نون روکن ایی کن من دھن دی بازی لا دینا رسم شبیری اے۔ دشمن نون  
 بچن لئی جیسے وٹانا، اسلامی تعلیمات دے خلاف نہیں تے اپنے  
 مقصد دا گوہر ہتھوں نہ لوانا۔ اسلام دا اصل تقاضا اے۔ وعدہ اسلام





= ماں دانشکم - بالناظر - پیر استاد - جھنگ - پیکے تے دنیا - تر کج -  
بد اعمالیاں - وغیرہ .

یہی تحقیق موجب وارث شاد نے اپنے نفسِ قہقہے دے عارفانہ  
رنگ دی بنیاد کشتِ المحبوب (مصنفہ حضرت دامادِ شیخ ہجویریؒ) سے  
"کامل تر انسان" آئے رکھی اے۔ ثبوت کارن کامل تر انسان نے تعلق  
اقتباس دار و تر بہ من و عن رہا جا رہیا اے .

## کامل تر انسان

" واضح رہنا چاہیے کہ محققین کے نزدیک باعتبار ترکیب کامل تر  
انسان تین معنی سے ہے۔ ایک روح - دوسرے نفس اور تیسرے جسم۔۔۔  
اور اس کے ہر ذات و وجود کے لیے ایک صفت ہوتی ہے۔ جو اس کے ساتھ  
قائم ہوتی ہے۔ روح کے لیے عقل - نفس کے لیے خواہش اور جسم کے لیے  
احساس۔

" انسان سارے عالم کا نمونہ ہے اور عالم دونوں جہان کا نام ہے۔  
انسان میں وہ دونوں جہان کی علامت و "نشانی" ہے۔ اس جہان کی نشانی پانی مٹی  
ہوا اور آگ ہے۔ اسی سے بلغم، خون، صفرا اور سودا کی ترکیب ہے۔ اور  
- اس جہان کی نشانی جنت، دوزخ اور میدانِ قیامت ہے۔ انسان  
میں جنت کی لطافت کے قائم مقام روح ہے۔ دوزخ کی آفت کے  
قائم مقام نفس ہے اور عرصات یعنی میدانِ قیامت کے قائم مقام جسم ہے  
ان دونوں معنی کا جمال قہر و عبرت ہے۔ لہذا جنت - نذا کی رضا کی تاثیر  
اور دوزخ اس کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مومن کی روح - معرفت کی  
احت اور اس کا نفس حجاب و ضلالت سے ہے۔ جب تک مومن قیامت  
رفانی جسم میں دوزخ (نفس) سے نجات حاصل کر کے، جنت (رضائے الہی)

میں نہ پہنچے۔ وہ دیدار الہی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور مراد کے تحقیق میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقت قرابت و معرفت جو کہ رُوح کی اصل ہے۔ حاسس نہیں کر سکتا۔ لہذا جو شخص رُوحِ نبی میں خدا کو پہچانتا ہے اور دوسروں سے مُندہ موز کر رہا اور شہوت پر قائم رہتا ہے۔ وہ قیامت میں دوزخ اور پل سراز کو نہ دیکھے گا۔

خلاصہ یہ کہ مومن کی رُوح اُسے جنت کی طرف بلانے والی ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں وہ جنت کا نمونہ ہے اور نفس دوزخ کی طرف بلانے والا ہوتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ ہے۔ اُس مومن و عارف ربانی کے سے عقل۔ تدبیر کا بل ہے اور جاہل و نادان کے لیے نفس کی خواہش۔ ناقص قیامت ہے۔ عارف کی عقل کی تدبیر درست و صواب اور دوسرے جاہل و نادان کی (خواہش کی تدبیر) خطا۔ لہذا جاہل حق پر واجب سے کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت پر جمے رہیں تاکہ اس کی مخالفت پر عقل و روح مند کرتی رہے۔ کیونکہ وہ اسرار الہی کا مقام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ترجمہ منقول از کشف المحجوب ص ۲۶۹ نسخہ سمیرا منہجہ علم مدنی منشی  
نایب معین الدین نعیمی طبع اول ۱۳۵۸ھ ناشر نوری کتب ڈپو بازار داتا گنج بخش

دارت شادہ و اعرفانہ زکات و اشارہ۔ تے گشت المحجوب ذی آپہ  
رت عبارت دج جہری باثلت ملدی اے۔ اوہ میری تحقیق ذی تصدیق  
واسطے بنیادی مواد یہاں کراہی اے۔ دو جے لفظاں و جے قہتہ تے و رشتہ شادہ  
و ج انسان توں ناطل تر انسانہ نبی لئی پریریا گیا اے۔ پر نال ای ایہہ ذی  
دسیا گیا اے کہ یس ماوی دنیا و ج قدم تے و تے نفس وی خواہش انسان دا  
پہچا کر وی اے۔ ایس کارن نفسانی حجابات اوہنوں قوت تے معرفت  
توں و ر رکھدے نیں۔ اللہ پاک دا ارشاد اے۔ و اما ذی نادان

قَدَامَ بَيْنِهِمْ وَ تَسَوَّى النَّفْسُ عَنِ الْهَوَىٰ قَاتِ الْمَجَسَّةَ  
 ھی انہما ذی نے تے ہرے اپنے رب دے مقام توں ڈر دے نیں تے  
 نفسانی خواہشاں توں بچدے نیں۔ بخیر اہناں دامننا جنت اے؟

صغور علیہ السیاء والارثاد اسے میری اُمت واسطے سب

نوں دودھ خودناک چیز نفس وی پیروی تے میاں اُمیداں میں۔

کشف المحجوب مذکور (ص ۱۸۱) وجہ داتا صاحب فرمادے نیں :-

اُردو ترجمہ :- جس کے حرکات خواہش کی پیروی میں ہوں

اور وہ اس سے راضی ہو وہ حق تعالیٰ سے دُور ہے اگرچہ تمہارے

ساتھ مسجد میں ہو۔ اور جس کے حرکات خواہش سے پاک ہوں اور

وہ اس کی رخصت کی پیروی سے نفرت کرنے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک

اقرب ہے اگرچہ عیسائی ہو۔

ایک نسلے وجہ داتا صاحب بیان کر دے نیں۔ کہ ابراہیم

خواس اک راہب نوں ملن گئے جہڑا ستر سال توں زہد وچ مشغول

سی۔ حالانکہ رہبانیت وی مدت بیان سال توں ودھ نہیں ہندی۔

ابراہیم خواس جدوں راہب دے گرنے کول اپڑے۔ تے راہب نے

اپنے آپ گرت دی کتر کی کھولی تے اکھیا۔۔۔ میوں پتہ لے توں

کہہ لئی گئے ایٹھے آیاں۔۔۔ ۴۔۔۔ میں ایٹھے رہبانیت کارن ستر

سال توں نہیں بیٹھا۔ بلکہ میرے نال اک گناہے جہڑا خواہش

دے لحاظ نال بڑا بائنی تے زور آور اے۔ میں ادھی راکھی پیا کرنا واپس

نال بے لوک ادھی بُرائی توں بچے رہن۔

ابراہیم خواس ہوران راستہ دیاں گھاں سُنیاں تے ایٹھ

پاک اٹھے عزمی کیتی۔۔۔ سولا توں بڑا قادر ایں کہ کھلی گراہی دج پئے

ہوئے بندے نوں وی سمجھ طریقے تے راہ راست نال نوازداں۔

(حوالہ مذکور ص ۲۸۲)

## وارث شاہ دی بیرون روح وامفتام

وارث شاہ دے ماروا نہ رنگ و ج بیر۔ روح (کیہ اسے  
 یسراویروا جہنگ نہ بودے۔ نکل اگو نہ نہیں چل سکدی۔  
 تیر دے جن د بھرہ دی تو یقین کر دیاں وارث شاہ کے چہرے  
 اتارے کینے نیس۔ اوہناں دا ویروا کجھ اچھ اسے  
 جہڑے دیکھنے دئے بکھوان کبے ددا وادہ تمنان رسد باب دا ہی  
 جیو تاہم اندرون کردن ریارت وارث شاہ ایسے کہ تو اسے دا ہی  
 کسے کسے دا حشر نکلتا نواب داکم نہیں ہو سکدا  
 جوئی شہ آؤ نہ جیوں تل کھن دھوڑی سیسپ۔ اتنی سار دیوں  
 شاہ پوری دی بھین پٹ پٹیں دانی گھٹی رے نہ جیو سزار نہ پولا  
 شاہ باغ دی پری کہ اندر نی نکور نکلیا چندوی دس دھول  
 ایسے آؤ شہی سہرکدی تھری توں کوچی کھنڈی توں  
 لوکے ماردا راوہ پگڑ چھمک پری اوی نے تھروان آگری  
 کابخل وچ بیوہ کے کرنکھاں جیوں وچ اتھرن کمان مہلی  
 کشن احمد جہاد ب نواب

۱۔ انسان میں ہشت کی شناخت کے نام بتا رہا ہے  
 ۲۔ لہذا جنت خدا کی دنیا کی تاشیہ اور دوزخ اس کی آتش  
 ہو گی ہے۔

۳۔ مومن کی روں معرفت کی راحت ہے۔  
 ۴۔ جب تک مومن قیامت (غالی جسم) میں دوزخ  
 نفس سے نجات حاصل کر کے جنت ارضائے الہی

میں نہ پہنچے وہ دیدار الہی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور مراد کے تحقیق میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقت قربت و معرفت جو کہ روح کی اصل ہے، حاصل نہیں کر سکتا۔

۵۔ لہذا جو شخص دنیا میں خدا کو پہچانتا ہے اور دوسروں سے منہ موڑ کر راد شہر بیت پر قائم رہتا ہے وہ قیامت میں دوزخ اور پل صراط کو نہ دیکھے گا۔

۶۔ خلاصہ یہ کہ مومن کی روح اسے جنت کی طرف بلانے والی ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں وہ جنت کا نمونہ ہے۔ ان مومن و عارف ربانی کے لیے عقل، (جو کہ روح کی صفت ہے) مدبرِ کامل ہے اور جاہل کے لیے نفسِ ناقص قائد۔

۷۔ طالبانِ حق پر واجب ہے کہ وہ نفس کی مخالفت پر مجھے رہیں تاکہ اس کی مخالفت پر عقل و روح مدد کرتی رہے کیونکہ وہ لڑوں (اسرار اللہ) کا معائنہ ہے

تو کفار و روح بارے وارث شاہ دے خیالاتے اشاریاں دی و عنایت کیتی جانہ دی اے۔

مصرع (۱۱)۔ دیکھئے دے رکھیں ان آہے۔ ایسہ گل و اما صاحب نے دیدارِ حق کی حقیقت و انماں سے کے کیتی اے۔  
(دیکھو عطا پر)

مصرع (۱۲)۔ پیوستہ التدرک کی روزیارت۔ ایس توں ممانہ بھدا اے کہ ایسہ ہیر کوئی زمانہ نہیں بلکہ اود روح اے جس دا

وارث شاہ نے دعویٰ کیا ہے (روح = روح) تے جس وا ذکر سورت  
 وح انج آیا ہے۔ تَنْزِيلُ الْمَلَايِكَةِ وَالرُّوحِ فِيْهَا  
 بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ نئے داتا صاحب نے روحی حقیقت تے  
 اس جو دستی ہے اودہ "رنا کے الہی۔ دیدار الہی تے حقیقتِ قرب  
 و معرفت ہے۔ (کشف المحجوب علیہ السلام)۔  
 مصرع (۴)۔ گھٹی رجبے نہ میر ہزار وچوں۔۔۔ سورت قدر۔۔۔ بیدۃ القدر  
 (روح والی رات) خَيْرُ قَمَرٍ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔۔۔ یعنی ایسہ  
 رات ہزار مہینیاں توں بہتر ہے۔

مصرع (۳)۔ ولانتی سار وچوں۔۔۔ میر بارے ایسہ تن لفظ بڑے  
 بہم نہیں۔ ایہناں وچوں ولانتی تے سار۔۔۔ دونوں لفظ زیادہ  
 اہمیت رکھ دے نیں۔ ولانتی : وسار۔۔۔ غیر لگی۔۔۔  
 کوئی ہو مسکت۔۔۔ باہر دی دنیا۔۔۔ یا ملک عدم جھوں کوئی شے  
 (روح) عالم وجود (دنیا) وح آوندی ہے۔

سار = خبر۔ علم۔ پتہ وغیرہ

میر وارث شاہ دے محقق "سار" دے لفظ نوں رنگ  
 بڑے "نی بہنان تے زور دیندے نیں۔ تے لڑی میر دے  
 حسن ٹھوڈی سبب "ال جوڑن دی کوشش کر دے نیں۔  
 ایہناں دا مطالب ایہہ ہندا ہے کہ ولانتی سار دا تعلق سبب  
 نال ہے تے سبب ٹھوڈی واسطے بطور تشبیہ آیا ہے یعنی ولانتی  
 قسم دا کوئی سبب جس وح "چاہ زندان ات سوہنا بنیا  
 ہوندا ہے۔ وارث شاہ نے اس سبب نال ٹھوڈی نوں تشبیہ  
 دی ہے۔ لیکن کل انج نہیں بن دی  
 اصل ل انج ہے کہ وارث شاہ جس میر دی تعریف کر رہا ہے بتا

یظاہر اوہ اک سیالان وی سو مہنی کردی اے۔ پر اسل وچ (اوپرے دے) متوجیب (اود روت اے) روح ایسی دنیا دی شے تے نہیں ہسگی اوہ تے کسے ہو رہمان وی شے ہے۔ وارث شاہ نے ہو رہمان واسطے لفظ "ولائتی" ورتیا اے۔ بظاہر شے اود ہندی اے جہدا کوئی ظاہری وجود وی ہووے پو روت دا ظاہری وجود تے کوئی نہیں بلکہ اودہی صرف خبرتی اے کہ روح وی کوئی شے ہندی اے۔ قرآن موجب :-

وَلَا تَسْأَلُوْنَا عَنْ الشُّرُوْحِ قُلِّبَ الشُّرُوْحُ مِنْ اَمْرِ  
 اِنِّیْ رُحْمًا اَوْ تَبِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

اسے نبی۔ اللہ تہاڈے نوں روح بارے سوال کر دے نہیں۔ فرما دیو۔ روت میرے رب دے امر وچوں (اک امر) اے تے تہاڈوں اڈوں بارے خبر نہیں دتی گئی پر تمہوڑی جہتی۔

یہن "ولائتی" سار وچوں دا مطلب سوچو۔ یعنی جس میر (روح) دی وارث شاہ ظل پیا کر والے اوہدے بارے دو جے جہان دیاں خبراں دین والے سوہنے میاں نے خبر دتی اے۔ یعنی اوس دا تعلق صرف خبرناں اے۔ اوہ کسے نے بنفس نفیس ڈکھی تلی نہیں تے داتا صاحب (اوس نوں دیدار الہی جنت، رضائے الہی، ایدی قربت تے نیز اپار وغیرہ) دے نار لے کے ظاہر کر دے نہیں۔

میر (روح) دے "ولائتی" سار وچوں "ہوں" بارے وارث شاہ کئی تھاں اشارے کر دے جا رہے نہیں۔ کدی اوہ خور کہہ کے اوہدا منع چند (نور) دی دھار قرار دیندے نہیں۔ کدی اوہ "ڈار وچوں نکل

اے اَنَّهُ تُوْرُ الْمَسْتَضَاءِ مِنَ الْاَرْضِ تے وَتَفِيْحَتْ رِيْدِي مِنْ  
 رُوْحِيَّةِ اَلْخُوْرُوتِ تے مہرے، مطلب آپ لوہو



ترقی "کوئچ آکھ کے اوہدا تعارف کمراندے نیں۔ یعنی عالم ارواح و چوہاں  
 اوہدا کھلی آکے رانجھے (جسم) وچ سماگئی اسکے۔ یا سماں لگی اسکے۔ تے کہہ تی  
 اوہدا ہیر نوں "پیرنی" کہہ کے اوہدی اصلیت ول اشارہ کردے نیں۔  
 تے رانجھے نوں آدمی کہہ کے ایس دنیاوی مخلوق تلامہ کردے نیں۔ پیرنی  
 آدمی تے قسروان ہونی) تے آخروج اوہدا رانجھے تے ہیر نور اک مک  
 بندیاں اس کے ہڈے بیخ انداز وچ قاب قوسین آواکونی ادا حوالہ  
 دے کے مقصدیت والی عدم کادیندے نیں۔

روس (ہیر) بارے گل بات بڑی لمبی چوڑی بحث دا تقاضا کر دی  
 اسے۔ تے مختصراً ایہہ کہو اس گے کہ ہیر یعنی روح انسان دے  
 ہیر جاندار وچ ملدی اسکے۔ بلکہ روح نوں داوا اوہدا انسانی روح اسکے تہیں  
 بارے امتدیاک آں وچ کہندا اسے۔

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي" (جنس میں میں نے انہیں اپنی روح سے ہر چھوٹک  
 باری)۔ ایہہ روح اک امانت ہے جسکا بارے قرآنی وچ آیا کہ اسان پر انساں  
 نوں اپنی امانت پیش کیتی پر انساں نہ چلی۔ تے انساں نے ایہہ بھار چک لیا۔

### عورت طلب معاملہ

اللہ پاک نے لکھناں قسم دی مخلوق پیدا فرمائی۔ جن، فرشتے، حورائے  
 ہر طرح دے جانور۔۔۔ پر کسے وی مخلوق بارے ایہہ نہیں فرمایا۔ کہ  
 "وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي"۔ ایہہ شرف صرف انسان  
 نوں عطا کیتا کہ اوس وی پیدائش ویلے (حدوں آدم نوں بنایا تے فیرا  
 اعلان کیتا کہ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا فِيهِمْ مِنْ رُوحِي" تے ایہہ شرف ہر انسان  
 نوں عطا فرمایا کہ اوس وچ اللہ پاک دا اسم روح اٹھو کیا گیا اسے چاہے  
 اوس دا تعلق کسے وی دین یا مذہب نال ہووے۔



۱۱) تاں یسوع آکھیا تاں اک مسافر نے راد چلایاں اک کھیت دکھیا ہنجا  
 پنج سو روپے وچ وکداسی۔ اوہدے وچ اک خزانہ سی۔ اوں مسافر نے نزلے  
 بارے جانن توں بعد کھیت خریدن لئی اپنا چولا ویکر دتا۔ بھلا ایہہ نقس کس نزل  
 اے ؟

(لغیہ حاشیہ صفحہ ۸) وچ ایہہ احالوی ترجمہ شاہ پروشاد سے ک۔ باری کترتیر  
 CAMER کے ہتہ آگیا۔ ۱۹۷۳ وچ اوہنے ایہہ کتاب یوانے دے شہزاد  
 یوحین کی خدمت وچ پیش کیستی۔ ۱۹۳۸ء میں شہزاد کے ای۔ بی۔ بی۔ ای۔ سی۔  
 ایبیریل لاسیرینی وچ نزل دتی گئی۔ جتنے انجیل بڑا پاس دا ایہہ مسوولہ تھی تاہیں  
 موجود سیا جاندا اے۔ تقریباً ایسے زمانے وچ احالوی شہزادے دے نقل ایہہ  
 ایڈری تے اسپینی زبان وچ ترجمانی گئی۔ جس توں ڈاکٹر منک دوس۔ پور  
 کونینز کالج، کسٹورڈ نے ۱۹۸۳ء وچ انہوں انگریزی وچ ترجمان ہر ایہہ  
 اسپینی تے انگریزی ترجمے مناسب کر دتے کئے۔ ۱۹۸۰ء وچ اک نئی کھوئی تے  
 پادری ریگ RAGAN تے اوہدی زنانی نے احالوی ترجمے لوں انگریزی وچ  
 ترجمایا تے آکسفورڈ دے کلیئرڈن پریس توں شائع کیتا۔ تے ایہہ وی مناسب  
 کر دتایا۔ ۱۹۰۸ء وچ اک مصنی بیسانی عالم خلیل بک نے انگریزی توں اوہدا  
 عربی ترجمہ کیتا۔ ۱۹۷۳ء وچ ریگ والا انگریزی ترجمہ کراچی توں قرآن کونسل آف  
 پاکستان نے شائع کیتا۔ جد کہ اردو ترجمہ اسی ضیائی ہوراں کیتا جس توں میں منقلتہ مکران  
 دا پنجابی ترجمہ کیتا اے۔ تفصیل کارن مذکورہ کتاب دا مقدمہ دکھیو۔ مطبوعہ  
 اسلامک بیسی کیشنز لیمٹڈ لاہور۔ تیجا ایڈیشن ۱۹۸۱ء نلے ایس بارے راقم دے کتاب  
 "کلی مدنی ماسی" وچ بھرویں بحث تے گل بات ملے گی۔ جھڑی ہاشام اشہ  
 چھپ کے تہاڑے کول بازار وچ پنج ہلکی اے۔ (قدر آگانی)

شاگردوں آکھیا: "جہڑا ایس گل دا یقین نہ کرے اوہ پاگل اے"۔  
 تاں یسوع آکھیا: "تسیں وی یاگل ہو گئے جے اپنی روح جس دوج  
 (ربّی) محبت دا خزانہ اے، نوں خریدن واسطے اپنا نفس خدا دے حواسے  
 کر دیو۔ کیوں جے محبت بے مثال خزانہ لے۔ کیوں جے، جینھے خدا مالِ محبت  
 رکھی، ربّ اوس دا ہو گیا۔ تے جہڑا ربّ ہو گیا۔ اوہدی ہر شے ہو گئی"۔  
 (انجیل برنا باس باب ۲۶)۔

(۲) یسوع نے دسیا: "..... میں تمہا نوں سچ آکھناں کہ ساڈے  
 ربّ نے انسان نوں پیدا کیتی طور تے نہ صرف سچا بنا یا یہ سگوں اوہدے  
 دل وچ اک نور وئی داخل کر دتا جہڑا اوس نوں دکھاوے پئی ربّ دی سیوا  
 ات ضروری اے۔ جیہڑا گناہ نگروں ایہہ نور اٹھاوی ہو جانے تاں وی بھجدا  
 نہیں۔ کیوں جے ہر قوم وچ ایہہ پاج ہندی اے کہ اوہ ربّ دی سیوا کرے۔  
 بھانویں اوہنے اندر نوں تم کر دتا ہووے۔ تے جھوٹے تے جھوٹھے خداواں  
 دی پوجا وچ لگی ہووے۔ ایس کر کے کہ ضروری اے کہ انسان نوں اللہ دے  
 نبیاں دی تعلیم دتی جائے۔ کیوں جے اوہناں دا "نور" صاف ہندا اے۔ جہڑا،  
 اللہ دی سیوا راہیں، سانوں ساڈے اصلی وطن یعنی بہشت وچ جان دا راستہ  
 دکھا سکدا اے۔ بالکل ایسی جویں کسے رہاں اکھاں دکھدیاں ہوں تاں اوہدے  
 رہبری تے مدد ضروری اے"۔ (باب : ۷۸)

(۳) یسوع نے آکھیا: "..... اے عورت! تسیں سامری لوک اوہدی  
 عبادت کردے او۔ جنہوں تسیں جان دے نہیں۔ پرہ اسیں عبرانی اوہدی  
 عبادت کردے۔ ان جنہوں اسیں جان دے آں۔ میں تینوں سچ آکھناں پئی خدرا  
 (روح) تے سچائی اے۔ ایس کر کے روح تے سچائی دوج ای اوہدی عبادت  
 کیتی جانی چاہیدی اے"۔ (باب : ۸۲)

(۴) یسوع نے آکھیا: "..... بطور مخلوق تسیں ابلیس توں وی

نفرت نہیں کر سکتے، البتہ صرف خدا و دشمن جان کے... تیسری اونٹوں  
 سچے نہ بناؤ جہڑا اوس نال پیار نہیں کر داجس نال تھانوں پیار کے.....  
 (کراہے پان والے) لوکاں فوں دوست نہ بنا تا کیوں بے امید لوک سچ مچ  
 دوس دے دشمن تے قائل نیں۔ (باب : ۸۵)

(۵) یسوع آکھیا..... جھنئے پیا سچن لہو یا و منے بہشت دیا  
 نعمتاں وچوں اک نعمت لہو لئی بلکہ او ہو بہشت دی لہو لئی (باب : ۸۶)

(۶) یسوع آکھیا..... پتیں کر کہ اباں دی دولت راہیں بہشت نیک

بندے نجات پاندے میں۔ تے ایہ یقینی اے کہ ایمان بتاں کے دے ب نون  
 رمی کرنا ممکن نہیں۔ ایسے کارن الیسیں، نماز، وزہ، شہ سے تے نیراں  
 مکان وئی کوشش نہیں کر داسگوں اودتاں بے ایمان فوں کج کرن ہی  
 آکساندا اے۔ کیوں جے اود ایہ دیکھ کے خوش مند اے کہ سہ دے دے  
 کسے پر اجرت نہ پوے پر اود پوری کوشش کر دے کہ ایمان فوں تھیں  
 کدہ دیوے۔ اس کر کے ایمان دی سمجھاں و سسے بڑی کوشش کرنی ہوتی  
 دگے اے کہ (باب : ۸۷)

(۷) یسوع آکھیا..... بہشت وئی ہواد ایہ دیوے تھیں

جھانے گا کہ اودے وئی میں اسیارہاں باتاں وئی تک وئی نہایت  
 ہی کیوں جے ایہنوں ہر تہی نو ہش توں پکے کر دتا جھانے ورتے فدے  
 اوسے حالت وچ (دوبارہ) لے آوے گا۔ جہڑی نھاہ توں پتاں (بہشت)

وئی (آزم زوے بدن) دی سی (باب : ۸۸)

(۸) وئی تے بن اے از دی مثال :-

یسوع آکھیا..... دو بندے نو دے وئی ان مال ہی سہ کر کے

میں اک طرف کھینچا اے تے دوتے نون علم دیندا اے تے اوتھا پتے  
 دیا۔ کلمہ من دا اے میں آبتاں پھارہاں انصاف لکھانے کہ مالک صرف

اور ہنوں ضروری دیوے جہڑا سپرو انڈر اے تے حکم دیندا اے۔ تے اوہنوں اپنے گنہوں کڈو دیوے جہڑا کہ کر کے کشپ جاتا اے انا ایہ انصاف نہیں و۔

”فیر رب دا انصاف ایہہ کیوں جہڑ لوے؟ انسان دی رُوح تے بدن نفس، سنے، رب دی خدمت کردے نیں۔ رُوح صرف سپرو انڈر لکھو (Supernatural) رُوح تے محکم جھلانڈی اے۔ کیوں جے رُوح جہ کھانڈی نہیں تاں رُوح دی نہیں رکھدی۔ رُوح جیل دی نہیں۔ سرری تے گرمی محسوس نہیں کردی (جسم، انگوں) بیماری نہیں جھلانڈی۔ قہل نہیں سندی۔ کیوں جے رُوح فنا نہیں ہو سکدی، او بدن ڈکھدی نہیں جھکتندی جہڑے مادہ (گنہ پانی، ہوا) پاروں انسانی بدن توں جرنے پینے نہیں۔ سو میں آکھتاں۔ جھلا ایہہ انصاف اے؟ کہ صرف رُوح بہشت وین تاوے تے بدن نہ جاوے، جھجھے اہدی سیوا وچ اپنا آپ کھپایا اے۔“

یطرس آکھیا: ”استارجی! بدن نے رُوح کوں جہڑا گناہ کرایا سی اوں وجہ توں بدن نوں بہشت وچ نہیں جانا پاپیدا۔“

یسوع نے کہ کیا: ”جھلا رُوح توں بغیر بدن کیوں گناہ کر سکدا اے یقین کر کہ ایہہ انجونی کل اے۔ سو بدن تالوں رب دی رحمت دکھ کر کے توں رُوح نوں ورتن ہوگی کہ رہیاں“ (باب: ۱۷۳)

(۹) یسوع آکھیا: ”... جھلا بہشت دے کھابے کون کھاوے گا۔ جے اوکھے بدن نہ جاوے۔“ ۱۔ جھلا۔ رُوح۔؟۔ بالکل نہیں۔ اودتاں جو سر ۱۔ (باب: ۱۷۲)

(۱۰) یسوع آکھیا: ”رب صاف کندا اے کہ میرے بندے میرے دسترخوان اتے میرے گھر بیٹھن گے تے خوش خوش ضیافتاں اڈوان گے (باب: ۱۱) آخر بہشت وچ ودھیا شربتیاں دے چار دریا کس واسطے نیں۔ تے نالے بے شہا پھل فروٹ؟ ایہہ کل بالکل کئی اے کہ نہ تاں رب آپ کچھ کھاندا اے۔ نہ فرشتے، نہ رُوح۔ نہ نفس بلکہ (صرف) جسم۔۔۔ جہڑا کہ ساڈا بدن اے۔ ایس کر کے

بہشت دی و ذیانی بدن واسطے کھا بے ہیں۔ تے روح تے نفس واسطے (غذا) خدا اے نالے فرشتیاں تے مبارک رُوحاں دی گل بات اے روح تے نفس دی (غذا اے) بہشت دی عظمت ہو چٹنی طراں خدا و (آخری) رسول محمد (سول کے دسے گا۔ جہڑا دنیا دی بہ مخلوق توں ہر گل کتھ بارے بھت توں • وہ عو کتھ اے) کیوں جے او سے دی عیبت و حق اللہ نے ہر شے پیدا کیستی ہی (باب ۱۱) کیوں نے پطرس نوں آکھیا) — تیری رُوح جہڑی ساری زمین نالوں و ڈتی اے اک اکھ نال سورج نوں تک یندی اے ہٹ پوری پوری زمینی نالوں ہزار گنا و ڈا اے ..... ایسے طرح بہشت (روح) دی اکھ نال توں اوں خدا نوں جہڑا ساڈا سالق اے اتے صوں • وہ و ڈا اے دیکھیں گا۔

(۱۲) نیسوع آکھیا: "مبارک اے رب دا پال نامہ اے تیرے جھ اوں جتھے سانوں زمین دی مٹی توں پیدا کیسا نہ کتھ کدی روتے (رک) توں کیوں جے جدوں میں گناہ کر کے ان تال عدوتے ساڈے جت پانے آں۔ جنہوں ابلیس کدی نہیں پاسکدا۔ کیوں جے اوں پتہ تھیرے • جہڑے انساں دے قابل نہیں جہڑا گناہ اے کہ میں ہمیش ہی افسل آں یوں تیرے میں جہڑ کدی روتے آں (باب ۱۲)۔

(۱۳) نیسوع آکھیا: "..... جہڑا بری لحاظ آں جاک راتے روتی پکھوں سمجھو۔ اے اوہ یا اکل اے۔ جے تیں رومانیاں جہڑاں تیرہانی ہمارا ناہوں • تے کے پیری اے۔ تے آج اتی اہد اعلان ویں و دھیرا • کتھ اے ..... روتے دا سونار ب تے اوہدے ڈراوے انصاف توں تھیان لسنے برابر اے۔ ایس واسطے بالکدی روتے اوہ اے جہڑی ہر شے تے بہ تھاں • جی رب • تقارہ کردی اے تے بہ گل • وقت تے بہ گل آتے تے سب باتاں توں دور تے • تیں آج اپیرے تے ثابت رہے • شکر ادا کر دی اے۔ امید جان دیاں ہویاں • وہ

ہر ویسے تے ہمیشہ لئی رب ولوں اوہدا فضل تے رحمت کھٹ دی لے۔ (باب ۱۰۸)

(۱۲) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ تئیں روح نوں عدالت دے سورج سامنے  
 ہاگ دیاں رکھو۔ ہڑا کہ ساڈا رب اے تے بدن دے جاگن پاروں اپنے آپ نوں  
 مغور نہ کرو۔ سو ایہہ بالکل سچ اے کہ واہ لگدی توں بدنی نیند توں بچنا پیدیا  
 اے۔ پڑا اوس توں اگائی بچنا تاں اتہونی گل اے۔ کیوں جے نفس تے بدن خورا  
 نال تے دماغ کاروبار نال بھارے ہوناندے نیں۔ سو ہڑا گھٹ سوویں اوہدوں  
 ددھ کم کارتے بہت کھان توں بچ کے رہوے۔ تہاں جیوندے رب دی سونہ  
 جہدے سامنے مینہ روح کھلوئی اے ہر رات کچھ چرسوں لینا تانز اے۔ پر ایہہ  
 ہار نہیں کہ رب تے اوہدے ڈاڈے خوف نوں تھیل دتا جائے کیوں جے ایہہ  
 غفلت، روح دی نیند اے۔ (باب : ۱۰۹)

(۱۵) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ "تہاں چہراں نال آدمی بن دا اے۔ روح نفس  
 تے تسم۔ ہراک اپنی اپنی تھاں دکھو وکھ۔ ساڈے رب نے روح تے جسم  
 نوں پیدا کیتا۔۔۔۔۔ پر تہاں ایہہ نہیں سنیا کہ اوہنے نفس نوں کنج پیدا کیتا۔  
 (باب ۱۰۸)

(۱۶) یسوع آکھیا:۔۔۔۔۔ ساڈی زندگی بارے بہتے لوکاں نوں دھوکھا  
 ہندا اے کیوں جے رون تے نفس آپو وج اپنے اگو میگو نیں کہ بہتے لوک روح  
 تے نفس توں اگو شے من دے نیں۔ صرف عمل توں وکھ وکھ کر دے نیں۔  
 کہ اصل توں۔ کیوں جے اوہنوں "ذی جس نامی تے ذی عقل روح" کہندے  
 نیں۔ پر میں سچ دستان کہ روح اوہ اے جہڑی سوچ دی اے نے جیوندی لے۔  
 بے عقلہ! جان توں بغیر کدی ذی عقل روح ہوسکدی اے؟ کدی  
 نہیں۔ پر جان، بغیر نفس توں ضرور مل جائے گی جوہں اک بیسوش بندہ  
 نوں اسیں رکھینے اں کہ نفس اوہنوں پھٹ دیندا اے۔

جان نے کیا:۔۔۔۔۔ استاد جی! ہجڑوں نفس جان توں پھٹ دیندا اے تاں آدمی



روح جان دمی نہیں رہندی ۔

یسوع آخیا :- " ایہہ ٹھیک نہیں کیوں جے آدمی جان توں اوہوں انجیا  
جاندا اے جدوں اوہوں روح پھڈ جاندا اے کیوں جے روح مڑ کے رہن  
وہاں واپس نہیں آوندی بغیر معجزے توں ۔ پر نفس اڈ جاندا اے جدوں کوئی ڈر  
بھتو ہووے یا روح نوں کوئی دوا صدمہ جڑنا پوے کیوں جے نفس نوں رب نے  
موجاں مانن لئی پیدا کیتا اے ۔ تے موجاں نال ای اوہ جیوندا اے ۔ لیکن بدن  
خوراک نال جیوندا اے ۔ تے روح علم تے محبت نال جیوندا اے ۔ فیروزیہ نفس  
روح تو باعنی جیوندا اے ۔ ایس غصتے و جھوٹے اود گناہ کر کے بہشت دیاں موجاں  
توں وانجیا گیا ۔ سو جو کوئی نہیں چاہندا کہ اوہدا نفس مادی خوراک نال پے ۔ اوہوں  
چاہیڈا اے کہ وہ اپنے نفس نوں روحانی خوشیاں دی خوراک دیوے ۔ سمجھے  
نہیں ؟ ۔ نہیں سچ اکھناں کہ خدائے نفس نوں انسان وفاق پیدا کر کے دوسرے  
روح تے ہدوں ووجہ ٹھنڈے برف ٹانے وفاق نہ گھتیا اے ۔ کیوں جے وہ ہی  
جاپے مذاسی ۔ پر جوں رب نے وہی تو کسموہ لئی تے اوہوں طاقت  
توں بہتھل کریتا تاں اوہ منیا کہ نہیں خدے دا نظام اے ۔ تے اوہوں کھنڈاں  
بنیا سویا ویاں ۔ پھڈا رسو ۔ داہن ہاں ، روح نفس کیوں نکل کر داسے ۔ کھنڈاں  
دستاں دے اندر رب بن کے بیٹھا بند اے ۔ تاہیوں تاں اوہ نقل تے خدا  
دی شہ عیت نوں پھڈ کے نفس اڈے پھچھے تک نہ لے لیں ۔ ایسے و تہوں اوہ  
نہ تے ہونہاں دے نہیں تے کول بھلا کم نہیں کر دے ۔ باب ۱۶۶

یسوع آخیا :- ..... بنے تیز کوئی جلی تینوں پئی یاد رہن اکہنی سمٹ  
یا نشانی دیوے تے توں و تہوں و تہوں دے اپنے تہوں بھلا دیوے تاں توں  
اپنے دوست دا کھنڈا رہوویں گا ۔ ایج ای انسان کروا اے کہ جہاں وہ مخلوق  
نوں دیکھا اے تاں رب نوں نفس بنا دیا اے ۔ سمجھے انسان ای بہت وفاق نہیں  
(مخلوق) نوں پیدا کیتا ۔ ایج انسان نے ناشکری کر کے اپنے رب دا کھنڈا کیتا ۔

صوتے بدن انہی اکمال نون نارا سے رہے رکتے تاں اوہ اپنے نفس دا آقا بن جائے گا  
تے نفس اوس شے دی خواہش نہیں کر سکے گا۔ جہڑی اوہ نون پیش نہ کیستی جائے۔ تے  
اوہ بدن روح دا تابعدار ہو جاوے گا۔ کیوں یہی جسکں جہازہ بناں ہوا توں نہیں چل  
سکدا۔ انجی بن بغیر نفس توں نشاہ نہیں کر سکدا۔

”..... تاکئے بول میں بندہ گناہ کردا اے تے ساڈا رب دُعا پاروں گناہ  
مشا دیتدا اے کیوں جے دُعا (نماز) روح دا وکیل اے۔ دُعا رونا دا وارو اے۔  
دُعا دل دی دُعا اے۔ دُعا ایمان دا پھول اے۔ دُعا نفس سی نگام اے۔ دُعا بدن  
سی نوٹ اے جہڑا اوہ نون نشاہ پاروں تہ توں بچاند اے۔ میں دستاں کہ دُعا ساڈی  
سناں۔ بھجپہ نہیں جہناں مال بندہ حشر دھاڑے اپنا بچا کرے گا۔ (انجی بن جویں)  
اوہ ایقے دھرتی آتے اپنی روح نون نشاہ توں بار رکھے گا۔... (رباب : ۱۱۴)

(۱۱۸) ایسوع آکھیا: ”رب نے ہی مخلوقاں لوں اپنی قدرت مہربانی کوہم  
اصناف تے بدلیاں۔ کارن وکھو وکھریاں پار چیزاں: امرکب بنایا تے اوس مرکب  
مال اک چھیکڑی پیر تیار کیستی جو انسان اے۔ اوہ چار چیزاں نہیں۔ ”اگ، پانی، مٹی  
تے ہوا۔ تاں جے ہر شے اپنی مخالفت سانویں رکھے۔ تے اوس نے ایہناں  
چونہ شہیاں توں اک جہتا بنایا۔ جہڑا انسان دا بدن اے۔ جہڑا گوشت ہڈیاں۔  
مغز تے کھن دا بنیا ہویا اے۔ نالے ایس وچ رگاں، پچھے تے اندر لے حصے  
دل جگر وغیرہ بنائے نیں۔ تے جس (بدن) وچ رب نے زندگی کارن  
دو ہتھان وانگ روح تے نفس رکھے۔ نفس نون رین واسطے بدن دا ہر حصہ دتا۔  
نہیں وچ اوہ تیل وانگوں رچ گیا۔ تے روح توں کھلیارن لئی دل دتا جھنھے  
اوہ نفس نال دل کے پوری جان آتے حکمرانی کرے۔ انجی انسان نون بنا کے  
اوہ دے اندر اک نوٹا بنیا۔ یعنی عقل۔ جو بدن نفس تے روح نون رلا کے  
رب دی بندگی لئی اک بنا کر دیوے۔ ذہبدوں اوسنے ایہہ ”عمل“ بہشت  
وچ رکھیا۔ تے ایس دی شرارت و تہوں عقل نے نفس راہیں دھوکھا کھا ہدا

تاں بدن نے اپنا ٹسکہ چپین گوا دتا۔ تے نفس توں اوہ خوشی کھس گئی جس وقت  
اور جیوندا اے تے روح اپنا کس گوا بیٹھی + (باب : ۱۲۳)

(۱۹) یسوع آکھیا: ..... زسو، بھرا جی ایہ ساڈا وطن اے ؟  
... اکا نہیںوں۔ کیوں جے پہلا انسان ایس دنیا وچ دیس نکلا دے کے  
نسیا گیا سی۔ تے بیٹھے اوہ اپنے کیتے دی سزا بھگتدا اے۔ بھلا کوئی اہسیا  
"دیسوں کڈھیا" وی ملدا اے جہڑا اپنے رتے نچے دیس نوں دے کے بنانا نہ  
چاہوے۔ جد کہ بیگانے دیس وچ اور عزیزا وی سووے یقیناً عقل ایس بات  
نوں زور دی اے۔ پر تجربہ ایو ثابت کر دیا اے کیوں جے دنیا اے پامون موت  
ڈال دتیاں نہیں دیوں تے سکوں جو کولی ایہناں کول موت دتاں وی لوے  
تاں اوہدی نکل نہیں ستن گے (باب : ۱۳۹)

(۲۰) یسوع آکھیا: ..... جہڑے رب نوں بھنا چا سندے تیں  
اوہ اپنے گھر دے بوے تے کھڑیاں کس کے بند کر تیں کیوں جے آقا نہیں  
چاہندا کہ اوہ گھروں باہر بھجے جتھے اوہ دے نال محبت نہیں کیتی تانہ دی۔ سو  
اپنے تواس وقت تے اپنے دل دی راکھی رکھو کیوں جے خدا ایس دنیا وچ بیٹھے  
اوہ دے نال دشمنی کیتی تانہ دی اے۔ سلوے (نسیاں) توں باہر تیں بھجیا  
جہڑے نسی کھٹنا چاہیں اوہ اپنے آپ اے روح دا دتیاں تھیں۔ کیوں جے ساڈا  
دنیا کھٹ کے وی اپنی روت دیاں توں تھنصل ہو سنا کمانے واسطوں تے  
(باب : ۱۳۵)

(۲۱) یسوع آکھیا: "رب نے بندے نوں صرف پیدا ہی نہیں کیا  
تیکس میں دسیا سکوں کامل پیدا کیتا۔ اتنے ایہنوں پوری دنیا ان پھیاں  
بشتوں نکلن نگرہوں و ہنے دی راکھی تان دو ذشتے نال بیٹے۔ اوہ کول  
اپنے نبی اتے رسول (بیٹے) جنوں شریعت دی راہ آئی۔ اوہ ان بشتوں  
انہوں ایس توں چاندا اے تے نائے بشت عطا دیں والا اے سکوں رب اپنے

آپ لوں وی انسان نوں دان کرنا چاہندا اے۔ سو پو ایہ کتاں وڈا قرضہ اے۔  
انسان دے سرتے، (باب ۱۸۲)

(۲۲) یسوع آکھیا: "بہڑے میرے اُتے ایمان لیان گئے اوہ ہمیشہ رہی موت  
بالکل نہیں مرن گئے کیوں جے اوہ میرے کلام دی برکت نال اپنے اندر رب نوں تک  
نہیں گئے۔ ایس کر کے اپنی نجات کارن کم کر دے جان گئے تہ موت ایس توں ہوا کہ  
اے کر اک عمل جہڑا فطرت خدا دے حکم نال انجام دیندی اے۔۔۔۔۔ ساڈی  
روح، جو ایس داؤد نبی فرماندا اے چڑیا ر دے جال توں آزاد کیتی چڑی و غلوں  
اے تہ بد آدمی خدا دی رکھوالی ورج رسندا اے۔ تے ساڈی جان اوس دوری  
وانگ اے جس نال فطرت انسان دے بدن توں، تے نفس نال روح نوں  
جنگدے کھدی اے۔ سو جہوں رب چاہندا اے اوہ فطرت نوں کھولن دا اذن  
کر دا اے تاں جان نت جاندی اے۔ تے روح فرشتیاں دے ہتھ وچ جا پنہ  
دی اے جہڑے رب نے روحاں کدھن نی مقرر کیتے ہوئے نیں۔ (باب ۱۹۵)

(۲۳) یسوع آکھیا: "۔۔۔۔۔ جیکن ہر انسان اپنا مال رب دے ناں تے  
ڈون دا پابند اے اسج ای اپنا علم وی رب دی راد وچ خرچن دا پابند اے۔  
سوں بست پابند۔ کیوں جے کلام (تعلیم) وچ کسے دی روح نوں توجہ لئی  
امبارن دی طاقت نہندی اے جد کہ مال مردے نوں جو انہیں سکدا۔ سو قاتل  
وہ اے جہڑا کسے غریب دی مدد کرن جو گناہندیاں وی او بدنی مدد نہ کرے  
تے غریب جہڑا مدد تا۔ پھر ایس توں وی وڈا تے بھارا قاتل اوہ اے جہڑا  
رب دی تعلیم راہیں اک گنہگار نوں توجہ ول پلٹا سکدا ہووے پر نہ پلٹا وے بلکہ  
جو ایس رب فرمانا اے کنتلے شتے وانگ کھلوتا رہوے۔ اجھے لوکاں دے خلافت  
رب فرمانا اے تے بے وفا بندے۔ جس گنہگار دی روح ایس کر کے مر  
ئی کہ توں اوہ بنتوں میرا کلام چھپایا۔ او بدنی چھچھ میں تیرے لوں کراں  
۔۔۔۔۔ (باب ۱۹۶)

(۲۳) "روزہ رتی تے روحانی سوگھ (بیداری) ک ڈوبے نال انج  
 اک تہا نہیں پتی جے کوئی روحانی بیداری توڑ دیوے تاں اوہدا روزہ وئی نہ  
 جاندا اے۔ کیوں جے گناہ کرن ویلے آدمی کُوج دار روزہ توڑ دیندا اے تے رب  
 نوں ٹھیل جاتا اے۔ ایہو ویہ اے کہ روحانی بیداری تے روزہ سادے ہی تے  
 سب لوکاں لئی، ہمیش ضروری اے۔۔۔۔۔ پر بدن دار روزہ تے بیداری سمجھناں  
 لئی، تے ہر زمانے وچ ممکن نہیں۔ سیوں جے (کچھ لوک) بیماریا تے بدھے وئی مند  
 ن۔۔۔۔۔ سوہر کوئی ہمت تے پت نو تہا بھل کرے (اباب ۱۱۰)

## ابلیس تے انسان

کیدو نوں وارث شاد نے شیطان آکھیا اے۔ ایس بارے بھرہ میں گل  
 بات ذرا اگے کدھرے آئے گی۔ ایٹھے ابلیس تے انسان بارے کچھ جانن  
 پاواں گھا۔

قرآن موجب صرف دو مخلوقاں (جن تے انسان) نوں رب نے اپنی عبادت  
 واسطے پیدا فرمایا۔ جنہاں نوں پہلاں پیدا کیتا۔ اوسناں وچ عزرازیل اک  
 جیسی بڑا سیانا تے رمزی، اومنے رب دی رمویاپنی تے عبارت واری  
 حد کمر چھڈی۔ تے اندرو اندری اپنی عبارت دا غور کر وارہیا۔ رب  
 نے بناں آزمائنیوں اوہنوں کچھ نہ آکھیا۔ سگوں اوہنوں فرشتیاں  
 داسرا بناوتا۔ اصل وچ اوبدی ایہ سدھر سی کہ بارہا نانت والا  
 شرف مینوں ملے۔ فیر جدوں رب نے فرشتیاں نوں، تیا کہ میں زمین وچ  
 اک خلیفہ بناں لگاواں تے فرشتیاں نے انسان بارے گود کرواں کچھ  
 ناکر مندی ظاہر کیتی پر ابلیس اکا نہیں بویا۔ پر جدوں رب نے آدم  
 دی عظمت نوں سمہد کرن لئی آکھیا اوہوں اوس رموی نے رز بھپانی

کہ ایسہ تھے اور بھی دولت جس دی امید میں صدیاں توں لائی بیٹھاں سہاں  
 آدم نون دان کیتی جبار ہی اے۔ اوس ویلے اوہنے نہ پھڑپاوتاتے اپنی  
 برتری ظاہر کردیاں آدم دی عظمت نون سلام نہ کیتا۔ بلکہ ہمیشہ واسطے  
 اوہداویری بنی دی رب توں مہلت لے لیتی۔ جس نون قیامت تک  
 ٹیٹھکے سکا۔ ایس دگہ وچ اوہنے مردور بننا قبول کیتا۔

مطلب ایسہ پئی ابلیس تے آدم داویر اوس ربی دات "امانت" یارن

وغیرہ پاروں پیا ہویا اے جس نال انسان "اشرف المخلوقات" وار تہ  
 یا گیا۔ وارث شاہ نے بیرداناں لے کے عارفانہ رنگ وچ جس عملی  
 کوشش دا پیغام دتا اوہ ہر انسان واسطے بڑی فائدے والی گل اے۔

## کیدو تے ہیرا بھیا

جد ہیر نے راجھے نون چاک رکھا دتا۔ اوس ویلے کیدو کتھے سی؟  
 وہ بالکل نہیں بولیا۔ ایس گل نون حدوں گیاراں یا باراں سال ہو گئے  
 ناں کیدو نون یاد آیا کہ ساڑھے پنڈ وچ "عزت دا جنازہ" نکل رہیا اے  
 سو اوہنے بھنڈی پادتی۔ ایسہ گیاراں باراں سال چپ کر کے شاگھ گئے  
 جیویں ہیر راجھے دیاں بھابھیاں نون جواب دیندی اے۔

جو چک سیال توں لکھ کے نال چوری ہیر سالی نے کہی بنیت ہے نیس  
 ساڈی خیر ساڈی خیر جیاں جہڑی خطا دے لکھن دی ریت ہے نیس  
 ہو راجھے وی گل جو لکھیا جے ایسہ بات بڑی اناہیت ہے نیس  
 رکھیا جا کے مصحف قرآن اس نون قسم کھا کے وچ مسیت ہے نیس  
 تیس نگر کیوں اسدے اٹھ بیاں اہی اسان فے نال پریت ہے نیس  
 اسان جاتر بنیاں وچ بہناں سانوں کماؤناں ایس دا کیت ہے نیس

دنیں چھیر مجھیں ڈرے جھل بیلے ایس مندڑے دی ایو ریت ہے نیس  
راتیں آن اندنوں یاد کردا وارٹ ساہ دے نال پریت ہے نیس

اٹا اندریاں جلیاں یا وندا اے ذکر حجت لاینتوت ہے نیس  
لی نیں گھوں گھتی اہرے مکھڑے نون پاء دودھ پوری اہری قوت ہے نیس  
سونپ پیراں نون جھل وچ چھیرنی ہاں اہری مدرنوں خنڈنے کوٹ ہے نیس  
وارٹ شاہ پیراں اہرے مار لگی اج تیک ایہہ سیا چھوت ہے نیس

نی میں جیونہ پیاں ایس بن رہاں کیوں گھول گھتی آن رانجھنے یار اتوں  
جھلاں بلیاں وچ ایہہ پھرے بھوندا سرویکھ ایس گنہگار اتوں  
میرے واسطے کار کما وندا اے میری جنڈ گھوٹیں اسدی کار اتوں  
تدوں بھابیاں ساک نہ بن دیاں سو جد سٹیا پاپڑ پھاڑ اتوں  
نڈھی آکھن جھکڑ دی نال لوکاں ایس سوہنے بھٹڑے یار اتوں  
وارٹ شاہ سمجھا توں بھابیاں نون ہن مڑے نہ لکھ ہزار اتوں

اُپر دتے چو نویں شعراں توں ایہہ ثابت اے کہ رانجھا (بچہ - نومولود  
تے معصوم) ایس دنیا وچ جدا کیا تاں اوہنوں کوئی سمجھ نہیں سی ۔  
اوہدے اُپر نماز قرین سی نہ روزہ ۔ اوہ روحانی دنیا (معصومیت) وچ  
لُک سی ۔ ہیر اوہنوں بیلے دل منور ٹور دیندی سی ۔ پر ایس عریسے وچ  
اوہدے نئی چوری دا چھناں تے مکھن دا پیرا کدی وی نہیں سی لے کے  
لگئی کیوں جے اے اس نون ہیر (روح) دے وچھوڑے دا خطرہ نہیں  
سی ۔

## شرعی مسئلہ

حنوز دی حدیث اے کہ کچھ مہدوں ست سال دا ہوجاے اوہنوں نماز واکم دیوتے مہدوں گیارہ سال دا ہوجاے اوہوں جے نماز نہ پڑھے تاں اوہنوں مارکے نماز پڑھاؤ۔ شرع واکمسلہ اے کہ بچے لسی بارہ سال دی عمر وچ نماز پڑھنی واجب ہوجاندی اے۔ کیوں جے ایہ بلوغت وے گڈھلے دور دی عمر اے تے ایس عمر وچ انسان نیک و بد دی پہچان کر سکا اے۔ ایس عمر وچ اوہ نماز راد تے وی چل سکا اے تے نیک رستہ وی پڑ سکا اے۔ **فَالْحَمْدُ لَهَا فَجَوْرَهَا وَ تَقْبَلُ لَهَا۔** موجب انسان وچ نیکی تے بدی کرن دی طاقت رکھدی

کئی اے۔ تے مہدوں ایہناں کماں دی طاقت پاند اے تاں اپنے رجحان موجب عمل کردا اے۔ سو رانجھا دی مہدوں گیارہ بارہ سال دا ہوجا تاں نیکی والی جبلت اوہنوں نیکی واپنیام ری جاندی اے۔ **بِقَوْلِ وَارث شاذ**

بیر چا بھتہ دور کھنڈ مکھنڈ میں رانجھے پے پاس لے رھا ندی اے  
 دھونڈ بھال کے جوہ سبھ جھل بیاترت پاس رانجھینے جے آندی اے  
 تیرے واسطے جوہ میں بھال تھکی رو رو کے حال سنا ندی اے  
 ہتھیں آپنیں رانجھے نوں بیر جی چوری مہرے نال کھواندی اے

مہدوں "بیر" نے رانجھے نوں زینکی دی (پوری کھون دا جتن کیتا۔  
 تے کیدو (شطان) دی اپنے شکر رول کھون کڈھ دا اپڑ گیا  
 او "فجورہا" والی طاقت اہرا راد ڈکدکا اے۔



کیدو ڈھونڈا کھوج نوں پھرے جھوندا پاس چوری وی ہلیوں آوندی اے  
وارث شاد میاں دکھوٹنگ لنگی شیطان وی کلا جگاوندی اے

آن موجب شیطان انسان دا ازلی تے ظاہری دشمن اے۔ کیدو  
نے فریب نال رانجھے توں چوری لے لئی۔ بیرنوں پتہ لگاتے آکھیا۔  
بیر آکھیا رانجھے بڑا کیتو ساڈا کم سی نال وی تیاں دے  
ساڈے کھوج نوں تک کے کرے مچھلی، دن رات ہے وچ بُریاں لے  
ملے مہاں نوں ایہ وچھوڑ دیندا بھنک بھنک اوج کڑیاں دے  
بابل انبڑی تے جا بھنک کر سی جانا کہ سی وچ تے جالیاں دے

پھیلائے اوہی گل بنی جس واڈر سی۔ شیطان دا زور چل گیا۔ نیکی والی  
بہات اوس توں وچھوڑ وئی سی۔ مئی صرف بدن والی جہات رو گئی تہیہ۔ نوں کھیٹ  
لے گئے۔ انسان اہل نہیں۔ اوہنوں حاصل کرن مئی تہیہ پڑے ویدا اے۔ پتہ  
"ہدی پیش نہیں جاندی۔ انیر بیر تے رانجھے نوں نہیں وٹا کے تے ہوئی بن  
کے آہن وی مہات وئی۔"

## اہلیس تے کیدو

بس طن اہلیس رتی، بات ایسے لئی کروا رہیا کہ کسے طن مینوں  
"اشرفیت" و آمان مل جائے۔ یعنی "رب انی رضنا" مہا مل موہا کے ایسے  
طراں کیدو وئی اہل و حق ہیرہ۔ "عاشق سی۔ اوہہ بیک آوہ تے تو اونی  
پیدا کش نہیں سی ہوئی، اہلیس عزائیل بن کے بھٹتاں وئی رہا۔ سنی  
اوہنوں امیر سی کہ اک دن "روحانیت" مینوں وان ہو کے رہوے گی  
پر جاول آوہ نوں اوہنے دیکھیا تے فیر سجدے والا واقعہ پیش آیا۔

تاں اوہنے تاڑ لیا کہ "رب دی رننا۔ والا تو شہ تاں آدم لے گیا۔ اوہ اوہی  
 دن توں آدم تے تھو او دشمن ہو گیا۔ تے مکر نال اوہناں نوں مہشتوں  
 کہہ طابس کیتی۔ ایدھر کیدو او ناں چہ پڑا خوش سی۔ جد تک بیر نے راجھے  
 نوں چاک نہیں سی رکھایا۔ جدوں چاک رکھیاں کسی سال بیت گئے۔ تے  
 اوہنے پانی سسروں چڑور وار کھینیا۔ تاں فریب نال دونہاں وچ ٹھٹ پوادی  
 آدم تے تھو زمین اُتے ڈگے تاں وکھرے ہو کے تے فیر مدتاں بعد ملاپ ہویا  
 راجھاتے بیر مٹن وچھڑے تے رب جلنے کدوں ملاپ ہو سی۔

### کیدو ہیر دا عاشق

اُپر لیاں سطران وچ میں کیدو نوں ہیر دا عاشق دسیا اے۔ تے ایہ  
 دل بڑی بندھری اے۔ وچ تک کے نے ایہ جہارت نہیں کیتی۔ ہر کوئی کیدو  
 نوں ہیر دا چاچا ای سمجھدا اے۔ ہیر وی اہنوں چاچا ای کندھی اے جیویں  
 ہیر وٹھان کے آکھیا میاں چاچا چوری دیہ جے جیونا لوڑنا ایں  
 پروارٹ شاہ نے ایں بارے جہڑے اشارے کیتے نیں ماوہ صاف  
 سدے نیں کہ "کیدو" ہیر دا عاشق سی بھانویں اوہنوں ایہ جہارت نہیں  
 سی ہوئی کہ اوہ زبانی کلامی اپنے عشق دا اظہار کرے۔ پھاندروں اندر می  
 اوہنوں چواتی لگی ہوئی سی۔

آگ بھجھی بھجھی نہ جان آگ دہی دہی سمجھ

پہ چاچا اکھوان پاروں اظہار نہیں سی کر سکدا۔ ایہ عشق اوہدی  
 بے وقوفی سی۔ اجیہے عشق نوں وارٹ شاہ احمقانہ عشق آکھدا اے تے  
 نلے سینتاں ماردا جا رہیا اے۔

مثلاً (۱) کیدو سیالاں نوں آکھدا اے۔

کیدو آئی کے آکھدا سوہر لو اوئے! میتھوں کون چٹی مت دیسیا او؟

ایتھے یہ "سو بر لو اوئے" دے دو مطلب نہیں۔ آگتا محاورے سے موجب نہیں  
 ، مطلب ایسہ کہ تکلیف کلام سمجھ کے معاف کیتا جا سکدا اے۔ پر کیدو نے  
 محاورے وچ اپنی سدھڑ چھپیا کے دل خوش کیتا اے۔

(۲) سیالاں اوہدی نال چھڈی تیاں اوزہ پھیا کراندا ہو یا آکھدا اے  
 جیروں چاک اوسال سے جاگ نہھی تہوں جھبوسو بازیاں :۔ توں  
 وارث شاد میاں جہاں لایاں نہیں سوئی مہاندے گونڈیاں یاریاں توں  
 ایتھے کیدو ہیر دا انجام وی دسد اے کہ تیاں اتوں اوسال کے لے  
 جانے کہ تے وارث شاد کل صاف کر دیندا اے کہ جہاں لایاں ہوں  
 اوہناں توں ای گوہریاں یاریاں یارے علم ہو سکدا اے۔ (دو جا کوئی :-  
 جانے :-) ایس توں ایسہ ثابت ہو یا کہ کیدو یاری لائی دتی بیت توں  
 واقف سی اوہنے کدوں یاری وائی ریت سکھسی ہیر وچ کہ کدھری وی  
 یوں شہادت نہیں ملدی۔ اود تیں ویلے ساڑھے ساڑھے آوندے تال ہیر  
 دا پاپا بن کے آوند اے۔ ایس توں پھیاں وی اوہتی تیاں بارے  
 عشق یا یاری وال کدھری ڈکر نہیں ملدا۔ نظارے کہ ایسہ عشق ہیر دے  
 حُسن پاروں اندر گنتی صرف ہیر نال متعلق سی۔ پر بھوری پاوں نظار نہیں  
 سی کر سکدا۔ جیویں جیوانیل اوس "سرت" دا پاپا ہون سی۔ بہرا اوڑک آدم  
 دے تھے آیا۔

۳) جیروں کیدو ویہ توں بھنڈا پھریا سی۔ اوہیاں۔ سیالاں  
 نے ہیر توں صلوات دی کہ کیدو ویہ مدت کرے۔ ہیر نے سیالاں نال رل کے  
 کیا وئی چٹکی بھلی مدت کیتی۔ وارث شاد آکھدا اے۔  
 (ن) چور ماریدا کھینے چلو سا بھوا وارث شاد ایسہ قنڈا سرکاری اے  
 (ب) پازستھناں کڑتیاں پھیاں توں چک وڈہ کے چیکدا چور وانگوں  
 کڑیاں پیرن پر وار جیویں پند دوائے گھر پانیاں پاندیاں مور وانگوں

ساہوکار دامال جیوں وچ کوٹاں دوائے چوکیاں پھرنی لہ سورا ونگوں  
 وارث شاہ انگیا ریاں بھنڈیاں نہیں اہنی پریت اے چند چکورو ونگوں  
 پر (لن وچ) پورا ماریدا تے (ب وچ) "پاڑ نستھٹاں کڑتیاں پنیاں نوں  
 چک وڈو کے چکیدا چورا ونگوں" تے

اب) دے آنزی مصرے وچ ہیر تے لڑیاں دے حسن نوں "انگیا ریاں  
 بھنڈیاں نہیں" کہہ کے تے اگے چل کے کیدو دے ناکام عشق دا بھانڈا  
 انج بھنیا نہیں۔ اہنی پریت اے چند چکورو ونگوں "یعنی کیدو دا  
 عشق چوراں وارث شاہ اے۔ نالے ہیویں چند تے چکورو دا عشق ہندا  
 اے کہ اوہ کدنی وقی و نمل دی دولت نہیں پاسکدے۔

۴) کیدو ڈاٹھی مارکھا کے بد پنچاپیت وچ آکے فریاد کروا اے۔ ایہھے  
 دو مصرے گوہ گوہ چرے نیس۔

۱۔ میں تاں بونوں ماریا سچ پچھے شیرسی ماریا جیویں ف۔ ہار میاں  
 ب۔ وارث آمتاں نوں پناں پھاٹ کھاہدے نہیں اوندا عشق سواد میاں  
 ایہھے لہ وچ شیرسی تے فوہا واناں نے کے کدو اپنے کھجے عشق دی کھا  
 ول اشارہ کر گیا کہ جس طرح شیرسی، خسرو دے تاجو جا چڑھی تے اوہدا سچا  
 عاشق فوہو مار کھا لیا۔ اوہ طرح ہیرا کھجے دے ڈھاکے چڑھ گئی تے مار میںوں  
 کھانا پیہ۔ ایہہ دکھ ہی گل اے کہ خسرو نے شیرسی پاروں فرار نال ودھیکی  
 کیتی سی تے ایہھے ہیر نے رانجھے پاروں گجھے عاشق کیدو نال دھکا کیتا۔

۲۔ ب۔ وچ وارث شاہ نے گل بانگل صاف کر دی کہ بے وقوف عاشق  
 ڈاہی مار کھاہدے پناں مزہ نہیں پاندے۔ یعنی بھلیکھے وچوں نہیں نکل دے۔  
 بھنے وارث شاہ جس سے وقوف عاشق ول اشارہ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ صاف کیدو ان  
 دھاکے بیان مارا اوہ تورا پئی اے۔

(۵) پہنچ گزیاں نوں بلانڈے نیں کہ کٹری دجہوں تئسہر کیدو نوں گیار

وارث شاد ہتھے کیدو دے عشق وائل اشارہ کر جاندا اے۔

وارث شاد میں کچھو کچھو۔ یوں نوں اک لہ شقیر کیوں ساڑیا ہتے

گل پتھے وی اوہی اے یعنی وارث شاد انبیاریاں بھنڈیاں نیں۔ یعنی

گزیاں دے حسن نے کیدو دے انگ انگ اندر آگ بالی ہوئی تے جس تار

اوہ سڑکے سواہ ہو یا پیا اے۔ تے ظاہری رمز چھلکی ساڑن دل تے

(۶) گزیاں نے پیچھاں نوں جہڑا جوب دتا اوہ وی ایس بانڈ

ثبوت اے کہ کیدو ہیر دے عشق دوج بے شرمی دی حد تائیں اٹھتا تو پیا

سی۔

مناہاں کھت لے کس سہتے کارے کرن توں ایہہ نہ سکدا اے۔

تے اخیر جہڑوں کیدو نے اکھیا کہ ہیر مینوں تاں مل نہیں سکدی "اے۔" ہتھے

لوں وی کیوں تے۔ ایس رقابتی جذبے نے اوہنوں مجبو کیتا کہ اوہنوں

نوں دھیوت تے۔

وارث شاد پئی، جھنسیاں ۲۷ رات جوری سیکرے نیں

جہڑوں آدمیوں اڈ وریاں مل ہی جس دی جھانک لاکے ابلدیں بیٹھا ہویا توں

تاں ابلدیں رب نال آکر پیار تے تیار تے تک لسی جی آدمیوں گمراہی

مہلت منگی، و سہنوں مہلت مل گئی پھر مال سی اسدیاک نے فرمایا کہ میرے

مخاص بندیاں پر تیرو وع نہیں پھرتے۔

**کیرو پند وئی عزت دار اچھا پند**

کیدو پند وئی عزت دار اچھا پند اتاں اوہ ہیر دے لہ لہ لہ لہ لہ

کیوں جاندا، شریف تے ساہ آدمی، ایہہ کم نہیں کہ اوہ رو جیاں

پھردا تے کھوج لاند کچھو سے ایہہ کم اوہی کر سکدا اے تھیں۔

کوئی ساڑھوے۔ اک ہور گل دا پھیرا ہو کے کہ :-  
 پنڈا کوئی بندہ وی یہ را کھئے بارے تشویش واثک نہیں مات  
 شکریسی۔ صرف کو بندہ ہی امی عیت بارے فکر مند لے۔ تے جہا  
 او بنے طریقہ اپنا یا اوہ کسے شریف آدمی توں اکا نہیں سہپا ذرا ایہہ مہینے  
 دکھیبو :-

کیدو ڈھونڈا کھوج نوں پھیرے بھوندا باس چوری وی بیبیوں کندی لے  
 وارث شادا میاں دکھیو ٹنگ لنگی شیطان دی کا جگا وندی اسے  
 بیر گئی جہاں ندی ولی لیس پانی کیدو آن کے مگہ دیکھا وندا اسے  
 ایسے خیر دیویں اگے ناگ تینوں کیدو آن سوال سنا وندا لے  
 را کھئے رگ بھر کے چوری چا دتی لے کے نرت اوہ پینڈا توں کھا وندا  
 روٹی ڈھیر سی آدمی کھود لئی جن میل کے پر یہہ وج نیا وندا اسے  
 کیا من دے نہیں سو مول میرا چوری نیویں کھیل دکھا وندا اسے  
 کیدو آکھدا آدمی نوں ویاہ مسکی دھرونی رب دی من کے ڈالتے نی :-

یعنی پنڈا دی عیت دا ایہہ جہلی راکھا پہلاں تاں بہانے نال را کھئے  
 کولوں اوس ویسے چوری منک لیا یا جہوں ہیر پانی لیس گئی ہوئی سی۔ را کھئے  
 نے فقیہ سمجھ کے چوری دے چھڈنی۔ بیر نے مگر نس کے کھود لئی کیوں  
 جے اوڈا نزل ویری می توں جان دی سی۔ ایہہ عرتاں دا راکھا سدھا پر یہہ  
 ہونہ آباتے اک معزز آدمی (چوچک) دی پاٹ پت لاہن لگ گیا۔ جے کیدو  
 آدمی ساؤ بندہ ہندا۔ تاں کدی وی پر سیدہ ج اک شریف آدمی نوں زہل  
 زاکردا۔ فیر اوہ ہیر دی ماں کول گیا تے اوہنوں طعنے طنزے دے کے غصہ  
 جڑ ماسایا۔ پنڈا وج یہ تے اوہ دے ماپے رسوا ہو گئے۔ پنڈا دے لوکاں نے  
 ہیر دی ماں توں کیا۔

۶۱  
 میں ہیر دی تے تک کرن جیوں جیوں ملکے بھی نراب سے نہیں  
 ہیں، سیوں پیمپیاں لچ موہیاں شاوا اندھوں میں کباب ہے نہیں  
 یہی بھی، موزہ بے سلیمان والے پاک وی جوہیں لواب ہے نہیں  
 وارث شاہ ہند انساں کوک کھتیں جس کی دی پچ نراب ہے میں  
 کیدو نوں عورت دار اس کہیں والے ایسہ کیوں کھیل بوندے نہیں کہ اودا  
 کردار نال عورت سکوں کھیند، وچ میں گئی سی — اودے مندا ہے وچ  
 پنڈ دے سیانیاں مکی نوں مت دی

غل سیانیاں مکی نوں مت دی تیغ وہاں عشق نہ کرو نکلے  
 نہیں پھیرے دیوں پوریاں نوں جہاں پتے کھنکھن میں  
 جہاں عشق دے معاملے میں پائے وارث شاہ کسے نوں میں کھنے  
 پر ہوی بانوی دی دھم ہار چوہیہ سے پے گئی سی، اودا کوئی ساج نہیں  
 ہی، اتھی کہ آیر دا ہوا سلطان وی اوہتے نکلے مویا، قانسی صاحب نے  
 وی یہ نوں سمجھان تے تک ہتھیار پور کھنکھ نال جے پھیلتی اتھی  
 آں اپنا کساد مس وی اوداں سچا موٹی سی، اودا اپنی مہر صحن اے شہانہ  
 شادوی کرانا نہیں سی پاپندی، پو کیدو وی شہزادوں پاروں اجیہا  
 نیتنہ تکیا کر ہیر تے رانجھارہ نوں اوزلہ لکھے، تے کول وی اسٹاندا  
 کجھ نہ بنا سکیا۔

تازن موجب القتلہ اسٹان صحن القتلہ  
 قاتل نوں وی زیادہ بھیر ہوندا اے کیدو دے نکلے نے چومک سیاروں کھیڈ  
 تے ہیر رانجھے نوں کسے طرت وی عورت نہ بخشی، آجے شیبھان نوں پنڈا وی پت  
 دار اکھا کھنا بہالت نہیں تے ہور کیدو — ہاں جے سیدو ہیر نوں  
 رانجھے نال بھیری ویکھ کے چپ کر کے چومک نوں ان پر وہ وچ نہ ہاند  
 ناں گل بن سکدی سی یا اودا چپ کر کے مکی نوں سمجھاندا، پورا ہتھ

پنڈو وقت پورے مانند نون بھنڈے کے رکھ دتا۔ ایس توں ثابت ہویا کہ  
کیرو نے دف رقابت پاروں ایہہ ساری کھیہ اڈائی۔ اوہدا مطلب  
سی کہ جے ہیر مینوں نہیں مل سکی تے رانجھے نون ون کیوں لے۔ جس  
پاروں اوہ جنوں پچات کھانی پئی سی۔ تے نالے اُچھ پچیتا آکے ہیر دے  
نال اک مات مولیا سی رقابت دے ایہہ ساڑ توں الٹا بچائے۔

## رانجھا۔ قلبیت

ہیرتاں اوہ روح اے جنوں انسانی روح کہتا چا بیدار جس دا ذکر  
کشف المحجوب دے حوالے نال تسیں کھچھے پڑوہ آکے او۔ ایہکے دسامت  
ایہہ ہے۔ رانجھا یا قلبیت انسانی بدن، اے جس وقت حیوانی روح موجود لے  
حیوانی روح مرجاندار روح ہندی ات اوہ نکل جائے تاں اوہ جسمانی طور  
تے مرجاندارے۔ یہ و مناسبت ایس ہی عنوی سی کہ متاں کوئی یہ کہوے  
کہ جدہ ہیر نون کھیہ لے لے گئے تاں رانجھا کیوں زندہ رہیا؟ مطلب ایہہ پئی  
ہیرا۔ انسانیت، نون کھیہ لے لے لے سی جنوں حاصل کرن سی رانجھا  
حیوانی روح نال، زندہ سی۔ پنا نچہ اوہ ہوگی داروپ، سمار کے آکے آیا  
تاں جے گواہی ہونی دو حانیت (ہیر) نون حاصل کرے۔

## پنج پیر۔ پنج حواس

کشف المحجوب دے حوالے نال کھچھے آسیں پڑوہ بیٹھے او کہ روح دی سخت  
عقل اے۔ عقل دا تعلق علم نال لے۔ علم پنج طریقیاں نال حاصل ہندا اے۔ اوہ  
پنج طریقے یا ذریعے حواس خمسہ اکھنوں اندر لے لے۔ داتا صاحب فرمادے نیں کہ  
'ہو میں و عارف، رانی کے لیے عقل مدبر کامل ہے اور جاپس و نادان  
کے لیے نفس' تو ہیش ناس تاملد ہے۔ عارف (ہیر) دا تعلق روحانیت



نال ہو دے جہر، روح ہی حقیقت نون پچھاٹا نو سے یعنی رب نون پائوس  
کی عقل کی تدبیر دست و سواب اور دوسرے ایسا ہی (خوشی پر  
مبہنی تدبیرا خطا موتی سے۔ لہذا سبب ان حق پر واجب سے۔ ہمیشہ  
نفس کی مخالفت پر جسے میں تہ۔ اس کی نمائندگی پر عقل و روح ان  
ن مدد کرتی رہے کیونکہ وہ سر پر لسی کا مقام ہے۔

قرآن میں عقل استعمال نہ کرن وایاں بارے سو یہ اندر وفاق اور  
فلا یہ قیلون و مطلب ایہ ہی انسان نون عقل سیمہ توں کہہ پیا پیا  
اسے تہ نہ کر جسے نہ پے کے ہنڈیر بیچ حوں انسان ان عقلیہ  
بنان کہیں کردار اور کردہ نہیں یعنی ہے اک دوسو میں نفسی کا جان  
آن باقیوں ہی ہاں ان چہان کر کے سلامتی وازہ اختیار کر کے

## وارث شاہ نہ سویر اورصال حق

پہنچ پر کچھے نون میرا مال ہی خوش نہیں سے کے اک صیحت لہو  
وارث شاہ نہ سویر اورصال حق

نہیں مایاں دے نہ شامنی ہیں

میں مدد و نون انسان نون نعت توں حق۔ سرویلے علم کے تھے نسلی نون  
ہیں واسبق کے بنام نون لہذا سے کہیں نے کچھے نون یاد  
نون اورصال سے لے جا۔ پر ایس منہ نون نون کوہ کوہ کے لہذا  
اک انسان سے دوجا تہی۔ یعنی میں دنیا جہنم سب سے  
عبادت رہیں رب و قویہ سرویلے حاصل کرن منہ نہ رہے۔ یعنی وہ  
یہ جہنمی) اسے چٹھے توں سرویلے یہ رب نہ رہے کہوں کے یہو  
نہاں دیکھیں سے ایسے ہمیشہ نہیں ہوا۔ ایس کر کے نعت لہذا  
نرموناتے رب دے قویہ وانی راہ سے کر کے بنانا۔

" اوصال " روحِ مہامی امر پاپا جاندا ہے۔ پھر وارے وارے ہائیے شادہی  
 لے کے مجازی رنگ و جوی یہ لفظ اپنے بھبھوس معنی دیندا ہے۔ پر ذرا سوچو کہ  
 پیراں دا اپنے کہ مرید توں کسے کڑی توں اوصال ہارے حکم دینا شرعی تے اخلاقی  
 حساب نال بڑا بھیرا سمجھالے۔ تے اوہ پیرا ہی کیہہ ہوئے جہڑے مریدیاں  
 توں کڑا ہے پان — تے پیروی بقول وارث شادہ بابا ذیہ شکر گنج، خواجہ خضر  
 ذال شہباز، سید بلال بخاری تے بہاؤ الدین زکریا ملتانی جیسے اُچھیرے بزرگ  
 شہنشاہراے کہ اجھیانگہ ایسے بزرگاں جو داتا ماں ایس وچ کوئی ردا ہے۔  
 اوہ ردا وارث شادہ مؤتب بہ لیتی روح توں حاصل کردیاں ردا کے اپنے  
 آپ توں اپنے اندر توں اپنے دل توں نچ لکھنا کہ اوس روح ربن نور  
 جھا فارے مارن تک پوکے تہاں جے انسان دنیاوی بھبھوسی وچوں بہاں  
 نکلے تاں اوہ نجات دیدار تے قرب الہی کی دوست نال روح تہیج کئے  
 ہمیشہ دی حیاتی وچ مویجاں ملے۔

## جسم تے روح

ایس توں پہلاں میں روح حیوانی تے روح انسانی دا دیر واکر  
 آیاں ایجھے عرف ایہہ دستا ضروری ہے کہ روح حیوانی بہ جاندار وچ موجود  
 ایس روح و تعلق عالم باالناں اکہ نہیں ہیکہ۔ عالم بالادی تے صرف روح  
 انسانی ہے۔ جنہوں "نَفْسُ حَيَّةٍ مِّنْ رُّوحِی" ذہن قرآنی سند  
 حاصل ہے۔ ایہہ روح فرشتیاں بہتاں تے ہو رکسے وی مخلوق وچ ہوو  
 نہیں۔ ایہہ وجہ ہے کہ ایس روح توں وائی ہوئی کوئی مخلوق ترقی نہیں  
 کر سکدی۔ فرشتے جتھے جتھے تے بس حالت وچ وی ہیں اوس وچ اوہ  
 اپنی کوشش نال کوئی وادعا نہیں کر سکدے۔

انسان داتک ایساں توں وی عبادت کارن پیدا کیستا ہے۔

اود عبادت راہیں عوازل و انگوں اک حد تائیں ترقی کر سکرے نیں۔ پڑ  
 اگے جا کے اوبہناں دی عقل وی جواب دے جانندی اے۔ اود شتیاں دی  
 حقیقت توں نہیں آپڑا سکرے۔ ایہو وجہ اے کہ ابلیس نے آدم نوں  
 مرڈے اتے بیٹا سمجھیا۔ مٹی نوں اگ نالوں گھنیا جانیا۔ ایہو فرشتیاں د سماں ہویا  
 جہوں اوبہناں انسان بارے آکھیا کہ ایہہ دھرتی وچ نھوں خرابہ تے فساد  
 کھنڈے گا۔ وغیرہ یعنی اوبہناں با علم وی جواب دے گیا رہ گئی عقل۔ تاں  
 ہاروت تے ماروت دے قصے توں اوبہناں دی عقل تے سیانف ظاہر بندی  
 اے۔ یعنی ایٹھے وی اور مار کھیا گئے

(نوٹ: ایہناں دو فرشتیاں نوں انسانی وصفان مال متصف  
 کر کے بنیائے لکھیا گیا سی۔)

ایسے حراں دوجی بہ مخلوق وی ترقی نہیں کر سادی (نہجہ شے اللہ  
 دی نسیح منور کر دی اے بھانویں کوئی سمجھے یا نہ سمجھے) ذرا دن وی پتھیرا  
 زون جوگ اے کہ انسان بانڈ توں ترقی کر کے بنے نیں۔ کیوں تے کسے بانڈ  
 نہ لکھو دریاں توڑی ہی جے تو آئی تعلیم تہیں دا تعلق عالمہ بالا نال اے۔  
 دنی جاوے تاں وی اوہرے پئے کجھ نہ پوے گا۔ کیوں جے اویں وچ عام ہاں  
 نال تعلق کھن والی روت موجود نہیں۔ بہتری انسانی بدن وچ اندھ فرما  
 دنی جانندی اے۔

## اک پورہ مضاحت

قرآن مجیب کہ تواقہ دہ خاصہ معنی ات کراہ انساناں توں  
 بانڈ بنے نیں ات کراہ انساناں دی رومانیت جہوں باطل مر جانندی سی۔ تاں  
 اوبہناں آپڑا اللہ رانڈاب آہاندا سی۔ چنانچہ ایہہ بانڈ بن جانو کی کس رہی  
 مذاب ہی جے اکافراں دی قوم اتے شطان و گردن مارو پ اہا کے نال ہویا

ابج کل است گمراه انساناں اتے اجہا عذاب صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دی جنتہ اللعالمینہ دانہ مدقہ نہیں آؤندا جس بارے حسنو گرنے دعا سکی سی تے  
 رب نے قبول کر لئی سی + کوئی اعتراض کر سکا اے کہ جد باندردی اور کج  
 انساناں کے تاں فیر باندرا اپنی اصلیت نہ دل (کہ ہر شے اپنے  
 اصلے دل لوندتی اے) کیوں نہیں ٹوٹ سکا؟ ایہد اجوب ایہہ ہے  
 کہ چونکہ باندردی انسانی روح رکھی سی۔ صرف حیوانی روح زندہ رہ گئی سی  
 ایس برکے ای اوہ باندردی حیوان بن گیا سی۔ تے حیوان ترقی نہیں کر سکا  
 ایس کر کے باندردو بارہ انسان نہیں بن سکا۔

## بشرقی بدن دی پیدائش و مقصد

قرآن مجید انساناں نوں پیکٹی مٹی توں بنایا (ذالفتح ۱۱۰)  
 تے اپنے است قدرت نال بنایا۔ اجہی مٹی توں تخلیق کرن دا مقصد ایہہ سی کہ  
 انسان بہ طراں دیاں خبراں۔ آوازاں۔ بولیاں۔ علم تے نکلتے دیاں باریک  
 ظراں سمجھسن۔ سمجھیاں دے قابل ہوک۔ انسان بطور حیوان ناہتھ دی اک  
 سب توں اچا جانور اے۔ جس توں سب حیوان کائپ کھاندے نیں۔  
 روحانی ماماں و کھرا اے۔ قرآن وچ آؤندا اے۔

”تے جدوں تیرے رب نے فرشتیاں نوں آکھیا کہ میں بستر نوں بنان  
 وال ہاں، وجدی نہیں تے سڑے ہوئے کارے توں۔ سو جدوں میں اوہنوں  
 ٹھیک بناواں تے اوہدے اندر اپنی روح جھوک دیاں۔ تاں تیں  
 اوہنوں سبدا کر دینا۔ (الحجر۔ ۳۰)“

اسلامی کتاباں وچ لکھیا اے۔ کہ جدوں بندے اپنا بنان دا اللہ پاک



یہ عالم پر نسبت خانہ چشم و گوش جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش  
 خوردی کی ہے یہ منزل اولیں مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں  
 تری آگ اس خاکداں سے نہیں جہاں کچھ سے ہے تو جہاں سے نہیں  
 ایس دنیا وچ انساناں نال گل بات کرن یا اوہناں نوں کچھ دین  
 یا سمجھان واسطے فرشتے دی جدوں آوندے نہیں تے اوہناں نوں انسانی  
 وجود وچ آونا پیندا اے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی پیدائش دی  
 خبر دین حضرت مریم کول جنرا فرشتہ آیا سی اود قرآن موجب انسانی  
 شکل وچ آئی۔ جنہوں تنہائی وچ دیکھ کے حضرت مریم نے خدا دا واسطہ  
 دے کے اوہنوں کسے بڑے ارادے توں باز رہن لئی آکھیا سی۔ ایسے  
 طرحاں لوط علیہ السلام دے گھر آپ دی نافرمان امت دی تباہی کارن آون والے  
 فرشتے دی انسانی قالب وچ آئے س۔ حضور علیہ السلام کول شق صدر اول توں  
 آئی وچ تک جبریلی امین عموماً انسانی شکل وچ آونداسی۔ مطلب ایہہ ہے  
 پئی مادنی دنیا وچ رہن والیاں نال ملن، ورتن لئی مادی قالب دا ہونا ضروری  
 اے تے سر آون والے دی حیثیت ایتھے مسافرانہ ہندی اے۔ تے ایہو  
 گل پنج پیراں آکھی سی۔ — مانجھے نوں —  
 وارث شاد نہ سویں ادمحال جڈا نہیں مایاں دے کمر لٹاؤں میں  
 کیوں — ۹ — ایس واسطے کہ اسل ذات انسان دا بشری بدن نہیں

۱۔ سرد مریم ۲۲

۲۔ سرد مریم ۲۳

۳۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرمادے ہیں :-

۴۔ انسان تے سوانہ سے سونا زہر ہے اٹھ پیارے

تو کتنا تے پیٹھی نیند تے تیری مت ہی نرانی ہے

ہند بلکہ آسمانی تے نورانی وجود یعنی روح اے۔ جہڑا بندہ ایس دنیاوی بدن  
 نوں ای ساری اچھ دے چھڑا اے۔ اوہدا اندرک وجود انھا ہو جاندا اے۔  
 قرن وں اجھے دل دے اٹھیاں بارے آوند اے کہ اوہ آخرت وچ اٹھے  
 ہمو کے اٹھن گئے تے آکھن گئے۔ یا اللہ اذنا وچ تاں ایس نہا کھے ساں۔  
 ہن کیوں اٹھے ہوئے آں؟

ایہ وی چیتا رہو۔ کہ نرے بشری بدن اے شریعت دے حکماں دی  
 پابندی ضروری نہیں کیوں تہی ایہہ گل مندی تاں منافقاں دیاں نمازاں  
 زڈیاں نہ بندیوں۔ حضور وارشاد اے کہ عملاں دی بنیاد نیت اے ہے۔ جہڑا  
 برا یا غلط کم کھل بھیکھے ہو جائے اوہدی معافی اے جویں روزے کھل کے کھان  
 پین تاں روزہ نہیں ٹنڈا۔ پر بد نیتی ناں کیتا کوئی کم بظاہر نیک نتیجہ دے دیکھے  
 تاں اوہدا کوئی فائدہ یا ثواب نہیں۔ سگوں بد نیتی دی سزا ملے گی۔ خاکی ہوز  
 تاں نورانی تے آسمانی وجود (روح) دا غلام ہندا اے۔ جو جوہ روح ہون  
 اوہنوں حکم ملدا اے اوہ اوں تے عمل کروا اے۔ جے انسانی روتہ رتی نور  
 توں روشنی یعنی چھڈ دیوے تے اوہ نفس شیطان دے نیسے چڑھ جائے تاں  
 اوہ گمراہ ہو کے انسانی بدن نوں غلط حکم دین لگ پیندی اے۔ اصل سزائے  
 جزاوی روح نوں ملے گی۔ مادی بدن تاں ایس دنیاوی چیز اے۔ جہڑا تھکے  
 رہ جاندا اے۔ وگے جہڑا بدن سانوں ملے گا اوں دی خیر خدا یا کس دا  
 رسول بہتر جان دے پس! حضور علیہ السلام کو لوں اک مانی بڑھی نے پھیا  
 سی۔ یا رسول اللہ! بڈھاں وی جنت وچ جان کیناں؟ آپ سوریاں مذاق

لہ رانجھا ایوں تے نہیں اہلہ۔ (۱) ماشیہ رکھو سنا (۱)

تساں جہے مشوق تے تھیں رہنی منکو تیناں ہی دھا۔ وچ چار بے نی

نیناں تیریاں دے ایس چاک ہوئے جویں جیو تے تیریاں ساریے نی

تال فرمایا: "کوئی بڑھی مائی جنت و حق نہیں ہو دے گی۔ ایسے من کے اوہ مائی  
رون لب پٹی۔ آپ مسکرا پنے تے فرمایا۔ "او تھے جنتی بڑھی۔ جوان  
بن کے جائے گی۔"

وارث شاہ کبند اے۔

"راجھے پیراں نوں بہت خوشیاں کیتا، دُعا دتیا نہیں جاہیر تیری؛  
تیرے سب مقصود مور میے حاصل مدد ہو گئے سچ پیر تیری؛  
جا لوں توں وج منگواں بیٹھا، بخشش رے سب تقصیر تیری؛  
وارث شاہ میاں پیراں کالماں لے کر چھڑی لے نیک تدبیر تیری،"

شہرستان دی اوس عمر و دارا پیرد اے۔ ہوا سبوں موش آبانہ می اے  
چنکے مندے دی کھپان ہو جاندی اے۔ تے اوہ کوشش کر دا اے کہ وڈھ  
توں و دھ نیکی کھئے۔ تے اپنے اندر لے و ہرد نوں رپی تورتے روحانیت نال  
شکاوے۔ پر ایسہ کل انسان دے ازلی دشمن (ابلیس) نوں پسند نہیں آیتھے  
ابلیس کیدو دی شعل وج موجود اے۔ اوہ روح اصل چاہوان ایس پر  
مخردی پاروں انسان دا دشمن ہو گیا اے۔ تے اوہی کوشش ایسہ وے کہ بنے  
اروت سببوں نہیں آئی تاں انسان دی ایسوں یوں سے ماتے ہو سکا ہونگا

اے پنج پیر یعنی پنج حواس انسانی رہنمائی واسطے روپے تیار رہندے نیں۔ پر قسمت وے ہفت  
اوہ لوک نہیں جتے سچ پٹی و سناں دی گوائی نوں من کے عمل کر اے نیں۔ نہیں تے  
تھے ہک ضلے تے ہی پاروں رہتی جنت تے تورتوں و ایجے رد بیان سے نیں۔  
اے پتھے تاردا با۔ اول اے۔ جوں۔ آئی اے نئے جان کھپوں ایساں دی تو بہ سوال  
سوئی ہڈی۔ انسان دی جلی تو بہ سی۔ اوسن بعد ہر انسان دی جلی تو بہ قیوں مندے آفا اے۔  
اے جلی تے منہ من ابوبہ گئے توں مروی اے کہ جنت وج ہر بندہ باہ آڈیوں سموت  
نے سوے گا۔ تے ابد بق سچ گز ہووے گا۔ (مشکوٰۃ، ۱، ۳۷۷، ۳۷۸) (ترجمہ)





نے کے ہیر دی بھال کا ان جاٹ لئی رولا پانڈی اسے اود سب ہیہ نوں با ملدے  
 یں تے سمجھاندے نہیں تے طریں لیاوندے نیں۔ علی او بنوں بُرا بھلا کہہ کے  
 سمجھاندی اسے پر ہیر سو ہتھ رسہ تے سب تے گنڈھ موجب اکو گل کر کے  
 اپنا فیصلہ ستا دیندی ہے۔

وارث شاد زمرہاں نکھیر تروے توں بھادویں باپ دے باپ دا باپ آھے  
 نہیں چوچک صلاں کر دا اسے کہ ہیر دا ویاہ رانجھے نال ای کردیاں تاں  
 بے ست دا بھنگا اٹکے۔ پر اوہدے بنائیاں "نانٹھ" کہہ دتی تے غیڑیاں ول نانی  
 گھل کے رشتے دی پیش کش کیہی۔ ہیر نوں پتہ لگا۔ اود ڈت گئی۔ تے ایس رشتے نوں  
 نانا ٹور لیتا۔ پر مہادی کونٹ سٹن داسی۔ آخر ہیر نے اوہی صلاح رانجھے نوں دتی۔  
 ہتھی پنج پیراں نے دتی سی :

## ہجرت و امشورہ

ہیر اکھیا رانجھیا قہر مویا ایختوں اٹکے کے چل بے پٹناں ایں  
 دونوں اٹکے کے لمبڑے راہ پتے کوئی اسان ایہہ دیس نہ متنا ایں  
 بدوں بھاڑے وڑی میں کھیریاں دے کسے موڑنہ اسان نوں گھلنا ایں  
 ماں باپ نے جدوں دیا دتی کوئی اسان دا زور نہ چلنا ایں  
 ایس عشق دے آن میدان زجھے بُرا سور مے توں رنوں پٹناں ایں  
 وارث شاد بے عشق فراق دوڑے ایہہ کٹا۔ پھر اکھ کس بھٹناں ایں  
 ایہہ اوہ مقام اے جدوں سچائی دی خاطر گھر بار تے وطن چھڈنا پیندا اے۔  
 بے بندہ روح دی گل من کے ہجرت کر جائے تاں اوہدے واسطے بڑی کھل دکھ اے  
 نے بے نہ مٹنے تاں ساری عمر دے ٹھنڈے ہندے نیں یا موت۔ رانجھا ایتھے ایتھے  
 اہ دیندا اے۔

ہرے عشق نہ ہوں سواد دیند مال چوریاں اتے اُدھالیاں دے  
 اچھیکر میرنوں دیاہن دی تیاری مکمل ہو گئی۔ میردی

**بیرداویاہ** سیلیاں رانجھے نوں مل کے کسدیاں میں۔

تیری گل کڑوں ہئی رانجھیاوے توں تاں رات دن میں چراسیاں میں  
 تینوں ویاہرے ہر سنگار ہوئے اتے کھیڑیاں۔ سی ودھانیاں میں

تے رانجھا سکھالے۔

میرے صبروی داو بے لب دئی کھیڑیاں، میر سسالی نہ دیواناں میں

یہ ص تشفق السماء بالغمام سارے دیس دے وں، یہہ تھیون، میں

لیوہ سبیل انارسی غاید الاکڑن ابھیاوے توں میں دیواناں میں

نصیرداں دے مار ہمان توں کچا تا کس نوں ساں بیوتاں میں

تسیں مڈیاں عشق نہیں نہیں واقعت بیوتہ لاؤناں کم اپوناں میں

ورن ساہ تپ کیتیاں کر یا یے جی بویوں نہیں، و تھیون، میں

یعنی جدوں انسان نوں رومانیت دے نور توں تروم، رومانیت دے

۱۔ یعنی پنے یمان تے بھڑی نوں چھپا، دے ذوق گل نہیں، دے دل دے کھلے

۲۔ اپنا ایمان سبیا کے رکھی تے میں۔

۳۔ کئی اور رومانیت تہاں تینوں دن دن ہی ہاں نہیں اسے ساں دے

تکلیف دے تھیون جو تہاں تے بھن تے کویہ پرہیز دے؟

۴۔ ریتھے امانت ربی دا بھارتیکین دل اشارہ اسے کہہ بھارتی کے کھان تھیون

انسان نے سانی ہر تہاں۔ ایس کم کولی سوکھی نہیں، بقول شعلے

بہیم توں مسلمان پرہیز کر، او مشعلات دے

یعنی میں اپنے آپ نوں مسلمان کس ویئے کنپ جہاں سوں تے کھنوں یہاں

۵۔ اِلَّا اِلَّا اللّٰہُ مُکْتَمًا رَسْمًا اللّٰہُ دے کویہ تھیون





وارث شاہ میاں قاضی شرع سے نوں نال اہل طریق سے زاد نہیں  
 جہڑے رب سے نام تے موت منظور خدا سے زاد سے نہیں  
 جہناں صدق لقیین تھنیں کیسا مقبول درگاہ اللہ سے نہیں  
 جہناں اک داراد درست کیسا اوہناں فکر اندیشہ سے زاد سے نہیں  
 جہڑے ودھیاں کھل کے حق روڑن ودھوڑا چکڑے زاد سے نہیں

تے جدوں قاضی نہیں مرزا تاں اکھیا نہیں :

نسی اپنی پارے وچ ڈولے جے کر برس تیرے من آیا ای

تے ایہ نکل باکل ٹھیک اسے - شرع موجب بڑکی دی مرضی تے ہاں  
 توں بناں نکان نہیں سو سکدا -

## قاضی بارے عارفانہ گل

وارث شاہ موجب تھنیں اسے تے کھیڑا عزرائیل اے جدوں موت

داہنت آؤندا اے بندے دامن نوں جن نہیں کردا - ایٹھے بیر مرن توں  
 پکنا پھسائی اے - پر قاضی دہنوں حق درستہ سمجھاندا اے کہ مرنا برحق  
 اے - تے ایو گل ایس مہر عمر وچ مل دی اے ۔

کھیڑا حق حلال قبول کرتوں وارث شاہ بن پٹھے ڈیٹے نی

قرآن نوب کل نفس ذائقة الموت یا کل من علیہا

فان - یعنی ہر جاندار لسی موت اے یا سر کوئی فانی ایں - پر انسان موت لسی ۔

- سامان تیار نہ کیسا ہوں و ہوں گھبراندا اے - گنہگار اں دی موت بارے

قرآن و ف آؤندا اے وَالْمَرْءُ عَمَّ قَفًا - قسم اے ٹھیسٹ بیان و ایان

(۱۰ شتبیان) ہی کتب کے (دب کے بدن اندر) (قرآن : ۴۹ : ۱)

جان کدھن دی ایہہ حالت گنہگار تے کافر واسطے ہے ۔ بعد کہ مومن دی

جان کدھن د بیان ایہہ سورت دی دوجی آیت وچ لکھ اے ۔

وَالنَّشِطَاتِ لَشَطَاةٍ ۝۱۰۰ تسم سے، بخوبی کھولیں وہاں وہی آزار  
 کھرن۔ یعنی نیک بے مقبول بندہ ذی روح بڑی خوش حال پنہ ریبوں  
 نس ذی اسے بجز کسے قیدی دیاں بیڑیاں کھول اتیاں جان (۳۰-۴۰)۔  
 آلوٹ :- بدن نوں تحلیف ہونا امرن ویسے، ایہ سب لئی تفسیر  
 اکو ہمیں ہندی اسے، جہاں لوں انسان ہو، یا حیوان، مومن ہو وکے یہاں  
 - انا شاہد -

## اک نکھیڑا

و رت شاہ نے مارفا نہ حساب مال اتھے سیر نوں اک عام انسان  
 کے نکل کیتی سے، کہ انسان موت توں تھانوں سے تے قائمی کن، اے  
 بہ انسان نوں سمجھاند اسے کہ، ہر ہر اسے ایس توں کون نہیں وکھند  
 تے سارے اہل ساک عاجز آکے مران، سے نوں رحمت کر دیندے نوں جوین ہیر  
 مان موئی۔

## ہیر و عارفانہ پرست

ہیر، ہیر دے رونمانی تے نورانی مرد رول جہاں ماریتے ہیر اود  
 انسان نوں، پھوڑوئی جہاں ہی اسے، تے اودکی ایہ نوامش تہی سہ -  
 کہ اسے جہاں انسان اسے بدن و حق زمین ہی ملی موئی تہاں اسے ہیر  
 اپنی انسانیت نوں چمک کے بی وکھ تے دیدار ذی دولت پانیا وکھ، چٹاچو  
 اود بندے نوں جہاں کہ دنیا ہن چھسیا سنا، اسے اپنے دل پروردی اسے پر  
 بندہ دنیا دے سواداں وئی تھیں نوں زیادہ بہتر کھدے، اسے لہوں جے دہا  
 نطت دا وی ایہ تھانہ بندہ اسے آخر روت اوں نوں ایس فتنہ ہر دست  
 توں روکن ذی بجائے اکھدی اسے کہ توں فطرت دے اصولاں تے تپا،

## جوگ = عورت

وارث شاد نے جوگ کو عورت کیا اسے۔ اک مرد ہی عورت (جوگ)  
 دنی مذہب توں کون زہار کر سدا اسے۔ کسے دی دی وچ عورت نوں مرد توں  
 وکھ نہیں دسیا تیارہ قرآن حکیم وچ ایس بارے کھلے ڈھلے حکم ملدے نیں۔  
 مسلامہ و نہن عورت راہ تے عورت نوں مرد و لباس اکھیا اسے جنمور ڈوانے  
 نیں۔ کڈا چہنتی۔ نجات میری سنت اسے۔ اک حدیث موجب  
 نجان مال آدمی نوں آدمیا ایمان حاصل ہندا اسے چنانچہ اسلام وچ ضرورت  
 مندے انصاف پت نوں اک توں پار زمانیاں اک وقت وچ رکھن دی  
 اجازت اسے۔

میر و حکم اسے کہ رانجھا جوگی بن کے آوے تے مینوں حاصل کرنے رانجھا  
 جوگ لین لئی بانا تھ دے ملے تے جاندا اسے کیوں جے اوہنوں تیر (روحانی)  
 ہی ہک اتے۔ رانجھا دل وچ صلاح کردا اتے۔

تھینے اکھیالٹ ہی سیر و سنت جنم کائے تے اوتھے ہالیئے  
 او رب دے نور انون پنما شہدے ہو کے جنم وڈالیئے  
 مکھن پایا پیکنا نرم پتہ اذر سوادہ سے وچ کرا لئیئے  
 اوتھے خواتی گمان منظور نانیں سر و کچھے آں بصیرت پایئے  
 وارث شاد خوب لہن تہوں پایئے بدل اپنا آپ گوا لئیئے

ایک صحیح نہیں آتا کہ وہ اونٹا نیرت راہ و کھیا کہ یاہ یعنی فنا مویں رہناں  
 کوئی رب ہی وہ دتاک نہیں لئی سکد۔ کمال کیندا اسے سے  
 منادے اپنی بہتی لو اکر تپ متا پے چاہیے کہ داد تمام میں مل کر کل وکلز ہوتا ہے  
 ۔ تو ان خوب شہید زندہ داتے تے رب کولوں راق پاندا اتے۔



اک ہونا رہا فقیر متھے ذرا ایشنا اس بھی اسی تھے

امام بن تیمزایت ذیلین نفاک مقامہ دیتے جنتیں الہم  
 ہی تفسیر وچ فرماتے ہیں: ایس دنیا وچ وی اک جنت اے جیڑی ایس  
 جنت وچ داخل نہ ہو یا اوہ آخرت دی جنت وچ داخل نہیں ہوئے گا  
 اہل حدیث مکتب فکر دے اک مشہور بزرگ سید عبداللہ فرزند کتب

ہیں: جنت میں دنیا وچ جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 یہی جنت ہے جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 نورنازل سونے پاؤں پید ہونی اسے ایس جنتے وچ بیٹھا ہے۔ ان میر حال

ہی بہارستان میں سے ہے۔  
 ایسے تامل سے کہ عالم سید ابو بکر فرماتے ہیں: جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 اوہنوں پاکیزہ نہ بنا یا جانے تے وہ پر عملیاں ورنہ جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 ان وہ درون کثرت وچ وی بیمار ہونے کی وجہ سے جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 ہذہ اعلیٰ فہمہ فی الآخرة علیہ واولیٰہ سبحانہ  
 (یہی اسے اس میں ہے)

جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا  
 جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا

اسے جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا جنت میں دنیا

مجھسی پانی توں باہر ترف دی اے انج ای رب دی رحمت باہجوں انسانی روح  
 ترف دی اے انسان دے لعنتی ہون دا مطلب ایہہ ہے کہ اوس نوں بہت  
 رحمت توں دور ہٹا دتا جاندا اے۔ رب دی رحمت توں سیراب نہ ہون وجہوں  
 روح نہ جیبا جاندا اے۔ اوس آتے غم تے نموشی جیبا جاندا اے۔ تے اوہ  
 اک دوتے بے جینی محسوس کردی اے۔۔۔۔۔ اس دنیا میں شد کا قانون جو در  
 رہتا ہے دے آکھی تے جوگ یں جاندا اے۔ وارث شاہ نے ایس  
 واقعے دا سین انج لکھیا اے۔

لے باکے جوگی نے ہتھ جوڑے سانوں اپنا کرو فقیر سائیں  
 تہ سے درس دیدار دے اکھینے نوں آیا دیس بدیس نوں پیر سائیں  
 صدق سار کے نال یقین آیا اسیں چیلڑے تے تیس پیر سائیں  
 یاد حق دی سیر تسلیم نہیچا نساں جگ دے ناں کی میر سائیں  
 بادشاہ سچارب ناماں دا فقیر اوس دے میں وزیر سائیں

انگریزک جہان دا کسرا اے تابع فقر دی پیر تے میر سائیں  
 بناں مرشداں راہ نہ ہنڈ آوے دور باجھ نہ رہجدی کھیر سائیں  
 ماں باپ نہ انگ نہ ساک کوئی چاہتا آیا نہ بھین نہ ویر سائیں  
 دنیا وچ ہاں بہت اوس ہو یا پیروں ساڈیوں لہا نہ نجیر سائیں  
 تینوں چنڈ کے جائیے ہو کس تے وارث دستاویں ظاہر پیر سائیں  
 بال ناخدا اوہنوں جوگ دے جنجال دیاں خرابیاں سمجھاند لے  
 پر رانجھا اپنی اڑنی تے قائم اے۔ رانجھا جوگ بہتری تعریف کردا اے  
 اوہد اندریاں رمزاں دسدیاں نیں کہ ایہہ جوگ بوجا جوگ نیں سکوں  
 نساں وچ آن رقاں اے۔ جنھنوں حاصل کر کے آدمی سکوں محسوس کردا اے  
 تہیں جوگ دا پنتھہ بتاؤ مینوں شوق جانیا حرف نگینیاں دے  
 یں جوگ سہ پتھ وچ آوڑیاں چھپن عیب صواب کینیاں دے  
 لے دوا کلا صفحہ

حرص آگ تے فقرِ پوے پانی جوک ٹھنڈ گھنٹے وقت سینیاں دے  
تیرے دوارے تے آن مٹان ہوکے اسیں نوکریا جھونینیاں دے  
کے فقیری رب دے رکن ثابت ہو تھیگ کہ اے اہل زمینیاں دے  
تیرا ہونہیجے میں مگر منکاں وارث واعدے پتھر روزینیاں دے

بال ناخدا جوک دیں مسیبتاں تے دوشاں وں رانجھے دا دوسیاں کرنا دے  
رانجھا سا ہی سدھی من کردا اے

تساں بختاں جوک تاں کرو کرپا دین کر دیاں ڈھل نہ لوڑیے جھی  
بال ناخدا لاچار ہوکے جوک دین لمی تیار ہو یا تاں پہاں توں "جوک دے امیہ  
بڑاوت چڑتیا اخیر بڑی جھڑک پ بعد مجبور کرو دا حکم من کے رانجھے نوں  
جوک دین ہی تیار کرن ٹک پنے رانجھے نوں جوک "سجا تاں وٹے دھڑکے  
نوں پتھے بال ناخدا نے اسیا لم جوک توں بعد  
"تاں ہی تیار کے برواشچا چھوٹی جھین مشاں کر پاجے ہی  
وارث تے لیتیں ہی جی پتلی "ب تھی ائی توں تھدا کے ہی

ماشیہ صفحہ سابقہ لے شادی توں ایو ٹانگے تے بچھوئی تھانے ہوا تے ایو ٹانگے

پتے در کھوئے وندوہ ریاں کر تھانے تھانے تھانے

لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے  
لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے  
لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے  
لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے  
لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے

لے شادی توں تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے تھانے

کھا رزق صلال تے سچ بولیں چھڈے توں یاریاں جو یاں اونے  
 تویہ کیری تقصیر معاف تیری جہڑیاں کچھیاں بھان بھریاں اونے  
 پہن چوریاں یاریاں دغا جیٹا ہستہ اوکھڑاں ایسہ فقیریاں بھریاں  
 جوان ہل نصیب متاں ہونہ۔۔۔ جوں ووردے تک نکیریاں ہریاں  
 قوم بھریاں مرن مار سنی اپنا بھنگاں نریں نریاں یس لے

لا بھیا ساریاں کلاں پھڈے کے اصل مقصد، یعنی "بیر" اول آؤندا اے یعنی  
 اس خاندان ہونے والیاں منیبت متاں تھیاں دی مائی بہن می جوگ (خورت پالنی  
 توں ک رستے داسی ہی بدھی تھیا توں نفس دنی کرہ پ توں بچنی لئی آرا کرنا سہی۔  
 اصل مقصد متاں اوکھیاں لینی رومانوی دولت مال مالکان توں سہی۔۔۔  
 بال ناتھ را بھجیے۔۔۔

راں تیر دے ماں سی عمر جال آساں نشے جوانی دے توک بیتے  
 مشوق دیاں بانیاں مشن یساں وارث شاد بے بھوب کیتے  
 سب کھڑا راجا راجے کارن تیر دنی منگ کر داسے۔

آسمان زمین اتوں وارث ترا بڑا پسا راجا راجے نا ہی  
 راجھا بٹ آیا جوئی ہووٹے توں لاہ آسرا نام کے بندے ہی  
 سب پہن بھرا سیاں بھو تقوئی لاہ آسرا نام تے نام راجھی  
 ایہ مشق نے مار توں کیتا مہر کیا جیور، نام پتنگ راجھی  
 بھگوں نام بے کھوٹل تیر ہی کھجے راجھا ہو جوئی پیر متاں راجھی

لیہ شادی توں ہی نفس امارہ توں اک طنز تکمیل پے جانہ ہی اے۔

کے شادی شاد دنی۔۔۔ بارے اک اکھان اے۔۔۔

بھل تے راج راج بھل تے بھل تے بھل تے

تے پراں یاد دسیاں "توں تیل تیل تیل"

تے انگوں جو اب آؤندا ات  
 نکلے سویا درکی دتھیں ہرے بخشے بیلا کا رتا اسناں ڈمٹاں دا ہی  
 تے پتیاں پیراں (جو اس نمبر) نے ونی رب ونی، رچا ہن دیوں رچھنے  
 ونی کنڈے ستھہ روتیا۔

پنچ پیراں دھند وچ جس کینی رہو فقر نوں ہنم پینک دا ہی  
 تے ہاں ماتھی نے فوٹا نہی پائے رتھجے نوں میاک باڈا تھی۔  
 نامور کھول کھیں مہیا رتھجے نوں، چہ جاتیرا تم سوئی ونی  
 پھل آن لہ وس بوتھ۔ نوں بہا وچ دیوں رسک ہوئی تھ  
 سیتھنش رتی پھے رب تینوں موتھن دے نال پرویا ونی  
 چرٹھ دوز کے ہت۔ لے کھیریاں نوں جو شمس تمنوں ہلا ہویا ونی  
 کیوں ستھہ

ایک تھارہاں رب دی نہایتی کھنڈ تھہ۔ ہاں ہنم پینک  
 ہاں لورہ، کھنڈ، ہاں پیرا پیرا، ہاں مہیا ہاں

**جوگی کون؟** وارث شاہ دے دعوتے موجب جوگی عورتاں تے  
 جوگی گویا عورت۔ ار یعنی شہانی شدہ آدمی ہاں نہ ست  
 والا آدمی ہاں بچے داری جو جاہا اسے ایس لی جوگی توں راد عیال دار  
 انسان یا دنیا، منی وچ پسیا ہویا بندہ اسے۔ سوالی او وسے کہ دیا در بندہ  
 بھلا رب دی رضا دلی منزیں تہیں پاسدا؟ کیہ او امانتہ تہ اہرے رسول  
 دی تابعداری کر کے تہاں تہیں کھت سکا رہا؟ ظاہر اسے کہ ابو جو سب  
 کوئی مورثہ سب داپیرہ کار دین اتناں او تا تھہ وچ ہونا ہی، کیوں ست  
 جہاں مذہبیاں وچ رہا نہت نوں خدا ان ملاپ دوسیلہ تھیا کیا تھو  
 او کس عزاں اک عیال دار تے دبارا رتھن نوں۔ ہدی رضائے ملاپ  
 وچ کامیاب من سکدے نیں۔ اذناں صرف اسلام اسے تہیں وچ نکال

سنتِ رسولؐ اے۔ تے عیال دارنوں اپنے بچیاں واسطے حالِ روزی کما  
 واسطے وی "تواریا" دی شکل ورج مل دا اے۔ ایس واسطے رانجھے  
 (عیال دار انسان) نے جدوں دیکھیا کہ متاں میری عیال داری میرے  
 بے نیت تون دُوری دا سبب بن جائے اہ فوراً اپنے مقصد دا پھینا  
 کر اندا اے۔ کہ مینوا، اہ عورت نہیں چاہی دی جہڑی اشد تعانی دے  
 دین تون دُوری دا سبب بنے۔ بلکہ میں عورت دار ہندیاں وی رب  
 دی رساتے اہرے قریب دی منزل پانا چاہناں۔ من سوال اہرے  
 کہ بھلا بعض عورتاں یا اولاداں دین تون دُوری دا سبب واقعی ثابت  
 مندیاں نیں؟ جواب ماں وچ اے جویں قرآن وچ اے۔ "انما اموالکم  
 و اولادکم فتنات"۔ اے ایمان! ایو! تہاڈے مال تے تہاڈی اولاد  
 تہاڈے لہی آزمائش دا کارن نیں۔ اسلام تاریخ موجب حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام بدوں کئی سال بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نون کہ  
 مد ظہمہ ملن گئے۔ تاں اسماعیل علیہ السلام دی ریبلی بیوی تمارہ صرف  
 صرف آپ نون ملی۔ کیوں تے آپ خود شکار واسطے گئے ہوئے سن۔ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت ناں اپنی لونہ نون دینی لحاظ ناں نکھد  
 نکھیا تے آکھیا کہ اسماعیل علیہ السلام تہاڈے تان اہنوں آکھتا کہ گھردی جو کھٹ یا  
 ہلیز بدل دیوے۔ تے آپ واپس چھے گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تان  
 پیغام ملیا۔ اہناں فوراً بیوی نون طلاق دے اپنی رکنی مدنی ماہی صلا  
 اہناں توایاں تون اد تابت ہو یا کہ عورت یا عیال داری دینی صلاح  
 واسطے رفاوت وی بن سکدیاں نیں۔ ایس کر کے رانجھے نے ایسی عورت  
 تون قبول کرن تون انکار کر دتا جہڑی اہدی روحانی ترقی وچ رکاوٹ بنے  
 مصنوعی عیبہ السلام دین حدیث اے کہ ہر بچہ فصری طور تے مسلمان پیدا  
 اندا اے۔ بعد وچ اہرے ماپے یا ماحول انہوں یودی تے نصرانی بنا

دیندے ہیں۔ ایسے لحاظ نال وہی رانجھا اک کامیاب مسلمان اسے  
 پہرا عورت دار ہو کے دیکھا تیرا رب وہی خبت تے عبادت انوں  
 حاصل کرن وچ لٹا رہندا اے۔ بالنا تھ اک ریانت دار ہند و بزرگ  
 اے جہرا مذہب اربہائیت انوں اشد نال ملاپ را ذریعہ قرار دیندا  
 اے۔ پر رانجھا جدوں عیال دار ہو کے وہی روحانی دولت حاصل کرن وہی  
 تنگ کروا اے تاں اڈ رانجھے اُتے اپنا دین مسلط نہیں کردا بلکہ اللہ وہی  
 برگاہ وچ عرض کردا اے :-

اسمان زمین داتوں وارث ترا بڑا نپارڑا رنگ دا جی

.....  
 کیوں حکم سے کھول کے پین کیجے رانجھا ہو جوگی ہیر تنگ دا جی  
 نے — حکم مویا درگاہ تھیں ہیر بخشی .....  
 تے نیرا نے مسک دے غلاف (تے رانجھے کے مسک دے مطابق) عیال دار  
 بن دے نوں روحانیت دان ہون تے مبارک باد دیندا اے :-

تاتھ کھول اکھیں کسپا رانجھنے نوں بھیرے جیہ تیرا کم ہو یا ہی رانجھی  
 جوگی بارے اد و ناسحت ایس نی ضروری سی کہ لفظ جوگی بہ تہ دے نوں  
 چننا بھلا بھلیا کھا پاندا اے۔ کیوں جے سند و مستہا لوجی وچ جوگی اک خاص  
 اصطلاحی معنی رکھدا اے۔ جد کہ وارث شاہ نے جوگی دا لفظ جوگ (جوگ  
 ہی مناسبت نال شاردن شدہ آدمی واسطے ورتیا اے۔ نیس طراں اقبالی  
 نے لفظ انوردی نوں عام معنیاں دے غلاف خاص معنی پہناتا ہے  
 نیس۔ ایسے طراں وارث شاہ نے 'جوگی' نوں اپنے عارفانہ رنگ  
 وچ خاص معنی پہناتے اپنا مقصد بیانیا اے :-

یس توں دکھ جوگی دا لفظ اصطلاحی معنیاں وچ ولی اللہ  
 واسطے وہی ورتیا اے۔ کہہ دے کہہ دے ایہوں لفظ نیسو تھے ہیراں

فقیراں واسطے ورتیا گیا اے۔ بہر حال اہمنوں صرف بند و متناہجی والے معنے پہنانا درست نہیں۔

اردو شاعر نے وح خوشی محمد ناظم دی مشہور نظم جوگی وچ جوگی بارے اک کھلیا  
ڈکھا تصور اے۔ ہورتاں ہور (جوگی یا جوتن ہن بارے اک سدھرا تصور  
عمر مرستاز جہاں گنگوہی (متوفی ۱۹۲۷ء) دی اک نوت وچ اچ ملدا اے۔

مورے من میں ہے اب توجہ گمیا ہنوں اور کل کے بھوت مدینے چلوں

سکھسی ہند کی نگری میں کہا ہے ریوں نہیں پیتا تو چھیں ذرا دیتی

وارے وارے پہ جاتی ہیں سکھیاں کبھی موری ارج کسی نے نہ تھی کہی

کبھی اپنی بڑ کنیا کو بیٹے بناؤ وہ بھی روتے پہ جان گنوا دیتی

### بال ناتھ پیر

وارث شاد نے بال ناتھ نوں "پیر زمر شاہ" آکھیا اے۔ اعتراض  
ایس بارے ایہ ہے کہ اک مسلمان دائرہ ابغیر مسلم کیوں ہو سکدا اے۔  
چٹی نظریہ ایہہ اعتراض بڑا وزنی لدا اے۔ پر جیوں جیوں گوہ کرئیے  
پڑتنے پاٹ دے باندے نیں۔ انھیرا کھارہ واجات اے۔ تے روشنی ساڈا  
ساتھ دین کارن سامنے آکھلوندی اے۔

پیر خدا نہیں بندا۔ اوہ خدا دا رستہ دس والا بند اے۔ رستہ کچھ گتہ  
نیں۔ جسے کوئی مسلمان پیر رستہ دس والا موجود نہ ہووے تاں اہدا مطلب ایہہ  
نیں کہ بندہ کڑ وچ آکے کہ ہے ای پیار ہووے۔ پر سوال ایہہ دے کہ  
جہڑا آپ لہرا ہووے اوہ کسے نوں کیرہ رستہ دسے گا۔ ۹۔

ایہہ بڑاناک مسئلہ اے۔ ایساں نازک تہوں تلوار دی دھانہ۔ ۱۰۔

ایتھے بولن دی نہیں جا اڑیا

پر ایس مسئلے نوں سمجھن لئی پلاں انیاداری دے کھاوناں گل کیتی جا رہی اے۔

ان انیاداری ہم حاصل کرن لئی مسلم تے غیر مسلم دی کوئی قید نہیں جسور علیہ السلام





اس اسلامی وراثت بارے پنڈت انند نرائن ملا دہی اک کتاب برصغیر وچ  
 نستند کے پالو رہی اے تے ہندوستانی عدالتاں ایس کتاب وچ بیان کیتے مسلیاں  
 موجب فیصلے کردیاں سن۔ تے پاکستان وچ وی نابا بھت سیرام دہی پذیرائی کے کیہ بند  
 یں اہل وراثت داسلم بھٹیا جاندا اے ۔ باطل نہیں ۔ بات صرف ایسی اے کہ  
 دیانت دانی پہلی منڈا اے پ ساڈے مسلماناں نوں یاد ہوا اے جاکہ اسلامی کتاباں  
 نامتبیہ "نول شوز" توں بڑی دصوم دصام مال چوسب دیاں ہندیاں سن جہڑا کہ غیر مسلم  
 ارادہ سی ۔ ایسے طرحاں ملکی ونڈ توں پیلاں مئی ہندو تے سکھ پبلیشر قرآن پاک چھاپدے  
 سن ۔ تے لوک اوہناں کوں خریدے خریدے دے بندے سن ۔ میدا اے کہ قاری تہذیب  
 مطلب سمجھ گئے ہون گے ۔

بہن دینی مانڈا مال ایس بارے گل کتھہ کہی جاندی اے ۔

۱۔ حضور علیہ السلام کوں بعض یہودی مسئلے ٹھچھن آوندے بندے سن ۔ آپ  
 اوہناں دے مسئلے اوہناں دہی کتاب موجب حل فرماندیاں فیصلہ فرماندے سن بعض  
 مسئلیاں بارے توہرات وچ تحریر ہون پاروں قرآن گواہی دیندا اے کہ اصل بات  
 کیہ سی ۔ یہودی حضور علیہ السلام نوں دیانت دار سمجھ کے ای مسئلے چھپدے سن جیڑا  
 اوہ آپ دے دشمن وی سن ۔ ایس توں ثابت ہویا کہ غیر مذہب دا عالم ہے دیانتدار  
 عورتاں اوہدے کوں رہنمائی حاصل کرنا گناہ نہیں تے جے اپنے مذہب دا عالم  
 یہ دیانت جووے تاں اوس توں رہنمائی مانگنا گمراہی اے

(۲) کوئی مسلمان شاستہ ہی یا کئی دہی زکری حاصل کرن توں بہرے ہندو یا سکھ  
 دہی دینی رہنمائی ۔ بائبل دہی مال) کر دیوے تاں ایہہ کوئی بڑی گل نہیں ۔

۳۔ کشت محبوب (اردو ترجمہ ص ۲۱) وچ حضرت داتا گنج بخش دہانہ دے ہنس  
 "بس کے حرکات خواہش کی پیروی میں ہوں اور وہ اس ت راضی توں نوودہی تتا  
 سے نور رہے گا ۔ اگرچہ مسجد میں ہو ۔ اوچس کی حرکات خواہش سے پاک ہوں اور وہ

نفس کی پیروی سے نفرت کرے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اگرچہ کایسا میں ہو  
(۴) حضرت داتا صاحبؒ کے مزاراتے تقسیم ملک توں چہاں فیض حاصل کریں  
ہندو تے دو جے غیر مسلم وی آوندے ہندے سن۔ ایسے طراں ہندوستان  
خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی کے مزارتے بلا تفریق مذہب لوک فیض پان جانہ  
نہیں۔ کیوں جے تصوت ہج اک ٹولا ”بہمہ اوست“ وایاں داسے بہڑے وصدقہ الوہ  
دے قابل نہیں۔

(۵) خزینہ معرفت ورج لکھیالے کہ کئی واری ہندو تے سکھ حضرت میاں  
شیر محمد صاحب شرق پورن رحمۃ اللہ علیہ دی خدمت ورج حاضر ہندے تے اوہناں  
ٹوں ایچ جا پدا جویں آپ اوہناں دے گورو (دو غید) ہون میاں صاحب وی  
اوہناں دی بڑی عزت تے خاطر کر دے (کیوں جے آپ سنت رسول دے بڑے  
عاشق سن۔ تے حضور علیہ السلام وی یہودیاں تے نصرانیاں مال بڑا چنکا ورتار  
و رتدے ہندے سن) غیر مسلم حضرت میاں صاحب توں فیض پاکے جہوں رت  
جانہ تے ناں شرق پوروں رخصت ہندے۔ حالانکہ میاں صاحب رتہ نقش بندی  
سلسلے دے بزرگ سن۔ بہڑے وصدقہ الشہود دے قابل تے سنت دے وڈے پیرو تار  
نہیں۔ ارٹھن انجیل برنا باس دا پچھے داتا اقباس نمبر ۲۴ اک واری فیہ پچھ مسئلہ  
حل ہو جائے گا۔

ایس طحاں دیاں بڑاں اشالاں دتیاں جیسا کہ ان میں سوال ایہہ وکے  
کہ رانجھا بال ماتھکل کیوں کیا بھلا کوئی مسلمان بزرگ اوندی رہی نہیوں و  
موجود نہیں سی۔

نہاں تک موجب حد مسلمان قاضی نے زیادتی کر کے میرے نوں، لکے  
نال کھیندیں دے پنے بنو دتا۔ تے ہونی چار چوہیرے ایسا دواں، کوئی تہنی  
یا ممدرد نہیں سی بہرہ و چارنی کھیزیاں دی قیادی ہو گئی۔ رانجھا دیکھاں ورواں دا  
ماریا۔ جاوے تے کہہ جاہے۔ آپتیاں ظلم دی حد کر چھیندی۔ پڑیاں نوں اپناں

نئی لکچر نہ کچھ ضرور کرنا چاہیہ۔ اسی لیے نے مشورہ دیتا ہے رانجھے نے جوگی داروپ  
 ہمارے اپنے مقصدوں حاصل کرن دا بیڑا اٹھایا ۔

دینی اناک نوں سامنے کیے تاں وی کہتے اچھے مقصد کارن کیے غیر مسلم توں جہ  
 اوس فن دا واقف ہووے رہنمائی حاصل کرنا کوئی بڑی گل نہیں جوہیں ایس دیاں  
 مثالاں پچھے دے آیاواں ۔ سید غوث علی شاہ قادری قائد رپانی پٹی بارے تذرہ  
 غوث مولانا شاہ گل حسن قادری (وچ لکھیا اے کہ اوہناں دے والد آپ نوں  
 مختلف مسلمان بزرگاں تے ہندو سیانیاں کول لے جانے تے بیعت کراویندے  
 چنانچہ آپ نے اُنی بزرگاں دے ہتھ تے بیعت کیسی سی ۔ جتھاں وچ گیارہ مسلمان  
 تے اچھے ہندوسن ۔

وارث شاہ نے جوگ دے سلسلے وچ جڑے شعر لکھے نیں اوہ تصوف دی  
 زونال جوگی تے فقر و ہاں واسطے اکوجھے معنے دیندے نیں ۔ رانجھے دا یقین ایہہ  
 سی ۔

رب پاک تے پیردی ہر ہاتھوں کئے کون مصیبتاں ساریاں اوسے  
 یعنی اوہنوں پیردی مدد دی ضرورت سی ۔ گل صرف راہ نچھن دی سی ۔ اپنا  
 دین تے مذہب تبدیل نہیں سی کرنا ۔ راہ کاہدے لئی نچھنا سی ۔ ؟

- ۱۔ رانجھے آکھیائٹ دی ہیر دولت جنم کالئے تے او تھے جائیئے
- ۲۔ اوہ رب دے نوراخوان یغما شہدے ہوکے جنم وٹا لئیئے
- ۳۔ اک ہونا رہیا فقیر مہتھے ذرا ایتمناں وی دوس لائیئے

یعنی رانجھا فقیر ہوکے نبتی نوردے "خوان نیئے" نوں حاصل کرنا چاہندا  
 سی ۔ ایس کرکے اوہنے جوگی کول جان دا ارادہ کیا ۔

- ۱۔ کیسے جوگی توں سکھنے سحر کوئی چیلے ہوکے کن پڑائیئے
- ۲۔ کسے ایسے کور دیو دی ہل کرے سحر سکھئے ان کھکاونے دا

رانجھا بال ناٹھ نال بدوں گل بات لڑا لڑاں اوہ اسلامی تعویف تے  
تھیوری موجب اسلامی اصطلاحواں ورتدا اے مثلاً :-

(۱) سانوں اپنا کرو فقیر سائیں - (۲) ایسں جیلدے تے تیسں پیر سائیں

(۳) بادشاہ سچارب عالماں دا فقراوس دے سین وزیر سائیں

(۴) فقر گل جہان دا آکر اے تاہن فقر دے پیرتے پیر سائیں

(۵) بنان مُرشدوں راہ نہ ہتھی آسے دودھ باجھ نہ رجھدی کھیر سائیں

(۶) تینوں چھڈ کے جائیے ہو کس تے وارث دستاںی خاہر پیر سائیں

(۷) بچھاں بدلاں دی عمر ہدیاں دی عورتیں نے پار نہ سیونا ایں

(۸) جوگی چھڈ جہان فقیر ہوئے

(۹) واٹ شاہ خورب دے رنگ تے

گوہرا آب ہے رب دے رنگیاں دا

تے جدوں رانجھے دے مقصد دی گل سمجھوں نکل دی نظر آئی — اوہ تو بال ناٹھ

نال کھیرن لگ پیا ۔

رانجھے اکھیا مگر نہ پو میرے ذرا قبر دی نظر سٹائیے جی

اکوارجو دستاں چھڈو گھڑی گھڑی نہ گورو اکا سئے جی

کرتوت جے ایہو سہی سبھ تیری چھو ہر ٹھگ کے یک نہ لایئے جی

یعنی بال ناٹھ اوہنوں جوگ بارے تعلیم دینا اے۔ پر رانجھے نوں جوگ

نال کھیر لگے ۔ اوہ دے سامنے تاں اک مقصد سی —

ہور کم ناہیں فقر ہونے دا وارث رکھنا ماں غم یار دا میں

ایہہ گل سن کے بال ناٹھ جوگ دے سارے چکر تھیل گیا۔ اوہ سمجھو نیا کہ ایہہ کس

مقصد کارن آیا اے۔ پر اہے گل نہیں کھول دا — ہُن اسلامی انداز دیاں

نصیحتاں کردا اے۔

(۱) کھا رزق حلال تے سچ بولیں (الہامی)

(۲) بھڑچوریاں یاریاں دغا جٹا بہت اوکھیاں ایہہ فقیریاں نہیں  
تے اخیر جدوں رانجھا ہیر داناں لے کے اپنا مقصد بیان کر داسے۔ تاں  
بال ناتھ اوہدے واسطے دعا کر داسے۔ جہڑی قبول ہو جاندی اسے۔ تے رانجھا  
اک جوگی کولوں فیض یاب ہو کے اپنے راہ پیند اسے۔

وارث شاہ جان ناتھ نے حکم کیتا ہندا اٹیوں پتر اہویا ای  
قرآن مجید وچ ارشاد اسے۔ قُلُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ یعنی  
لوکاں نال سوہنے ذہنک نال گل بات کیتا کرو۔ فاس "وے وچ مسلمان تے  
غیر مسلم سارے اہاندے نیں۔ جوئی ارشاد باری اسے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
اعْبُدُوا الرَّسُولَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَتَّقُونَ ۝ (بقرہ: ۲۱۰)

اسے سارے زمانے دے لوکاں اپنے رب دی عبادت کرو جہنے تہانوں تے  
تہاتھوں پہلے لوکاں نوں پیدا کیتا۔ تاں جے تیس متقی بن جاؤ۔ سارے لوکاں نوں  
مخاطب کرن دی وہہ کیہ سی؟

قرآن موجب وجہ ایہہ سی کہ:- الَّذِينَ يَتَّقُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ  
مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِمْ أَنْ يُقْسِدُوا  
فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرُ ۝ (بقرہ: ۲۴) بہڑے لوک  
اللہ نال پکا وعدہ کر کے اوہنوں توڑ دے نیں۔ تے جہڑی شے نوں رب نے جوڑن دا  
حکم دتا سی اوہنوں وکھ کر دے نیں کٹ کے۔ تے زمین وچ فساد کھلا ر دے  
نیں۔ اوہ گھانا پاؤن والے لوک نیں۔

ایس آیت وچ جس "عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ" دل اشارہ آ  
مفسر ان موجب اوہ روز راست والا عہد سی۔ جس وچ اللہ پاک نے سب  
انساناں دیاں رُوہاں نوں جمع کر کے پچھیا سی "کیہ میں تہاڈا رب نہیں؟" تاں  
سبھناں "ہاں" کہہ کے اقرار کیتا سی۔ پھر جدوں اوہی رُوہاں مادی دنیا وچ

ایاں تاں مادہی حجابات پاروں اوس عہد نوں بھلئیاں۔ حضرت ابی بن کعبؓ  
موجب ایس آیت وچ عہد امتد توں اوہی "وعدہ" مراد لے۔

جدوں ایہہ عہد ہو گیا۔ تاں اللہ پاک نے فرمایا۔ میں ایس وعدے  
بارے زمین تے آسمان توں گواہ کرنا واں تے ایس اقرار دا چیتا کران لئی  
میں تہاڑے ول نیں تے رسول بھیج دا رہواں گا۔

چنانچہ اللہ پاک ہر زمانے وچ مختلف نبی تے رسول مختلف قوماں وں  
بھیج دا رہیا۔ تے اوں لوک ایہناں نبیاں دے تعلیم موجب عمل کرے سے  
پر افسوس کہ بعد وچ اوں وائے لوکاں لئی اوں تعلیم اسلی تے زور نہ نہی  
سگوں اوہدی شنس وگاڑ روتی گئی۔ تے ایہہ ٹراہی پھیلا رہا گئی۔

نہر جدوں حضور علیہ السلام نے ساری دنیا دے لوکاں توں ایہہ  
تے اسلام دا ربی حکم پڑھ کے سُنایا۔ تاں بہت سارے لوک اپنا عہد  
بھل کے آپ دے دشمن ہو گئے۔ رب دا مقصد سچاں بیان کرنا سی۔  
زور ا زوری کسے نوں سپائی منہ تے مجبور کرنا نہیں سی۔۔۔ سو فرمایا  
اللہ اکبر اہ بنی الدین۔ "تین دین وچ دھٹکا کوئی نہیں۔"

جد کہ کھلئی سچی بات تے جھوٹ۔۔۔ یوں جے کہہنا کیتیاں دھٹائی تے  
فسار بھیل دا لے۔ تے اللہ پاک نوں فسار بسند نہیں۔ سو اونھے اپنے  
آغز، نبی، میں ماہ اعوان کر دتا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ  
وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَتَّعِبُكُمْ  
تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ  
لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ اللَّهِ

تے نبی اکھائے اے مطلب میں میں پوجدا اوہنوں نہیں اسیں

چو صدے او۔ نہ تئیں پوچھو (اومہنوں) تنہوں میں پوجناں نہ میں پوجاں اومہنوں صنو  
تئیں پوجیا نہ تئیں پوچھو جنہوں میں پوجاں۔ تئیں اپنے راہ چلدے جاؤ میں  
ایت راہ چلا جاواں۔

غیر مسلم حضرات نال ہے وسیبا رکھن دا موقع ملے ناں رب دواں مسلماناں  
دی تسلی واسطے فسارنوں مٹان واسطے ایہہ امن لکھت اے۔ جہڑی رب  
نے اپنے پیارے رسول راہیں مسلماناں نوں تعلیم کیستی۔ مطلب ایہہ پئی ہے کوئی  
غیر مسلم قوم امن نال بہن لئی تیار ہووے ناں اومہنوں اوہدے حال تے چھڈ دیو۔  
ایہہ کہہ گئے کہ "اے پتکھڑ واری"۔ یعنی تہانوں تہاڈا دین  
مبارک مینوں (رسالوں) ساڈا دین۔ بارک۔ رمودزل مل کے امن حسین  
نال۔ جویں حضور نے بیوریاں نال امن دا معاہدہ کیتا سی۔

دارت شاہ نے جس زمانے وچ بیرکھسی۔ اوہ سیاسی افرانڈی رازانہ  
لکھا شاہی دارو۔ وہ سی۔ مسلماناں دی حکومت نوں زوال نے گھیر لیا سی۔  
مسلماناں دی سیاسی حالت بڑی پتی سی۔ ملک وچ اٹھی پئی ہوئی سی۔ بقول  
دارت شاہ۔۔۔ حالات اوس ویلے ان۔۔۔

من براں اوہ سیاہی بھرن۔ ملے دیں دے درج تیار ہوئی  
تہاں۔ دیں تے جنت سردار آہے گھر و گھری جان نویں بہار ہوئی  
اشراف خراب کھیں تازد۔ زمیندار نوں وڑی بہار ہوئی  
پوچھو مہی یا رتی، پاکد امن بھوت منڈی اک۔ دو پھار ہوئی  
وارٹ جنھاں نے آسیا پاک۔ کلمہ بیری تہانڈی ماتبت پار ہوئی

ایتھے حالات ہجوں وئی پیش آئے قرآن نے اس تائم رکھن لئی نال لک

دے وسیبیاں نوں امن سیبا دتا۔ جویں ارشاد اے :

"اے نبی! کہہ دے اے اہل کتاب۔ اوک ایہی صل وول اے ایسا رہیے

تہری ساڈے تے تہاڈے وچکار اوتہن اے۔ یعنی اسیں اتہدے دے دے دی



بندگی نہ کرئیے۔ اوہدے نال کسے نوں شریک نہ بنائیے۔ تے ساڈے وچوں کوئی  
 وی اللہ توں سوا کسے نوں پتار ب نہ بناوے۔ (قرآن ۳ : ۶۴) ماہِ بولکان  
 نوں دعوتِ سورد کافرون وچ اے۔ ایٹے اہل کتاب کو مخاطب، ایٹا اے۔  
 مطلب ایہہ پئی اسلام امن دے مقابلے وچ فساد نہیں جیا بند ا۔ بعدا نوں مسلماناں  
 دا کسے وی قوم نال واہ ہووے۔

وارث شاہ نے سیاسی افراتفری تے مسلماناں دی پئی حالت دیکھدیاں جس  
 انداز نال پیار تے محبت دا پرچار کیتا اوہدی مثال سرسید دیاں نو مشتمل ورت  
 مل سکدی ہے۔ بیوں تے سرسید احمد خان۔ نوں دنیا جے کھنٹی تھیاں تھئے  
 ۱۸۵۷ء دی جنگِ آندانی وچ مسلماناں دی شکست کھان نوں بعد تیریزے  
 اہل وچوں ایہناں دے خلاف نفرت د جذبہ نکال لئی تھیں مئی دہن دجا بار  
 لادائی سی۔ وارث شاہ نے مسلماناں دے خلاف سکھیاں تے بند وں دی نفرت عم  
 کرن لئی پیر تے رنجھے د قہقہہ منظوم کیتا جس وچ دو سروکاٹے تھی۔ کس  
 پاسے ایہہ قہقہہ اسلامی کاندناں انسان دی آپ بڑی اے۔ تیریزے تھی دیاں  
 جاگد اے تے ہٹھلیاں دے با تورا انسان دے اندر لئی اناس پید کر دے  
 دوسری قوط دے سرداراں وں عورت آد کرنا ساڈے رسول جکا اٹھا تے  
 عین وصابق سے پر اہر مطلب ایہہ کہ تو نہیں ہو یا نہ عورت نہ  
 پتارین چھان دے برابر اے۔ دین بارے اوہی فایہ لائے۔ لکھ  
 دینکے وٹی جین دتھو ایں تانوں مبارک۔ سا انسان مبارک۔  
 میر وارث شاہ ورتی اتہ پاک دین خاص مہاں نال بعد نال اے۔  
 کہ ایہنوں ہند و پرست دے تان اوہ تکھدا اے کہ تیری اہل خزانے مسلمان  
 پرست اے تان اوہ ورتوں اپنی کھتا سکھدا اے۔ تے بے کوئی نو پوس  
 اے تان اوہ اپنی کھتا کہانی سمجھ کے ایہنوں بیٹھ نال لایا اے۔ پر  
 وارث شاہ پتے رب دایا جباری اے تے دین اسلام نوں اپیان وتی

واہ لگدی توں ڈھل نہیں کر دا :-

- (۱) وارث جنہاں نے آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہا ندی عاقبت پار ہوئی
- (۲) سانوں دھرم تے شرع دا خوف رہند جویں موسیٰ توں خوف کوہ طور راہی
- (۳) وارث شاہ تے جمد مومناں توں حصہ بخشنا اپنے تور راہی
- (۴) وارث شاہ تمامیاں مومناں نوں دتھیں دین ایماں اتھامیاں
- وارث شاہ دی ہیر پڑھ کے علاقے دے لوک اک جگ ہونا شروع ہو گئے ۔ او دھر سیاسی حالات نے پٹا کھا دا ، تے نادر شاہ تے احمد شاہ ابدالی نے حملیاں توں بعد ۔ انگریزاں دے پیر ہور مضبوط ہونے شروع ہوئے
- ایدھر رنجیت سنگھ احمد شاہ دی "رضامندی" نال حاکم بن بیٹھا ۔ تے اوہنے انگریزاں نال ویر سہیرن دی تھان پیار دی پالیسی اپنائی ۔ پر اوہدے اکھیاں میٹن توں بعد بڑی چالاکی نال انگریزاں نے پنجاب اُتے قبضہ کر کے سکھاں کو لوں حکومت کھوہ لئی ۔ تے امن دا دور شروع ہوا
- امن ہر پاسے انگریز بہادر دی حکومت سی ۔ لوک امن نال رہندے سن ۔ قتل تے نارت گری نہ ہون دے برابر سی ۔ جیسے حالات وچ ہیر دا چرچا ہر مذہب تے ملت دے لوکاں لئی کھج دا سبب بنیا ۔ دائریاں تے مکھیاں وچ جٹ دے جنت بہہ کے ہیر نس دے ۔ تے وارث شاہ دے گن گاونڈے ۔ ہر اک نے دل وچ وارث شاہ دیاں گلّاں وی عظمت نگھردی جاندی سی ۔ اورک بعضاں آکھیا ۔ وارث شاہ صرف مسلماناں دا ای نہیں ۔ ساڈا دی اے ۔ کیوں نہ کہندے ۔ وارث شاہ نے پیغام ای اجہا پٹا سی ۔ جہڑا قرآنی تے صوفی تعلیم دے بالکل مطابق سی ۔ جس وچ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" نال نال "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" توں وی مخاطب کیتا گیا سی ۔ کیوں جے ہیر رانجھے دی عارفانہ کہانی کسے یہودی ، عیسائی ، مسلمان ، ہندو یا سکھ دی کہانی نہیں سی ۔ سگوں ایہہ تاں بابے آدم توں لے کے قیامت تک ہر

انسان دی کہانی اے جس توں آؤن والے ہر زور دا ہر بندہ بانٹالے سکدا اے۔

## عیالی = منکر نکیر

وارث شاہ عیالی نوں "منکر نکیر" قرار دیندا اے۔ ایہہ اوں دی نویں سلی  
اٹل اے جوئی ہیر روح) نوں کھیڑا عزرائیل لے گیا سی۔ او تھے روح  
اکلی روح دا معاملہ۔ ایتھے رن رانجھا (قلبوت پیدن) وی آجاتا اے بقصد  
وارث شاہ دا صرف ایہہ ہے کہ او دقبر دے عذاب دا چیتا کرادے۔ تاہی  
جے انسان رب نوں بھلا کے کھیڈ۔ تماشے وچ ای تہ زحیم رہا کرے۔ کیوں  
جے دنیا وچ انسان کہندا اے جگ مٹھا۔ اگلا کس نے ڈٹھا ؟  
کدی او کہندا اے کہ رب میرے کولوں حساب کتاب کھچھے گائیاں نیں  
انج کہواں گھا۔ انج کہواں گھا وغیرہ۔ پیر وارث شاہ دسا اے کہ او تھے جھوٹ  
بولن دی جرات ای نہیں بنی۔

یوں کہتے کہ یوں کہتے گرسا منے آجاتا سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

رانجھا کہندا اے

میں ننگ باشی چلے کنبھ میلے ہمیں پنجھی سمندروں پار دے جی  
باراں برس پھرے باراں برس بہند۔ ملن والیاں دی کل تار دے جی  
وارث شاہ میاں چارے جگ بھونہ سے اسیں قدرتاں کو دید مار دے جی

عیالی او دی کھچروندی ا بجانڈا انج بھن دا اے

ووتاں چاک سیالاں داناں دھیدو جھڈ کھچر لوڈ گل ہنجا دے جی  
میں چوک دیاں جی ہر دھنیاں داناں داسیں وچ بارے جی  
تیرا مہنا میر سیال تائیں خبر نام سی ورت سنسار دے جی  
ٹھس با اتھنوں مارٹٹ میں کے کھڑے ات چڑھے بڑے ہنجا دے جی

اگے وارث شاہ قبر دے عذاب ہل نٹھا ڈھنٹھا مارہ کر جاندا اے۔

مارچور کر ستن ہیں ہڈیوں کے ماتہ ندر نذاب قہار دے ہی  
 وارث شاہ جیوں گورہ ج ہڈیوں کی کزناں ناں مامی گنہگار دے ہی

## وارث شاہ اُتے الزام

بعض نادان وارث شاہ اُتے الزام لاندے نیں کہ اوہنے ہندو متھالوہی  
 پر چار کیتا۔ ہن و عتھالوہی دا ذکر تاں وارث شاہ نے ضرور کیتا اے۔ پر چار  
 کوئی نہیں کیتا۔ ذکر ہو رکھل اے۔ تے پر چار کرنا ہو رکھل اے۔ قرآن و حج فرعون  
 بارے آؤندا اے۔ فَقَالَ اِنَّا رَبُّكَ الْاَعْلٰی — فرعون آکھیا  
 میں اُن تہاڈا سب نوں وڈا پالن مار — ایہہ آیت قرآن و حج ہو جو دے  
 پر آیت تاں کسے نے کہی وی ایہہ نہیں کہیا کہ معاذ اللہ قرآن و حج فرعونیت دا  
 پر چار کیتا یا اے۔ اوکھے امن مال رہن لسی "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ  
 الْاٰیۃِ وَنَبِیِّ مُحَمَّدٍ اے پر کسے نوں معاذ اللہ اعتراض دی جرأت نہیں ہونی  
 اوکھے مجبوری یاروں جاھد و ابال کفار۔ دا آرڈر ہی ملدا اے تے قاتلو  
 ھم۔ حکم دی رتے و غلظ علیہم۔ امدونی۔ پر ایہہ سب کجھ او اوں کجھ  
 ای جانڈا اے بدتا فساد رخ نہ ہو جائے۔ جدوں فساد دُور ہو جائے او دوں  
 جنگ ای مناسی اے کیوں بے فساد جنگل توں وی بھیر ہندا اے۔ ہوں  
 تے توں کجھ ملدا اے کہ اے نبی ایتے کافر تہانوں صلح سی آکھن تاں من جیا ایتے  
 ۔۔۔ وغیرہ صلح دی پیش کش عموماً اوہی کردا اے جہڑ ڈوگا ہووے تے اُٹھن نبی  
 اوہنوں بہت دی لوز ہووے۔ فتح تے شناسیت کہی مسلماناں ول رہن جا  
 اے کہ نبی زوتہ ان ول۔ کیوں جے قرآنی فائدے موجب تکلف الایمان  
 نڈا اولکھا بیان الشاس یعنی ذان راہیر ہندا ای رہندا اے۔  
 وارث شاہ نے پوری میروں کتے ہن اسام دی نندیا نہیں کیتی تے نہ  
 لکھ دی وڈیالی ہستی۔ بھٹھے وی ادسوں موقع لگدا اے۔ اوہ اسلامی پرچار توں

الذرا نہیں پر کدھرے کدھرے اود ریاکار تے جھوٹے تے فری مسلماناں دیاں تے پندرہ  
 سرداں تے تاں جے اوہناں دی اصلاح ہو جائے۔ مثلاً جھوٹے فقیراں تے مکتیاں  
 بارے کت اتے۔

راجھا۔ ہوکا پھرے دیندا پنڈوچ سارے آؤ کسے فقیرے ہوونا ہے  
 منک لکھا ونا کہہ کاج رانا۔ پوجارناں تے نہ کجھ ہوونا ہے  
 دیہاری۔ سب روز کار کانا۔ ساہ پھر منٹ۔ ہوونا ہے  
 خوشی اپنی اٹھنا سیاں ورثاں تے اپنی مندرے سوونا ہے

وارثتے تاراپو پوئیاں۔ درود پڑھنے اتناں دن دن سائوں اسائی تہا۔ توی۔ سائوں  
 اسلامی معاشرہ تھی کہ ساریں معلومت درود پڑھ کر اے جسے جسے غیر  
 آباد نہیں تھناں جس مذہب اتاری مناسب تے ملک دے مائے۔ سیک اتے  
 اوہ تے مذہب تے رہو۔ احترام کردے نہیں۔ تے ایہ لکھ پاندے  
 نے وی مسلماناں نوں تعلیم پھیلے تے رہنیں۔ تے پرستار دے بتاں تے  
 بانیوں۔ بتاں اوہ تے۔ وچ تہا۔ تے اتوں سرائی لگ پھیں۔ تے  
 دے مشترکہ وسیدیاں دے نہ تہا حالت نوں سامنے رکھیاں۔ تے  
 ہن کسے اپنی دل آزی نہیں کہیتی۔ نہ تہا تھی کل کہتی اے تہا  
 پندی۔ اے رسول دے دیں کل ہویں اٹھیا تیں

۱۳۱۔ شاد مازد فوسن۔ تے سزاں لہا اوہ پند۔ تے ای  
 (۱۴)۔ تہا تے اتوں تھوئی ہو راجھا مکتیاں تے تھیاں تے  
 تے تھیاں تے تہا تے تہا تے تہا تے تہا تے  
 تہا تے تہا تے تہا تے تہا تے تہا تے

۱۳۲۔ تہا تے تہا تے تہا تے تہا تے تہا تے

(۵) سبھو جگ نانی اتورب باقی حکم آیا بے وج قرآن میاں - (توسید)

(۶) وارث شاہ اود سدا ای جو تہدے نیں جھناں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

ایس شعرو ج اک حدیث دل اشارہ اے

ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار  
یعنی اولیاء اللہ دی موت تاں بس انج ہندی اے جو یں اوہ (موت دی پاکی  
وج بیٹھ کے) اک گھروں دو بے گھرؤل پھلے جان۔ ایس گل نوں سلطان  
بانجواں بیان کر دے نیں۔

نام فقیر تنہاں دا بانجواں قبر جھناں دی جوئے

ایس موضوع بارے ویروے نال تے کھل کے، اگے جا کے کدھرے جان  
پرواں کما۔ ایٹھے ایساں ای کافی اے۔ اوہن مڑ کے عیالی تے رانجھے بارے گل  
بات کریں۔

رانجھا: عیالی دیاں کھریاں گماں سس کے تہاں، دن کو شمش کر دا اے۔ تے  
آہن اے۔

اجر دھپار نامک پیئیراں دا کہہ بائیں شیطان دا تو بیا ی

بھیڈاں چا کے تہتاں چوڑنائیں کہہ غضب فقیر تے بویا ای

تے عیالی اگوں آہن اے کہ کھریاں گزارہ نہیں ہوناں، پر

رانجھا فیر دی چکر دیں دی کو شمش کر دا اے۔ قبر دا سین ایٹھے تم جو پاندا

اے اگوں جہڑی گل بات ہندی اے اوہ دوالسا ناں وج ہون والی گل

بات اے۔

پرداں جا بٹا۔ سانون چاک آکھیں اسیں فقیریاں نامہ پیر میاں

نام مہریاں دے سانون ڈرن آہن۔ رانجھا کون تے کون ہے ہیر میاں

جسا چاک بناؤناں ایس جوگیاں نوں ایہا ہیو آوے سناں چیر میاں

نہ تہر تہیے نال جوگی آکھیں۔ ود را پٹیا نیس میاں

تے اگوں عیالی مذاق نال آسندے اے ۔  
 ہستہ جوڑ عیالی نے پیر کمپڑے کھیل گیا چیاں کشتہ پیر میاں ۔  
 نسین پار بندروں رہن واسے ساڈی بخش اسوا ایہہ تقصیریاں  
 وارث شاہ دی غرض بناب اندرسن ہووتا نہیں دگیبر میاں  
 تے فیرا نچھے نوں بہر دے پینگھیاں جھوٹن توں لے کے وہرے دیان  
 نمک ساریاں گھلاں بڑے وقارتے آدرنال دسد اے ۔  
 پرہاں جا بٹھا مار سٹھیں لے نہیں چھپدے یار کواریاں دے  
 عشق تے مشک چھپے نہیں رہندے (میں رانجھا مٹھا پے جاندا اے تاں جے ایس  
 جھگڑے پاروں کدھرے اوھدار از فاش نہ ہو جائے تے منت کر دالے کہ  
 وارث شاہ نہ بصیت صندوق کھلتے بھانویں جاندا جند ماتھ جائے  
 تے فیر عیالی ترس کھا کے آہندا اے ۔

اساں ہس کے رانجھنا گل کیستی جاندا لے واہ جے لگدا ای  
 ڈٹ رہے نہ جیوے وقت نئی یہ عشق الہیہ اراگ ۔ ای  
 جاہ دیکھ معشوق دے نیں ثونی تینوں نت الہیہ اراگ دا ای  
 نے کے نڈھڑی نوں کھسک جا چاہا ہس پیاک نہ ساڈڑا لگدا ای  
 وارث کن پائے مجھیں چار مولیوں اجے تیک الہیہ اراگ دا ای  
 آئندہ نہاں وقت (comromise) ہو جاندا اے ۔ رانجھا بدن  
 اپنی پیر (روحانیت - روح) نوں حاصل کرن لئی اگماندہ و دھدا اے جیویں اک  
 انسان دنیا و ج رہندیاں ازلی محبوب نوں راضی کرن لئی منجھ پیر بار دا اے ۔ رانجھا  
 وی اچ ای کردارنگ پورا پڑ جاندا اے ۔ رنگ پورا و ج کھود تے کڑیاں پانی جہ  
 رسیاں سن ۔ رانجھے نوں دیکھ کے کجھ رمز و امیاں دچھے و ج سمجھ ٹیناں پٹی ۔  
 یار بہر دا بھانویں تے ایہہ جوگی کسے بھیا تے نہیں دستیا ای  
 فیرا وینے بن چھان کیستی کہ واقعی اوہ بہر دے چند آئیالے ۔ عدوں تعدی

جوگئی ماں بڑا خوش ہو یا۔ پہلاں جوان مندے تے فیر کڑیاں اوہدے دو اے نٹھے  
 ہو کے بہ نٹھے۔ تے راجھا گل ہلان کارن منھی انداز وچ (تے مثبت نتیجے نئی) بند  
 اے نہ۔ "ماہی مندے یو گھری نہ جانتا ال مست کلا جوئی آوڑیا

کتیں اوسدے دشمنی مندے نین لہری پٹے سہ چہرے منا وڑیا

مندیاں ماں کبہ نکل کرنی ہی اوہ تے منھی بند زسی گل کرن دا جوئی آہندے  
 نہیں۔ "دھیے نی باکم کر۔ نوٹھیں نی باکم کر۔ اسل وچ اوہ کڑیاں نوٹھ  
 گھریا جا کے اپنے بارے ضرور ذکر کرن دی چٹیاک مارہیا سی۔ سو کڑیاں گھرو  
 گھری اے جوئی بارے گلاں کر دیاں نہیں۔ سے

کڑیاں دیکھ کے جوگی دی طرح ساری گھری بندیاں بندیاں آہنیں  
 ماے اک جوگی ساڈے نگر آیا کتیں اوس نے مندراں پائیاں نہیں  
 پریم ستیاں اکھیاں رنگ بھریاں سدا گوہریاں لال سوانیاں نہیں  
 خونہیں بانگیاں نٹھے دے نال بھریاں نیناں کھوایاں سان چڑھائیاں تیں  
 اٹھے پر اللہ نوں یاد کر دا خیر اوس نوں پاؤنداں مائیاں نہیں  
 نہ کوئی ماریا نہ کسے نال لڑیا نینتاں اوس دے چہہ ہراں لایاں نہیں  
 تے سہتی وی اپنی "بھرجانی" ہیر نال گل کر وی اے۔

گھر آنتان نے گل کیتی ہیرے اک جوگی نواں آیا نہیں  
 کتیں اوسدی دشمنی مندراں نہیں گل ہیکلاں عجب سوہا یا نہیں  
 نالے گاؤندا تے نالے رووندا اے وڈا اوس نے رنگ مچایا نہیں  
 ہیرے کسے رنجوش دا ادہ پتر روپ تہہ توں دہن سوا یا نہیں  
 تے اپنے وچ کڑیاں وی ہیر کول پہنچ کے راجھے بارے دشمن لگدیاں نہیں۔

پھرے ڈھونڈ دا وچ حویلیاں دے کوئی اوس نے نعل گوا یا نہیں  
 کالی اکھدی پریم دی چاٹ لگی تا ہیوں اوس نے سیس منایا نہیں  
 کالی اکھدی کسے دے عشق بچھے بندے لاه کے کس پڑا یا نہیں



وارث شاد فقیر آں نہیں خالی کسے کارنے دے آتے آیا نہیں  
ہیر چہاں ان اوہدی اڑیکوان سی سہتی تے کڑیاں توں جوگی بارے سن کے  
وہے تاں کھچے گئی ۔

تساں اد جید کئی گل کیسی کھلی تی ہی میں سڑھ گئی جے نی  
گئے ٹٹ تران تے مقل ڈبی میرے دھو کلجرت ہی جے نی  
کیویں کئی پڑا کے جیوند اے گھاں سس ریاں ای چند گئی جے نی  
وہ اڑکھڑا رو فاماں جہوں سنیاں مٹھ میت کے سر بہہ گئی جے نی  
جس دے سو منے یار دے کن پائے او دماں نہ طری پڑ ہوئی جے نی  
وارث شاد پیرے گھاں ناں بھیا خلقت او سد گز کیوں ہی جے نی

سیر..... نوں رانجھے تے ترس آوند اے کیوں جے او سنے صرف ایہدی فہم  
اینے دکھ جھلے نیں۔۔۔ رانجھا کون ایں۔۔۔ آدمی۔ انسان۔ نہ ہیر۔۔۔  
روح۔ روحانیت۔ رب ذی رضا۔ رب ذی محبت۔۔۔ رب واقب۔۔۔  
نے اخیر رب دادیدار۔ جہدے گے کائنات دی ہر شے نکھداے۔ محبوب نوں  
حاصل کرن لئی اپنی جان دی قربانی دینی پورے تاں معمولی گل اے۔  
وارث شاد محبوب نوں تدوں پائیے بہوں اپنا آپ کو ا لئے

نجیل برنا باس دا اقتباس نبرائٹ کے پڑھو جس وج اک کھیت خریدن  
دا ذکر اے جس وج خزانہ دفن اے جے بند اپنے کرتے دے عوں ہون  
کھیت خرید لوے۔ تاں او جنوں مہنگا نہیں سمجھنا چاہیدا۔ کرتہ کہہ اے۔۔۔  
ایہ فانی بدن جھنھے اوٹک فنا ہونا اے موت شہادت راہیں وی آوندی  
اے۔ تے منجھی آتے اڑیاں رگڑیاں وئی۔ پر شہادت دی موت بارے رب فہم  
اے۔۔۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ  
بل احياء، ولان لا تشعرون ہ۔۔۔ جہڑے رب دے رستے  
وہی رگڑیاں جان مارہن ادہتاں نوں تیس مردے نہ آکھو سگوں اوہ جیوندے

نیں۔ پر اوہناں دی زندگی تہاڈی سمجھ توں باہر اے۔

ایہہ زندگی تلوار نال جہاد کرن وایاں نوں مل دی اے۔ جدھی سند قرآن توں  
مل دی اے۔ حضور علیہ السلام فرماندے کہ جہاد دو طرح دا اے۔ اک جہاد اصغر۔  
دو جہاد اکبر۔

جہاد اصغر تلوار نال اللہ تے رسول دے منکراں دے خلاف جنگ کرن لوں  
آہندے نیں۔ تے اپنے نفس امارہ نال لڑ کے اوہنوں زیر کرتا تے اللہ تے اوہدے  
رسول دے حکماں مطابق زندگی گزارنا تے متقی تے پرہیزگار بن کے جوہانے مرنا  
۔۔۔ جہاد اکبر اٹھواندا اے۔ ہن غور کرو جے جہاد اصغر والے رب دے حساب  
وچ "بلک اخیاء" یعنی جیوندے نیں تاں جہاد اکبر والے گروہ جنھاں وچ  
ایہہ کرام، صوفیا تے صالح لوک شامل نیں کیوں "موتے" گئے جاسکدے نیں  
ظاہر اے کہ اللہ دے دربار وچ اوہ وی حیات نیں۔ جے جہاد اصغر وایاں توں  
(قرآن موجب) رزق ملدا اے تاں ایہہ وی ضرور رزق دتے جاندے نیں۔

بقول وارث شاہ۔

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنھاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں  
(نوٹ) ایہہ پیار ہووے کہ جہاد اصغر دے "شہیداں" دیاں بیوگاں توں عدت  
نوں بعد شریعت وچ (جے اوہ چاہن نکاح) شادی دی اجازت اے۔ اہد مطلب  
ایہہ ہو یا کہ شہید دی موت نام موت دا حکم وی رکھدی اے۔ جھانویں شہادت  
ہمیش دی حیاتی دا سبب وی بن دی اے)

**سہنی = موت**

راجھا چاہندا اے کہ میں ہیر نون حاصل کر کے ہمیش دی حیاتی نئے  
نجات پا جاواں۔ ہیری چاہندی اے کہ ایہہ (انسان) میرے نال جڑا د  
کے نجات تے ربی دیدار وی دوست نال مالا مال ہو جائے۔ پر دنیا وچ دو سہنیاں

نیں ہڈیاں ایس نوں ہر ویلے چکر وچ رکھدیاں نیں۔ اک اہلیس۔۔ جہدا  
 کردار سیدو نے ادا کیتا۔ تے دو جا کردار۔ موت اے۔ پنجوں ہیر دی  
 نشان سہتی ادا کر رہی اے۔ موت توں بندہ ہر ویلے ڈردا رہندا اے کیوں  
 جے زندگی تے موت دے وچکار فاصلہ بالکل محسوساً جھیلا تے۔ یعنی زندگی تے  
 موت دا مابیناں آپو وچ مل دا اے۔ جے بندہ عقل توں کم نہ لوے۔ یا کسے ویلے  
 ذرا ونی گھسیا ہو تباہے تاں ایہناک موت اوہدا مقدر سو جاندی اے۔ جیہنا  
 نقصان ایہہ ہندا ایہہ ہندا اے کہ اوہ جس مقصد کارن ایس دنیا وچ آیا اے  
 اوس توں وانجیا رد کے دنیا چھوڑ جاند اے۔ ایس کر کے کم ایہہ ہے کہ  
 اپنی جان دی "رکھیا" ہر حالت وچ ذہن اے۔ سوائے جہاد دے کہ ایس وچ  
 کتھن دکھانی مرن توں ونی بجیہ ذہنی عمل اے۔ ایس کر کے حضرت علی زمانہ سے  
 نہیں کہ بندے (مومن) دی سب توں وڈا ہتھیار موت اے جیہنا جہاد تے  
 نیکی دے پرچار وچ موت توں نہیں ڈرنا پیا۔ جہاد کیوں جے نہ ڈرنا ونی زندگی  
 اے۔ شیراں والی زندگی تے ایس وچ مرن توں پھیل سہیش دی جیانی ہتھیار  
 توں عمل جاندی اے ایس کر کے جہاد دی نور نہیں۔

اودھرا بچھے دی سہیاں پھیراں نہ پیاں میں تے ایہہ سر

بیکل وچ جوئی چوری ہیر رووے کتھن پیر نہ پلٹیا سو

دونوں اک دوتے نوں حاصل کرنا چاہندے نیں پر دنیا دیاں آلاشاں راہ

وچ رکاوٹ بن جاندیاں نیں۔۔۔ رنگ بوردیاں تریاں۔۔۔ تھے نوں پھوٹھو کرنا

چاہندیاں نیں۔ اوہ کتھن پیاں نیں کہ امدے بھانے ایس اسنوں پانیا نہیں

۔۔۔ حالانکہ ہیمہ ہدی ہل سے

۔۔۔ جان راست نہ چاک لہتھا، جیوسد کے ایس توں جہاد ہے کی

ہیر کھیڑیاں ناں پیار ڈا ہڈا۔۔۔ جیوں لاکے اک ایہہ اسنوں

دیہ اوہ ہیر دے ہونجیاں دی کوشش کر دیاں نیں۔

اجوئیڑے وے ویڑے نوں کرو پیر اذرا میر دی حرف دھیان کیجے  
 دیر لہو مہرا چلو وکھا سیائے سہتی سوہتی تے نظاں کن کیجے  
 پورا بھانجا نمان بن کے دھپتے بیٹھا رہندا اے۔ فیر او دگر بیاں تے اک ٹولا۔  
 پورا او دے دوالے اُتھ پ وچ جا کھنوں دیاں نیں۔ تے اوس دا حدود اربعہ  
 بچیاں نیں۔ رانجھا کہندا اے۔

جوگی اکھیاں نیال۔ پورا میرے۔ سب شینہ فقیرا دسیں کیہا  
 پورا وکھ تے ذات داندھیان رکھے دنیا دار سے او د رویش نیہا  
 او دہ سال دے کتے تاں۔ سا پر اپنی مرضی ناں نہیں دے بلے ہیر نوں ڈھونڈن  
 کہ پیالہ سڑیاں وئی پھپھیا نہ پٹڈیا۔ گڑیاں کون؟ (انسان دا گھبار۔ دنیا داری)  
 وہ رانجھے نوں اپنے ول پریریاں نیں

کانا ناکہ رانجھے دے مال جوڑے، تیری طبع کیہ جو گیا چا ہوندا اے؟  
 دینے وکھ سہتی نے۔ لکھے دیاں بیہیلیاں لاد دتیاں۔ رانجھے پھپھیا۔ ایہہ کون  
 اے؟۔ جواب ملیا۔ اتوری دھی۔ رانجھا غصے ناں بویا۔  
 اتو پھپھو، پھپھو تے کجوں کون ہندا اے؟ "ہاں گل ایہہ کھلی کہ ایہہ ٹڈھری  
 میر دی نشان سہتی اے۔ جنھوں وارث شادا "موت" کہندا اے۔ اوہ  
 وئی رانجھے دیاں غصے بچیاں گلن۔ جواب دج بڑے تا، مال کہندی اے۔

بھتہ لایں تاں کپڑا پھپھا سٹاں تیرے ناں کرساں سو توں جان سیں وے  
 وٹو وکھ کرساں بھس ٹک تیرے تروں رب توں اک پھپھاں سیں وے  
 تے ایہہ آل بھی اے کہ دنیا وکھ بندہ پتہ نہیں کتے کوئی اوں نوں پوجدے پورا اں  
 خدا دی صدیق تاں اوں ای ہی اے۔ جدوں موت دا پیالہ چکھنے اگلے پار ڈیرا  
 لانا پندا اے سورہ تکاثر وچ اکوندا اے۔

عَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عَلٰی شَيْءٍ مُّشَارِكًا

وہی مہرے

دا ایہو مطلب اے

## فطرت تے انسان

گل ایہ پہل رہی سی کہ انسان ہوش سمجھاں کے شان و خیرہ کروان توں بعد  
 ہاں صبح معنیں ورنے سکھتے بھجدر ہونہاند سے ماں وہ اپنے نسلے آتھیا  
 ورنے پت دالے مہ پر زیادہیں کشمکشیں نا پچپا نہیں چھڈ دیاں تے سہی  
 توں ورنے مصیبت یہ کہ تہ رتدر تہ موت اور سوکت کورن سے موت  
 اودے ناں مستحلا بہندن ودا ودا بچپا پھڈن لسی تیار نہیں ۔ تے  
 انسان ورنے کوشش ایہ بہندن اے کہ اودے کسے سرحاں کور تھوڑی یعنی رب  
 ورنے رننا ورنے شرف حاصل کرے ورنے دنیا توں باورے کھیتے پتہ دیاں  
 گڑیاں دنیا ورنے آرشاں ورنے مشاں نہیں تہ ہر روت روحانیت ورنے مشیں اے  
 ورنے آں کئی سے جتنی زنی ہنر لہندے اے جائتاں ایہہ مدان مختلف  
 مذاقیاں ناں متعلق ہو سکدے نیں دیوگیں میر گڑیاں ورنے کچ بہندن سے  
 کھینے دانیکے کوئی سیا ورنے ورنے توں ورنے پچھنے کہہ ہی توہاں ورنے ورنے  
 دیکھاں کپڑے دیں ورنے چودھریں اے آنے آتے کون سہرا ورنے  
 دیکھاں بھیسوں روہیوں بیٹ ورنے رونی بیاس داتے پھنا ورنے  
 پھسے رنجاں ورنے شور بند کوئی اوس رانیت نہ پانند ورنے  
 وارث شاہ کھوچی اہ فاسدا اے کوئی انت نہ ایس دانک ورنے  
 یعنی انسان کسے شے رامت شے اتے تے ورنے شان دانک ورنے  
 ڈھیری ڈھیا ہوئے تاں کھنڈ کوئی آدم کرے تاں نور ورنے ورنے اودے کسے  
 ورنے تلماش ورنے ایس سنسار اندر خوار بند پیر میاں تے ورنے  
 ورنے ہاں ایس دنیا ورنے شے بے جان تے بے جان سہا ہوں ورنے  
 واقعہ لے تے گڑیاں ورنے جان دیاں نیں کہ تھیسے ورنے تھیا پھیا  
 اے کراسوں اوسوں کھپا نیا نہیں مان کہہ ایس اودہنی ورنے توں ورنے  
 آں ایہ جان دانپاک نہ کسے نہ لہرھا ارنیو سد کے ایس نوں بھارتی نی

کڑیاں دنیاوی موہ پیار دا سمبل۔ دنیا داری تے مادہ پرستی دی علامت  
 اوہ فقیر اچھے انوں اچ ستاندیاں نیں۔

بیتاں کمول کے بکلاں مارو نیں چک دھوڑا تیت تے ڈاریا نیں

... ایت = فقیر

تے فیراوسوں بکھ بانڈیاں ہوئیاں کہندیاں نیں۔  
 رسم جک دی کردا تیت سائیں ساڈی صورتاں ول دھیان کجھے  
 اچو کھیرے دے وہیرے نوں کھو پھیرا ڈرا ہیر دی طرف دھیان کجھے

یعنی دنیاوی ہر شے انسان دی حقیقت قوں واقف اے۔ پر اوہ زبان نہیں  
 رکھدی۔ صرف زبان حال نال پکار دی اے ہو قوف نوں اوہ اپنے دل کھج دی  
 اے تے جھار انسان نوں رب دی قدرت دا نظارہ تکاندی ہوئی غائبی کائنات  
 دی دس پاندی اے فطرت داتسن من کجھواں وی اے تے رب دی یاد تازہ  
 نران والا وی۔ دل دیاں اکھیاں ہر شے وچ رہتی ذات دے لشکارے تکدیاں  
 نیں۔ تے دل دے منا کھے اکھیاں دیاں لوناں زبے پچھے ہندیاں وی دھر دے  
 آنھے کئے بانڈے نیں۔ چنانچہ فطرت (کڑیاں کی شکل وچ) انسان (راچھے) نوں  
 کوہندی اے کہ اچو دے وہیرے جا کے ذرا ہیر دا نظارہ کرو۔ نالے اوتھے سوہنی  
 سہتی اے۔ ہیر (روح) تے سہتی (موت) آپو وچ اک بلک نیں۔ ہیر حاصل  
 کرن دا شوق اے تاں سہتی دی پروا نہ کر۔ جے اوتھوں ڈر دار ہوں تاں ہیر

لہ الذی خلق الموت والْحَيٰوةَ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا  
 — یعنی اللہ تعالیٰ نے موت تے زندگی نوں پیدا فرمایا۔ تاں جے دیکھے کہ تہاڈے  
 وچ سبھی قوں اچھا عمل کون کردا اے (سورہ ملک) اد اچھا عمل "ہیر" اے  
 جیس راہیں راچھے نوں حیاتی ملی تے اُن موت (سہتی) اوصدا مقابلہ کر  
 دی اے۔

والا گوہر مقصود، ممتحون نکل جاسی تے ”رانجھا“ کڑیاں تال لڑا پھڑدا۔ اپنے  
آپ پنڈ دا دُورہ کرن نکل جاندا اے۔ کیوں جے اوہنوں حکم ای اوہ سے کہ  
— سِيَاكُ وَ اِنِّي الْاَرْضُ (قران) — زمین دی سیر کرے۔ فطرت ربی  
ذات دی رازدار اے۔ اوہدا بھیت پھینتا ایں تاں مظاہر فطرت توں کچھ۔۔۔  
جیوں جیوں اوہناں نال واہ پوے گا۔ ربی بھیت آپو کھل کھل جاوے گا۔

رانجھا کھپری پکڑ گدا چڑھیا مستگی دوار بہ دوار و جاوے اسی  
کوئی دیہہ سیرا، کوئی دیہہ ٹکڑ، کوئی تھاسیاں پروں یا وندا اسی  
کوئی دیہہ کاہیں ڈھاڑے مار بھد دا کوئی رو دی بھواں چھلوند اسی  
کوئی جوڑ کے متھ تے کہہ، تنہاں سالوں اسرافتے نا وندا اسی  
وارث شاہ نچھوٹیرا چند چڑھیا گھڑ گھری مبارکلاں یا وندا اسی  
وارث شاد نے صرف اک رانجھے دے۔ وپ وچ اسی۔ قسم دے انسان  
دیاں سدھراں بیانیاں میں۔ اک انسان دی خواہش اے کہ اوہ دنیا داری دے  
مجازاں عیش کرتے۔ اہمیا انسان کہندا اے۔

کوڑے ہاں اُجڑے پنڈ اندر کوئی کڑی نہ تھکھنیں نا وندی اے  
نہیں کھل پا وندی نہیں سمی۔ پتی پانہ دھرت کھبا وندی اے  
نہیں چوڑے دا گیت گا وندی اے۔ بڈھاراہ وچ کوئی نہ پا وندی اے  
وارث شاہ چھڈ چلیے ایہہ نگری اوہ طبع فقیر دی کو وندی اے  
تے مظاہر فطرت وچوں اجیدا بہترین اظہار ”کڑیاں نہیں“ واز کو وندی  
اے۔

جمل جوگیا اسیں دکھا لیاے جتھے ووہٹیاں چوپاں پا وندیاں میں  
کہندے نیں کہ مجازی عشق حقیقی عشق دی پہلی پوشی اے۔ انسانی بدن راہ  
عمل رون لئی ترقی یا تنزل دا باعث بن دا اے۔ بقول اقبال اے  
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خالی اپنی فطرت میں نہ لائی سے نہ ماری سے

قَالَ وَجِ أَوْند اے :-

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا - قَالَ لَمْ نُنَمِّهَا فَجَبْرٌ وَتَقْوَاهُ يُمْسِكُ بِهَا

تے جان ذی قسم کہ اسان اوہنوں سوا ہر بنا یا یعنی انسان نون بنا یا —  
کے نیر اوہدے اندر الہام کعتی فسق و فجور تے پرہیزگاری دی صلاحیت ۔

انسان کولوں حساب کتاب صرف ایس کر کے بتا جانا ایں کہ انہوں نیکی تے  
بانی صلاحیت تے اختیار دے کے دُنیا وچ گھلایا گیا اے ۔ اوہدے اندر  
اک نور (روح) بہہ اعلق و لذت قید من روحی نال اے یعنی  
بناں تے رب کیر اے ؟ نور حبویں اللہ دا ارشاد اے : مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ  
وَالرُّسُلُ - یعنی اللہ زمین تے اسماناں دا نور اے (رکھیا گیا اے جس راہیں  
اوہ نیکی تے بدن دی بچیان کر سکدا اے اگے اوہدی مرضی اے کہ بھانوس بدیہا  
راہ پناے یا پٹھا جالا پھڑے اللہ دا حکم انج اے اے کہ :-

لَا تُزَادُ فِي الدِّينِ قَاتِلِينَ الرَّشِدَ مِنَ الْغَنَى

اپارہ ۳ - رکوع ۱ - دین دے معاملے وچ زبردستی نہیں جبروں  
نتر باوے سج تے تھوڑے ۔

تے نیر انسان جدھر مرضی رخ کر لوے ، اپنے کیتے دی سزایا جزا ضرور پائیگا  
جناہ بہا کالہ لَعْمَلُونَ ، کدی انج ہٹدا اے کہ دنیاوی حویلی وچ  
بھلا پھڑا انسان ، فطرت و ن ربلی بھلکارے دیکھ کے سدھے رستے اُن پسند  
اے ۔

پسند ڈھونڈا وچ توہدیاں دے کوئی اوس نے عمل گتو یا نہیں

نڑیاں راجھے نون اوس تھاں نون اس پاندیاں تیں  
جہتے ترنجتاں دے گنمہ کار پیندی اتن بھٹیاں کھ مہرٹیاں نہیں  
لہتہ جیاں اتے برہمٹیاں نہیں رکھیاں اتے جیٹیاں نہیں



سندھ کواریاں روپ سنگاریاں میں اتنے دوسیاں مشابہتیں نہیں  
 منہاراں تے کچھوڑیاں نہیں سُندر تیلتاں نال مچھریاں نہیں  
 سید زاریاں تے شیخ زاریاں میں ترکاناں نال کھریاں میں  
 بانگیاں بچیاں نہیں سیار بڑیاں سچ و نساں بیاں یاں بیٹیاں نہیں  
 ایس بند وچ وارث شاد نے تقریباً چھ اسی قسم دیاں عورتاں بنا دیں دنیاں تے  
 نساں جس پینٹے یا مذاق نال تعلق رکھدا ہووے اوہ "بنا ساقی" نام نساں وین  
 اوکڑ محسوس نہیں کرے کہہ ایہہ لمی پوری "عورت نکلی حقیقت و نساں  
 دنیا داپس بچسا کے۔ ایس بچس بچسا وچ اوہر مقصود ہیرا و نساں کے تھہو  
 لبھنا ہر کجھے و نساں ہاے۔ دھن اے اوہ جہڑا بھن و نساں کامیاب ہو  
 جاندا اے۔۔۔ کئی غازی بن کے تے کدی شہادت پا کے۔۔۔  
 یہ شہادت ہدانت میں تھد کھنجا۔۔۔ لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

## وارث شادہ و اکمال

وارث شادہ اک ال تیر نال نئی کمی شہ۔۔۔ ردا کے جے۔۔۔ بھما قلیوت کے  
 تے اوہ اک انسان و نساں اے اوہ کور و نساں اے اوہ دیا ہیا و نساں اے اوہ  
 نیک پاک و نساں اے۔ اوہ بڑا و نساں اے۔۔۔ بے ہیرا و نساں اے۔۔۔ تے نساں ہر تھو  
 سستی۔ موت و نساں اے تے نساں اک عورت و نساں اے۔۔۔ نساں  
 ۔۔۔ بھاپے ہر نساں و نساں اے۔۔۔ نساں کے نساں کے نساں کے نساں کے

## سہمی بطور عورت

نویں روشنی دے بھانکاراں دے مارے، اچ عورت دیکھاں آکھیاں  
 ان بات کر دے نہیں تھک دے اوس توں بہتر آزار و نساں تے عورتاں دے نساں  
 وہی نیک وارث شادہ نے ہر تے بہتری دے روپ وچ کوئی ہوارو ہواراں

پہلاں سر کے رکھا رہی ہے۔ عارفانہ رنگہ دی روزانہ راجھا جدوں گوہر مقصود نون  
 سانس آرن لہی سر نہ زنی بازی ناند اے تان دعوت اوہدے سامنے کھلوتی اوہدے  
 نال دو ظاں سرن لہی ہر ویلے تیار نظر آؤندی اے۔ اوہ اے بہتی۔۔۔  
 لیکن نال ای نال وارث شاہ نے قصے نون مہی کھچواں تے ہمہ گیر بنان لہی راجھے  
 نون مردوں دا نمائندہ تے بہتی نون زمانیاں دی نمائندہ بنا کے عورتاں تے  
 مردوں دا جہڑا نمائندہ پیش کیتا اے۔ اوہ صرف پنجابی ادب وچ ہیرو وارث شاہ  
 دا ای حصہ اے۔

## پنجابی ادب دا اک وڈا اعتراف

۱۸۰۰ء دا سماں سامنے رکھدیاں جے کسے ہور زبان دے ادب وچ  
 بھاتی ماریے تان عورتاں دے حقوق لہی اد جنگ جہڑی ہیرو وارث شاہ وچ مل  
 لئی اے۔ کسے ہور ادب وچ ایس سچ وچ نال تان اک پاسے نمائندوں اوہدے ہور  
 - اہی نظر نہیں آدے گا۔ وارث شاہ نے پہلاں ہیرو دے روپ وچ عورتاں دی  
 نمائندگی کراندیاں لڑیاں نوں یاد بارے اپنی پسند دے اظہار دا جہڑا موقع دتاتے  
 فیروہنوں المیہ دا رنگ دے کے معاملے دی سنگینی نون ہور اگھیر دتا۔ بعد وچ  
 بہتی تون عورتاں دی نمائندگی کرائی تے مرد عورت دا نا کر کے دستیا۔  
 ایس موضوع نون وارث شاہ نے اپنی اہمیت کیوں دتی۔ ۹ ایس لہی  
 کہ ایہی دوہستیاں تالیق فطرت دا شاہکار نہیں۔ اہناں نال ای ایہہ دُنیا تے  
 کائنات پسیدی اے۔ بقول اقبالؒ

سی کو کب کی تابانی سے ہے تیرا بہاں روشن

زوال آدمِ خاکِ - زیاں تیرا ہے یا میرا

ہیرو کردار صرف شادی و یاد بارے عورتاں دی نمائندگی کردا اے۔  
 لیکن بہتی دا کردار عورتاں دے ہر قسم دے حق حقوق دا محافظ تے پاکھی (حالی)

اسے بہہ کہ جوگی یعنی راجھا مرزاں دے مام تے خاص حقوق لئی نمانند دین کے  
 مقابہ کر دیا اے۔ وارث شاد نے کوئی کوشش کیستی اے کہ دونہاں دھراں  
 رت وصف تے حقوق زیادہ تر اوہ ہی دئے جان جہڑے اسلامی شریعت تے  
 قرآن مدیث دی روناں رکھویں تے جائز نیں، مرداں تے عورتاں بارے اد  
 بحث جے صرف سہتی تے ہوگی والے ہتے نوں سامنے رکھیں تے دیا ستر  
 نئی سنہیاں تے چیلی ہوں اے جس وچ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، فلسفہ،  
 تاریخ اسلام، مالی تاریخ تے نالے برصغیر ذی تاریخ دے توالے مال اصل کھل  
 بات مل دتی اے

## مرد تے عورت دا ٹاکرا

نوں دے طور تے میں مرداں تے زنانیاں بارے دو طرفہ دھاراں دی  
 دس پارسیاں نرا دسیان کرو:

### سہ سہتی

دل بنانا سردار ہے کہہ اچھل دن کہہ ہی جے تو وفادار ناہیں  
 ناز بنانا جے کھنپی باہجہ تہی گدھا مرد تو عقل دا یار ناہیں  
 بنانا آدمیت نہ انسان یا پے بناں آب قاتل نکو ناہیں  
 شر باہجہ تہیاں، بناں عمل، ایسی سلب باہجہ فوجاں بہہ جاناہیں  
 وارث دن نقیہ نکو نکو اپارے نکو کسے دے یار ناہیں

### جوگی راجھا

مرد دھت لکھن سکتے نہ آن رستناں نیب کمانیاں دیاں  
 تیس ایس جہان وچ ہو رسیاں پنج سیراں کھت، عدو دیاں دیاں

مردین تہا جو سییاں اے زناں بیڑیاں، تہیں بریاں دیاں

ماں باپ وانا نام ناموس ڈوبن پشائت نادرین بھلیاں بھائیوں  
 بڈماس حرام سلاں پتیں بد گھڑیاں ہسین قصابیاں دیاں  
 لبان لیندیاں ماساف کردہین داڑھی جوئی نیچیاں نشان لیاں دیاں  
 سہتی :-

یہ تہہ سہی چھ جوئی پوتھ پتہ جوئی منجراں بیٹ میاں جانیاں دیاں  
 جہڑیاں سوچ اجاڑوچ وٹاک نچو قدرن وڈ کیہ چوٹیاں دایاں دیاں  
 عشق کیہ جان دے پاک جو بہ شیراں جان نہ روٹیاں دیاں دیاں  
 وارث شاہ نہ بیٹیاں بھناں بنیاں قدران جان دے نہیں جو لیاں دیاں

ہوگی :-

کیاں آن پنچاٹاں ہو لیاں میں میں رن نوں پورنی جان دے ہاں  
 ہوں جائدے مہرباں نال پرچن اسیں خواب اندر مو جہاں مان دے ہاں  
 زماں سرن وڈھایا جوچ والا اسیں پلک وچ ماساف کر جان دے ہاں

سہتی :-

مرد باجھو مہری کسے کم تاہیں ویر مہری جوگی کیوں چا نا ائی ؟  
 زناں باجھو توں دس کھاں کوئی کیوں بوزنگ جہان بستا یا ائی ؟  
 کیسا اپنے ٹور کھتیں توڑ پیدا اڈوی تریتاں باجھو نہ آیا ائی ؟  
 ہویا ختم ہے اولیاء انبیاء دا اہدے حق نولاگ قزما یا ائی ؟

جوگی :-

خضم ناں برابری کرے عورت بھلے مرد نوں ادبے غیریاں نہیں  
 وارث شاہ اسان نال جاوواں دے کئی زانیاں کیتیاں چیریاں نہیں

سہتی :-

اسان جاوڑے گھول کے سب پیتے کراں باورے جاوواں وایاں نوں  
 بے بھون جے کیتے چاگھوڑے نہیں جان دا اسان دے چالیاں نوں

جوگی :-

کریں نراں سے نال برابری توں تئساں ورت کیتھ بھدیاں نہیں  
 مدھن آدوں رتاں راناں بڑا کدوں کیتیاں کسے وفاٹیاں نہیں  
 مردھا وچہرے میں نیکیاں دے صورت رن دی سکیم موقوف ہے نہیں  
 مدوام قاضی اسل قابل کسے ان توں کون وقوف ہے نہیں  
 صبر فرین ہے تیاں نیک مرداں ایٹھے صبرتی واک موقوف ہے نہیں  
 دفتر کمر قریب تے چڑھ اڑی ایہناں لپنیاں وچ موقوف ہے نہیں  
 زن ریشمی کپڑا نغ مسئلے مرد بوز روتی دار موصوف ہے نہیں  
 وارث شادہ و باق مردیود اتے زن مسواک رانوف ہے نہیں

سمتی :-

کنجھ لئی جو غیر توں باہجھ ہوئے جھا بڑا بنناں اشنان ہووے  
 چاکر عوتاں سدا بے سذر ہوون اتے آدمی بے نقصان ہوئے

جوگی :-

کار ساز ہے رب اتے پیر دولت سب تئساں پیت دے کارنے نہیں  
 نیک مرد تے نیک ہی ہونے عورت ایہناں دوہں دے کم سنوائتے نہیں  
 ریٹ واسطے فقہ تسلیم توڑن . بھجھ لے ادرتے وارنے نہیں  
 میں سین لوں واہندہ تک نکاتے ہو پے واک ہا لے نہیں  
 کاتوں جوڑتے راک بوز امدے رنھا وکھو رادہ ہوناں مارنے نہیں

سمتی :-

پہیے تے ان ہویہ مجا وناں میں یوٹاں تک ترساں سڑیاں لہا  
 میں پٹیاں نرنگ پٹیاں ٹاں یاٹھے جہنیاں تہیوٹیاں دے  
 اسیں تہیوٹیاں دی نقل لوارا نے ساناں لاہیوٹیاں تہیوٹیاں

اساں بلغم باغور دادین کھو بسیا وارثُ شاد توں کون سا زاراں  
 جہڑیاں لین اوڑیاں نال بازاں دُکھیاں تھک مریدیاں میں  
 ایتنا سنیاں دی عمر موچکی پانی شیر دی جوہ جو پیتدیاں میں  
 تھوڑیاں کرن سہاک یاں اوڈا ساں بڑیاں ساڑواں نال منکیندیاں میں  
 ن مال دیکھے ناک گنجری نوں پر دلوں محبوب نہ تھیندیاں میں  
 ک دن کیریاں جان گیناں جا کماں تے پرانی سیج جو نیت پڑھیندیاں میں  
 سہتی کجے آکھدی چھڈ جتا سبھ کھوہ نو الیاں سٹیاں میں  
 جو سبھ ذاتاں ٹھٹک کھاہدیاں میں پر ایس ویرے وچ جٹیاں میں

جوگی :-

اساں اتنی گل معلوم کیستی اہ جٹیاں نلک دیاں ڈٹیاں میں  
 ڈوماں زولاں سٹیاں جٹیاں دیاں جھپٹاں دھڑوں شیطاں نے جٹیاں میں  
 پولے ڈھڈتے عقل دی مار بوہتی چھماہ پین تر پیاں کٹیاں میں  
 نہمھاں ڈٹیاں پائیلے سر پیاں پائیاں زناں تنہاں دیاں مول نہ سٹیاں میں  
 نالے ڈھڈھک نالے دودھ رزکن ہتے پائیاں کٹیاں نائیاں میں  
 اہ مثل مشہور جہاں اندر جٹی چارے ای تھوک سوار دی اے  
 ان تندی اچھاتی تے بال لہڑے، چڑیاں ہاکرے لیلٹ چاروی اے  
 بنجھ جھڑے فقیراں دے نال لڑوی گھر سا بھدی لوکاں نوں ماروی اے

سہتی :-

گورواں دے نوں نہیں بیج اوکھے جتھے عفاں ساڑیاں ڈوڑیاں میں  
 جن بھوت تے دیودی عقل جاوے بدوں مار کے اٹھے چھوڑیاں میں  
 بمبالی میں ہاں گہ سے دی اڑی بھئی ایس رتاں دی چنچل اڑیاں میں  
 اد مارا ایس جہاں تازہ اسیں روزیشاق دیاں پارماں میں  
 بے نوبہ دی پھیرنی چھوہ رہیا ایس رتاں دی چنچل پارماں میں

بے ادگندیاں : ہجرت پر دعوہ اسیں بانکیاں پھریاں ڈاریاں ہاں  
 مرنگ محل میں عشرتاں کے اسیں ذوق تے منے دیاں مازیاں ہاں  
 اسیں چاک دی کیا مجال ہے نیں راجے بھوج تھیں اسیں نہاریاں ہاں  
 اہ آپ نوں تجیل سداوندا اے اسیں نراں دے نال یاں ناریاں ہاں  
 وارث شاہ وچ حق سفید پوشاں اسیں ہولی دیاں رنگ پچا ریاں ہاں

جہنگی :-

حد و نیت پیدا کیتی رب سچے بندیاں واسطے کہتے میں سب پارے  
 زمان پھوکرے، جن شیطان راول کتا، بگڑی، بگڑی، او نیت سارے  
 ایہا مول خسار دا ہوتے پیدا جنھاں سمجھ ہی جگت دے مول مارے  
 آدم کڈھ بہشت تھیں خوار کیتا اد ڈائٹاں دھوے ہی کرن کارے  
 ایہہ کرن فقیر چارابیاں نوں ایہناں دانے تے راجے نیں سمجھ مارے  
 وارث شاہ جو ہنر سمجھ وچ مرداں آتے مہراں وچ نیں عیب بکے

سہتی :-

ستی آکھیا پیٹ نے خوار کیتا تنگ کھا کے بہشت تھیں کڈھیاں  
 آئی میل تاں جنتوں توں ملے زھکے رتا آس اُمید دا وڈھیاں  
 آگھے فرشتے کتا دانہ، نہیں کھا وناں حکم کر پھڑیاں  
 اہ دیکھ شیطان مردود ہو یا نام زتاں دا برا کر چھڑیاں  
 مرد جو جھوٹے تے ٹھگ بوائے نیں ساتھ بریاں داریاں تے لہ یا ای  
 وارث ایہہ تریتاں خوان رحمت پیدا جنھاں جہاں کر چھڑیاں

جوگی :-

زناں دھنرے نال کہیہ گھا کہتا راجے بھوج نوں زین نگامیاں نیں  
 کرکپ تے نال سواہنے دے دیکھ زناں نے کبتیاں غامیاں نیں

## سہتی :-

جس مردنوں شرم نہ ہونے غیبت وں مردوں چٹیاں توایں ہیں  
گھر و سدے عورتاں نال سو مندے شرم وندتے شردیاں بیواں نہیں  
اک حال وچ مست گھر بار اندر آس با شمار وں کھیواں نہیں  
شاہ شاہ زیادے نال زکام کھیں نال زمین مے بیٹویں نہیں

## جوگی :-

وفادار نہ رن بہان اُتے لاری شیر دے نک وچ نتھہ ناہیں  
گدھا نہیں کو لڈا مکھٹ تو چہ آتے شسراں دن کانی کتھہ ناہیں  
یاری سو ہندی نہیں سو ہانگناں توں زندن دن توں سو ہندی نتھہ ناہیں

## سہتی :-

میاں ترمیاں نال ویاہ سوہن اتے مرن مے سو ہندے وین میاں  
گھر بار وی زیب تے مہین زینت نال ترمیاں ساک تے سین میاں  
ایہ ترمیاں سچ دیاں دائی بن تے دلاں دیاں دین تے لین میاں  
وارث شاہ اہ جوڑتاں جوڑیاں نہیں اتے مہریاں مہریاں چہن میاں

## میر :-

شیطان دیاں امیں استاد رتاں کوئی آخان مکر پھیناے نہیں  
بلغ جانہ دیاں اسان نہ سو ہندیاں پاں کوں یارنوں گھڑن بیاے نہیں

پڑنے صفحیاں وچ مرداں تے عورتاں بارے وارث شاہ دی گل بات برے  
ای اختصار نال پیش کیسی گئی لمے تفصیل دے رکھیواں میر دا مطالعہ کر سکدے نہیں  
تو شہوون تراش من ال نون اپنے نپل کلیاں ای کافی نہیں اک گل وارث شاہ  
نے بڑی نوکیلی تے اچھی کیسی اے جس ول ساڈا دھیان عام کر کے نہیں جاندا۔  
اود گل اسے انسانی پیدائش دی جس وچ انسان (مرا) نون مرکزی کردار دسیاے۔



تے باقی سب کردار اطرافنی کردار نہیں۔ جیویں رانجھا اُبندا اے۔  
 جدوں خلق کیتی پیدار بچے بندیاں واسطے کیتے میں سب اپنا  
 زناں پھوکرے تہن شیطان راول کتا کلاڑنی بکری اُونٹھ سارے

## مرد۔ کائنات و مرکزی کردار

کتاباں وچ اُوندا کہ آدم علیہ السلام جدوں سوں کے اُٹھے تاں اوہناں انی حوا  
 نوں اپنے کول کھلتیاں دیکھیا تے بڑے خوش ہوئے یعنی اپنے ہتھ نکل جہر صے انسان  
 نوں پیدا فرمایا۔ اوہ آدم — مرد سی تے اوس نوں پلاں یا بعد وچ اپنی قدرت  
 اے تعاضیاں نوں سامنے رکھ کے مردوی ضرورت تے خوشی کارن اللہ پاک نے  
 دوہیاں چیزاں پیدا فرمایاں۔ جنھناں وچ مانی حوا تے حوا جاسیاں تے دنیا دن  
 ہر شے شامل اے۔ ایہہ کائنات ایہہ چند سورج ایہہ تارے ایہہ زمین آسمان  
 ایہہ ہوا پانی وغیرہ۔ غرض ہر مخلوق جاندار تے بے جان سمجھدار تے بے سمجھدار  
 تے صرف انسان واسطے بنائی اے۔ یعنی مرد واسطے لیکن چونکہ مرد تے عورت دا چول  
 اے۔ اسلئے اسلئے ایس لی مرداں نال حوا تاں نوں دی تاں لگدے شرف تے  
 مرداں نوں مشرف فرمایا۔

قرآن موحیب اللہ جلال قواموں علی النساء۔ مرد عورتاں دے  
 تمام نہیں۔ پر ایہہ مسئلہ صرف میاں بیوی دی نہ تک اے جنھنے عورت ماں اے  
 وتھے اوبدار تہ باپ توں ودھ اے۔ حدیث شریف موحیب ماں دے پیراں  
 بیٹھ جنت اے۔ یعنی مرتبے موحیب جہڑی کسر بطور بیوی عورت نوں لگدی سی  
 ود بطور والدین پوری ہوتا ہئی اے۔ ایس دے باوجود حدیث شریف وچ  
 آیا اے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں مابین دی رات عورتاں نوں زیادہ پسندتی وچ  
 روزن وچ دیکھیا۔ عورت فطری طور تے کمزور اے۔ تاسے حساس لکھدی یعنی  
 قرآن موحیب مرداں دی کھیتی اے۔ تے کھیتی نواں آہستہ ہندی اے۔ جہڑا  
 کھیتی اپر قابض ہو جائے۔ اوہ اوسنوں داد لکھدا اے۔ جہڑا یا ناز وانی  
 کل دا فیصا بعد الامار اے۔ تے شہ عورت دے فیصلے توں انسا کر سکدا

اے؟ دعا اے کہ اللہ تعالیٰ ہر اک دانگ پردہ رکھے۔ آمین!

تاریخ تے دینی کتاباں توں ایہہ ثابت اے کہ کوئی عورت پنمبر نہیں بنائی تھی، اہ کم صرف مرداں نوں ای سونپیا گیا۔ تے اوہناں شہری مہربانی نال سوہنا کر کے نبھایا۔ ہدی وچہ وی شاید ایہو اے کہ عورت کسے مرد دے زیر سایہ تے زیر کفالت ہندی اے۔ دوجے لفظاں وچ اہ کفطری محتاج ہندی اے۔ ایس کر کے اللہ پاک نے اہی ہستی جہڑی خیراً دوجیاں دی محتاج ہووے انہوں پینا مہری واسطے مکلف نہیں کھرایا اک ہو روڈی کمزوری عورت دی اوہ اے جس ول وارث شاہ نے کھلے لفظاں وچ اشارہ کیتا اے یعنی

وارث شاہ جان زن مہربان ہووے —

ایس مصرعے نوں فحاشی دا ترجمان کہہ کے بندنا اپنی تھاں اچھی گل اے۔ غیر مسلم حضرات انہوں "اشلیتا" وچ گن دے نیس۔ پر شرع وچ کاہدی ٹرم؟ حقیقت اہ وے کہ عورت کول ہندا ای کچھ نہیں کہ اڈ کسے نوں عطا کر سکے کیوں جے اہ دوجیاں دے زیر کفالت ہندی اے۔ تے شادی توں بعد وی ہدی کفالت دا ذمہ شریعت نے مرد اتے رکھیا اے۔ دوجی گل ایہہ پٹی—

حسرت لنگر "ہوں وچہوں اہ اپنا بدن کسے دے عولے کر سکدی اے۔ بظاہر اہ اوہدی مہربانی تے عطا دا ثبوت اے۔ پر (وارث شاہ موجب) حقیقت وچ اہ کچھ لیندی اے۔ دیندی نہیں کیوں جے ٹھوٹھے وچ پیاں کچھ نہیں ہندا۔ تے فیہ ابر نیساں" دا صدقہ اک گوہر پیدا ہندا اے۔ وڈی ماگوہر۔ گویا عورت دے کچھ نہیں سکدی۔ البتہ کسے شے دے حصول دا وسیلہ ضرور بن سکدی اے۔ گویا عورت دی مہربانی وہی اک طراں دا اہنیج اے جس ول وارث شاہ نے اشارہ کیتا اے سو عورت نوں شریعت نے جو حق حقوق دئے نیس وہناں دے اندر رہندیاں عورتاں نال ورت ورتارا کرنا چاہیدا اے۔

حضور علیہ السلام دائری عورت بارے ارشاد اے کہ اوہنوں پیار  
 ناں ای سمجھاؤ۔ بے مارکٹ کے بدھا کرن دی کوشش کرو گے تاں ہو سکد اے  
 کہ اڈٹ جائے۔ کیوں بے اہ فطرتاؤ نئی ہندی اے تے اوہنی پیدائش پسلی  
 توں ہون اے۔ صحابہ نے نمس دے مطلب پچھیا۔ تاں آپ سوران فرمایا: "طلاق"  
 یعنی سختی کرو گے تاں عورت تہانوں چھڈ جائے گی۔ موقعے دی مناسبت ناں  
 عورت تے مرد بارے رقم اپنی اک اُردو نظم دے رسیا اے۔ شاید ایہہ وی مسئلہ  
 حل کرن وچ کجھ مددگار ثابت ہووے۔

## مرد و زن کی تمثیل

قدر مرد و زن کی سے تمثیل ایسے  
 کہ جیسے ہے ثیوب اور تانر کا رشتہ

قبیل آئی ہے ایک ہی پچھ بھی حق نے  
 بناوٹیاں دونوں کی ہے فرق رکھا

یہ نازک ترین سے تو وہ سخت تر ہے  
 زجاج ایک ہے دو مسنگ خارہ

مساوات ہے ان میں ایسی کہ دونوں  
 میں نقطہ پرکار انسانیت کا

ہے باہم و ہور ان کا مازوم و لازم  
 کہ چاہے مراک دوسرے کا سہارا

جو دی برتری مرد کو تو انہوں نے  
 اسے کوئی انساں نہیں جھین سکتا

برایو اگر مرد کے ہوتی عورت  
 نبوت سے بہرہ مٹوراں کو ملتا

یہ انصاف ہے نہ مساوات کوئی  
 اگر کام میں ایک سے دوسرے کا

وارث شاہ نے جوگی تے بہتی دے مکالمیاں راہیں پوری انسانی زندگی  
نوں (DISCUSS) کر کے رکھ دتا ہے۔ عارفانہ رنگ موجب بہتی موت لے  
نے موت انسان نوں اپنی موت دا چبنا کراندی رہندی اے مثلاً اہ کبھی اے

۱۔ میہے تھو نو ندے تیرا یوں توں کوئی ماہے گاناں نہیں دے

ایس گھیلے ونگ قلبوت ہوچی کریں چاؤں ناں توں رہا پلے

مارا ک پیپڑ تے دند بھنوں سوار اوسی چہلیاں نہیں دے

وارث بدتے کھاٹ ونگ گھڑی ایں ناں تھیاں مہلیاں کھہیاں دے

۲۔ مارہیاں تے تنکاں بھین سماں پھرے ڈھونڈہ اکاٹھ کھوراں نہیں

پر را کھیا موت توں نہیں ڈردا۔ کیوں جے اوہنوں "بیر ذی تالش لے

تاں جے اہ ایمان دی دولت کھٹ کے مرے یا اوہدے حصول ذی کوشش

وجہ مرے شہید دا مرتبہ پایا جائے۔ محبوب ولوں منہ موڑ کے مرنا ڈرا کلاں

ہار تے بھٹکل مو کے مرن برابر اے تے را بھجا اپنا سب کچھ گوا سکدا اے

پر محبوب نوں گنوانا اوہدے لئی ناممکن اے۔ سو وارث شاہ مرحوم دی

ہشیاری دکھیو کہ اوہ کیوں اسلام، تصوف، عقل تے تاریخی سچائیاں

پیش کر رہیا اے

## اسلام بارے گلاں باتاں

(۱) خیر دتیاں رزق نہ ہووے تھوڑا بول تھڑے نہ چنے گارے نیں

(۲) جہیا کرے کوئی تہا پاؤندا ای سچے وعدے پروردگار۔ دے نیں

(۳) ایوی ماری دا جاوےس ایں پنڈوں جوں کسکے کفرے بانگ کوہوں

(۴) زناں کرن و دہا یا جو ج دالہ ایس پلک عاصات کر جان دے آل

(یا جو ج ما جو ج دا ذکر قرآن دی سورہ کہف وج آوتد لے

(۵) کیستا اپنے نور توں نور پیدا اوہوی زیمان نا جہ نہ آیا ای

- ہو یا ختم ہے اولیاء انبیاء را اوہدے حتی لولاک فرمایا ای  
 عزرائیل سچہ قلم لے دیکھد اے تیرا نام ایس جب توں چھینے نوں  
 وارث شاہ میاں روز حشرے نوں انت روئیں گی لیکھا نیکھنے نوں  
 فقر اصل اللہ دی سسین مورت اگے ربہ بھونکھ نہ بوئے یمن  
 سن سہتے ایس ہاں ناگ کالے بڑھ سیفیاں زہد کماونے آں  
 سنے تسمیہ تریہ انعام سورہ جہاں ویہ دیاں نپ دکھ ونے آں  
 کرو مہربانی ودھو فقر سائیں تہاڑی مدد نوں رب رسول ہے جی  
 میرے ویہ وے نال ہے ویہ اسد جیسا کافراں نال رسول ہے جی  
 من نحدک صبحک عم ہو یا گل فقر دی توں نائیں ہشتینے نیں  
 جہدے حکم و حج جان تے مال ہوسے اوس رب توں کاسنوں بھونکھ نیں  
 وارث شاہ کر بندئی رب دی توں جس واسطے رب بنا یا ایں  
 اوما خلقنا الحیث والانس الا لیعبدنا ورت -

{ اسان جتان تے انسان نوں بندئ کارن پیدا فرمایا۔ (قرآن) }

## اسلامی اصطلاحواں تاترخ تے تہذیب دے حوالے

اد حوالے پورنی بیرو ج موتیاں ہار کھلے پئے نیں۔ ونکی طور کچھ تہذیب دے

حاضر نیں :-

سہج وسدیاں جیڈ نہ بنلا کوئی نہ انہیں جے کم فتنہ زہدیا  
 فتنہ قتل توں وی زاید بھینڑا اے۔ (قرآن)  
 رنا اللہ دی تے ہے حکم قطعہ کوہ قطب کعبہ معمول نائیں  
 حکم نال حدیث دے ہونا ایں سو دارودا سا یاں جہول نائیں  
 بڑھ چھوئے جے کلام سہلی جڑا جت تے بھوت دی پٹے نیں  
 گھروں کڈھیا عقل شعور گیا آدم جنتوں لڈھ حیران کیستا

سجده واسطے عرشِ نون ملے جھٹکتے جویں رب نے تو شیطان کیسا  
 شداد و بیشہ غلبے دسیا باہر نرود مچھر پریشان کیسا  
 وارث شاہ حیران ہو رہا جوگی جویں نون حیراں طوفان کیسا  
 دستگیر واقاد ہی سدا ہے نے فرید ہے پشت عباسیاں دا  
 مہر سید بلال جلالیاں داتے اویس توڑی کنگے کما سیاں دا  
 شیخ طاہر ہے پیر جو چیاں دا شمشیر سنیاریاں چاسیاں دا  
 خواجہ خضر ہے پیر بانیان دا نقش بند نغلاں چغتاسیاں دا  
 معنی سرور بھائیوں سپکاں دا لال بیگ ہے چوڑیاں خاصاں دا  
 دھرت تیسٹ ہے پیر جلالیاں داتے شیطان ہے پیر مرسیاں دا  
 جویں حاجی کاکو ٹھیاں مٹن شاہ علی ہے رافضیاں خاصیاں دا  
 سلیمان پارس پیر نائیاں دا علی رنگریز لکار درزا سپاں دا  
 حوثیلی جویں پیر ہے تیلیاں دا سلیمان ہے جن بھوتاسیاں دا  
 عشق پیر ہے عاشقاں سارنیاں داتے داؤد ہے زرد نواسیاں دا  
 وارث شاد جوں رام ہے بندواں داتے رحمان ہے مومن خاصیاں دا

## پنجاب دی تاریخ دا اک حوالہ

میر سہتی نون جوگی نالی لڑائی وڈن تون منج کر دی اے۔ اس  
 بندوج وارث شاہ اک مصرعہ انج لکھدا اے :-

احمد شاہ از غیب تھیں آن پوسی رب رکھ جنڈیا لے نون جاسی آہن  
 ہندوستان | مشروع شروع وچ جدوں پاکستان بنیا راقم دے والدین ہندوستان  
 دے لاکھ پنڈزیاں کلاں وچ آن وے۔ ایس طرحاں راقم نون ہندوستان  
 مڈل سکول (آج کل ائی اے) وچ آٹھویں جماعت تک تعلیم داسرف حاصل لے  
 روز جنڈیا لے جانا۔ تے جدوں دل کیتا وارث شاہ دے مزار آتے حاضر ہو کے فاتحہ

دی پڑھی تے اے اوسناں دے اوس کسے واسے اوارا۔۔۔ سر بانے تے ہون لے  
پتر دی کھانے پتر لکھا اے کہ دو جے بیلی رسانی پتر کھاندے ہندے کس۔ بیوں  
تویر بخاری نے دی اک جگہ اپنے ہتھیں "دھانی پتر کھان" لکھیا اے۔ پتر کس  
کن کے دھانی پتر کدی نہیں سی۔ بدے۔ کیوں جے مینوں پتر ای نہیں سی کہ اہالی  
پتر کھانے پاہیدے نیں۔ البتہ یہ معمول ایہ ہندے اسی کہ میں تازہ پھسلاں دنیلاں  
دے (بناں گنتی) کئی پتر کھا جانداں تے میں دن خیال ایہ ہوتا کہ شاید مینوں  
دن تعالیٰ نازک کردنیلاں پار لطف علم ناں نہ۔ زسے بیروارے تھانہ دے نا ناز  
رنگ بارے لکھن توں چھو عرصہ پہلاں مینوں اک خواب وچ کجھ اشارہ لیا سی۔  
جیہا مطلب میں ایہ کڈ دیا۔ اشارہ اشد میں ہیر دی عاقبات تے نا مہن  
دا اثرت پاوس کا۔

ایں تمہید دا مطلب ایہ ہندا میں کہ جند ایہ شیر ناں ہوتا اے کہ  
زبند اے میرا سکول بند سی۔ اوس کسے میں کجھ پر اسٹوڈنٹس واپس پڑھاں  
وہیوں ک کولوں پر دے دے دی شریک اپنے ہتھیں لکھی سی۔ اوہ دیکھ  
فرماندے ک کہ وراث شاہ دے تھے اہ۔ ک۔ واپس پڑھاں سکھ سکھ سکھ  
فساد و اخطرہ پید ہو گیا جہد تھانہ جند ایہ شیر ناں میں لکھی سی۔ اسی  
دن تاں اک پاسے غیر مسلم حضرات تے دو جے پاسے مسلم حضرات تھیاں  
ہی ٹھیل ہن اکٹھے بند رہے تے اوس وقت اے اڈ کیوں کہ ہن  
فیصلہ کن جٹا۔ ایٹے مقرریتا سی۔ ہنوں دھڑاں پڑھاں ہی ہن  
کس۔ جے کور کھٹا کس پینا ہن تاں جند ایہ ای اہ۔ ہن ہن ہن ہن۔  
بھنی میدان جٹا ہن پاراں جند ایہ ای اہ۔ ہن ہن ہن ہن۔  
تو رت کہ احمد شاہ ابدانی ہن ایس وقتے پاسے پتہ لک کیا تھانہ ہن  
غالباً ہنوں سکھ رہی سی۔ چنانچہ اوہ جند ایہ ول اچانک ورتیا  
تے غیر مسلم فوجیاں ہنوں پتہ سناں اوہ دن تک پھڑن ہنوں پہلاں ہی تھیا۔

ہو گئیاں۔ نئے انج ہندیاہ شیرخاں تباد ہندا ہندارہ گیا۔ جس دا ذکر وارث شاہ  
ایس مصرعے وچ کیٹا اے۔

تاریخی کاغذ نام میں ایس واقعے دی پڑتال کیستی تاں پتہ لگا کہ احمد شاہ درانی  
یا احمد شاہ ابدانی داسماں ۱۷۲۴ تا ۱۷۳۷ء و ۱۷۳۷ تا ۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۸۴ھ تک اے۔  
۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء وچ نادر شاہ درانی قتل ہوئے احمد شاہ درانی دلقب خلیفہ  
کر کے قندھار وچ اپنی بادشاہت اختیار کر لئی۔ تے احمد شاہ درانی یا ابدالی مشہور  
ہوئے۔ احمد شاہ درانی نے ۱۷۴۷ء تا ۱۷۶۹ء ۱۱۸۰ھ دے دوران ہندوستان  
اتے نو حملے کیے۔ اُہری وفات ۱۷۴۳ء / ۱۱۸۳ھ وچ ہوئی۔ وارث شاہ نے  
یہ دیکھت سن ۱۱۸۰ھ دسیا اے۔ تے احمد شاہ نے ۱۱۸۰ھ وچ نو اں تے  
آخری حملہ کیا۔ وارث شاہ نے ہندیاہ شیرخاں بارے جہڑا مصرعہ لکھیا اے معلوم  
ہندیاہ کہ ایہ مصرعہ ایویں نہیں لکھیا۔ بلکہ ہدا واقعی کوئی کچھو کڑی تے جہڑا  
واقعہ میں آپہ بیان کیٹا اے۔ یقیناً اود واقعہ ۱۱۸۰ھ دے لاگے یا ۱۱۸۰ھ  
دایریا سی۔ جہدے حکم ریگوار خود وارث شاہ سن۔ ہو سکدا اے کہ ایہہ واقعہ  
۱۱۸۰ھ توں پہلاں دایریا ہووے تے وارث شاہ نے اوہد آنکرہ کر دتا  
ہووے۔ یرغل سنان واکے بزرگ نے واقعہ انج بیانیا سی۔ جویں وارث شاہ  
نے ایہہ واقعہ ہون توں پہلاں ای ایہنوں کشف دے طور تے ہیر وچ لکھ دتا  
تے اصل واقعہ کچھ عرصہ (چہہ ہفت یا بیسے) بعد (بطور پیشین گوئی) دایریا۔  
جس توں وارث شاہ دی بزرگی ظاہر کرنا مقصود سی۔

ویسے مصرعے ول گوہ کریے تاں پتہ لگدا اے کہ ایہہ واقعہ وارث شاہ  
نے کشف دے طور تے ای نامیاسی کیوں جے "آن پوری" فعل مستقبل ری

حوالے سی دیکھو اردو دارالمنار و معارف اسلامیہ لاہور جلد نمبر ۲ ص ۲۰۰ - ۲۰۱



نشان دہی کر دیا ہے۔ تے "جاسی آنی" وچ وی مستقبل دا جملکارا پکی پیدی گل  
 اے تے ایس پورے بند وچ ہیر سہتی نوں فقیر نال بھیڑا کرن توں روک دی  
 اے تاں جے کہہ کرے کوئی مصیبت نہ بنی جاوے۔ اہ وی مستقبل نال متعلق  
 اے۔ لہذا کشف والی گل زیادہ دل نوں لگدی اے۔ تے بزرگاں نوں کشف پور  
 جانا کوئی وڑی گل نہیں نالے وارث شاہ موجب ہیر ملکہ ہانس وچ لکھی گئی۔  
 ملکہ ہانس وچ بیٹھیاں جنڈیا لے دی برادی بارے شاہ صاحب نوں کشف  
 ہو گیا جو دے گاہ تے نال ای احمد شاہ دا بچ پینا جس وجہوں اوڑک بچ بچا  
 ہوں دی خوش خبری لکھی تے وارث شاہ نے مصرعہ سدھ کر ریتا دیا۔  
 اعلم بہا العوالم۔

## اک ہور مصرعے دی وضاحت

جدوں سہتی تے ہیرا کو بکو جو جانداں نیں۔ تے سہتی اپنی ماں آگے ہیر نوں باہ  
 جان ہی اجازت دین بارے سفارش کردی اے۔ وکھے وارث شاہ نے بطور تامل  
 بند ارج آکھیا اے۔

دیکھو ماں نوں دہی ولاؤندی اے کہہیاں پھوسیاں ریتیاں لاؤندی  
 تلی سمیٹا انگار ٹھاؤندی اے اتوں بہت پیار کراؤندی اے  
 شیخ سعدی دے فلک نوں خبر ناپیں بیکوں روکے فنڈ جلاؤندی اے  
 آخری مصرعے وچ وارث شاہ نے اک واقعے دل اشارہ کیتا اے تیر شیخ سعدی ماں  
 واپر باسی تھل ارج ہوئی کہ شیخ سعدی کہہ دے ہارے سن۔ اک چند متباد ریتا۔

نہ ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں  
 ملے میں یہ کہانی اپنے ماں ڈاکٹر دست انعام ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں  
 سکا اے کہ بیان وینا ملی وہیہ دانتاں دیا ہووے۔ ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں  
 قدر اتنی ہی ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں ہونداں



تاں ٹھٹھمبرنے پہنچی ہون دی تھاں نہانی بوکاں دے گل لئی۔ کہ تئیں کیوں  
 ڈانٹیاں چُپ کے آئے او۔ اوہناں شور دا پینا کر یا۔ تاں کہیں لگی تے میرا  
 مہیرا کئی سالوں پھپھوں مینوں ملیا سی۔ میں اوہ دے گل لگ کے کھلے تھکوسے  
 پئی کر دی ساں۔۔۔ پلو دفعہ ہو جاؤ۔ آگے وڈے گمانتی۔۔۔ میسے۔۔۔ رائے  
 داڑھی لگونے پیا۔۔۔ ایہہ مگر واپس آ۔۔۔ جہیا کسے ہی بس تاں  
 شیخ سعادی نوں وہ پیا۔ تے وارث شاہ نے مہیرا کر ضروری سمجھیا کہ صحیح  
 شیخ سعادی دے فلان نوں مہیرا میں جیوں۔ دے فلان زیادہ دی تے

## اک اعتراض دا جواب

بد کوئی ماسی سطح دا سیاا بندہ گل کر دا اے تاں اوہ اپنی گل نوں  
 اچھی سچی ثابت کرن لئی ماسی سطح دے واقعات دے توہے پورے پورے  
 ناں بئے۔۔۔ نجوم و بدنی گل نوں سچی تے سچی تسلیم کرے۔ وارث شاہ مہیرا  
 بنا دیاے دا وینک اے۔ پر ماسی پردہ دا پنا سچا انسان ہون پاروں کہ  
 اپنی گل بات دی پورٹ وئی تھکے عیب۔ تار۔ مہیرا مہیرا تے مغلستانہ  
 وغیرہ دے ادب فلسفہ تے مذہب وغیرہ دے توہے ناں گل کر رہے  
 وتھئے آد بے صفیر دے مذہبی۔۔۔ لکھی تے تہذیبی توہے ناں وئی گل کر رہے  
 اوہ چین دا ذکر ویا کر دا ات۔۔۔ پینے ایسیٹنگ دا ذکر وئی موہنے انداز  
 ناں کر دا اے۔ دیوار قبۃ پہ یعنی دیوار حسین وغیرہ دا وئی مطلب ایہہ۔ کہ  
 وارث شاہ نے ماسی سطح دی گل کہتی جس و تہوں کوئی اوہوں پنجاب  
 پنجاب تے کوئی مہیرا مہیرا ناں پیا۔ پر اس گل بارے سببناں ہی سہی  
 سببناں تے۔ یعنی۔ کوئی کنڈا اے کہ وارث میرا وارث تے۔ دگل وارث  
 شاہ دے ہر من پیارا اپنا سہا تے ناکھا ہون د ہون دا وڑ ثبوت تے۔ یہ مہیرا  
 تنگ نظر وارث شاہ نوں اراٹام رہندے تے نہیں کہ اوہ ہندو آندیاں تے۔۔۔ نیابت

ہا پر چارک سی۔ ایس کر کے اوہدی کوئی اہمیت نہیں۔ " پرچہ ول تھکیاں  
 ۲۰۱ ی شان نہیں گھٹ سکدی۔ الینہ انج اوہتاں دے اپنے دلی روگ دا پتہ  
 ضرور پتل باندا اے

البیرونی نے وی سنسکرت تے سندھی علوم سکھے سن پر اوہنوں تاں  
 نہیں کسے آکھیا کہ اوہ بندو متھا لوجی دا پر چارک سی۔ وارث شاہ نما ناخبرے  
 کیوں اوہناں دیاں اکیاں وچ بندے مار چھدا اے۔ حالانکہ اوہنے کج وی  
 تاں نہیں آکھیا۔ جے آکھیا بس ایساں کہ سہتی نے پھچیا۔

جوگ دس ہے کہ صروں ہو یا پیدا کتھوں ہو یا سنیاسی سراگ ہے  
 ان جوگ دے دس کھاں نہیں کتے کتھوں نکلیا جوگ دا راگ ہے  
 اد کھپری، سہایاں ناد کتھوں کس بدھی آجاں دی پاگ ہے  
 وارث شاہ بھبھوت کس کڈھیا ای کتھوں نکلی پوجنی آگ ہے  
 تے وارث شاہ نے جوگی راہی جواب دتا۔

نہا دیوتوں جوگ دا پنہ بندیا دیوت ہے گورو سنیاسیاں دا  
 راناں توں سجدہ بیراگ ہو یا پریم جوت ہے گورو ادا سیاں دا  
 ستھرا ستھراں دا نانک داسیاں دا شاہ گھن منڈا بھاسیاں دا  
 بہما بلہ ہناں دا رام بندواں دا اتے بس پیش سبھ را سیاں دا  
 پششت بیراگ بیراگیاں دا سری کرش بھگوان اہا سیاں دا  
 وارث شاہ جیوں رام سے بندیاں دا تے رمان ہے مومناں خلیاں دا  
 نام دیوتو گورو ہے چھینبہاں دا، لقمان لودا تر کھا سیاں دا  
 راہ نل ہے گورو جواریاں دا شاہ شمس نیاریاں ناسیاں دا

او کل ساڈھے چھے مسرے نیس جنہاں وچ بندو شان دی مذہبی تاریخ دی  
 مل دی اے۔ پر وارث شاہ نے اپنے اسلامی پیار دا ثبوت دیندیاں پوری اسلامی  
 اسلامی تاریخ دا اچھو کھو ایس بندوچ دھکے نال سمودتا اے۔

دستگیر ذاقادری سلسلہ ہے تے فرید ہے پشت عباسیاں دا  
 پتھرے پیر نہانیاں دا نقش بند منڈاں چنتا سیاں دا  
 حضرت ید جلال جلابیاں دا تے اویں قرنی کھلے کھاسیاں دا

تے انج وارت شاہ نے باراں چوداں مصرے اسلامی حقائق بارے لکھ ماسے  
 عالمانکہ اصولی طور تے اوہنوں صرف اولیٰ گل دا جواب ای دینا چاہیدا سی جہنی تھی  
 گئی سی۔ ایہہ ۱۹ اڈ مھوگل دالہ جواب شاید اوہنے قرآن و عیون سنت موکے دے  
 واقعے توں اخذ کیتا ہووے۔ کہ رب نے موسے علیہ السلام توں اصرار پڑا تے  
 پچھیا تیرے ہتھ وچ کیہ اے؟ تے موسیٰ علیہ السلام نے آکھیا کہ ایہہ ڈانگ  
 اے۔ میں ابدے نال کیریاں وغیرہ لئی پتہ جھارن دا تے کئی دوجے کم کرناں!  
 پتہ نچہ جس طرح مولوی غلام رسول عالمپوری واہ لگدی توں اسلامی تبلیغ توں  
 وسیلہ تھیں ہندا انج ای وارث شاہ وی گندھ دا پکا اے التزام دھرتے  
 وایاں توں آپو کچھ خیال کرنا چاہیدا اے۔ انصاف بڑی چیز اے۔  
 تھیں ووالیہاں ۵۔

## وارث شاہ تے تصوف

صوفی بزرگان اہر وارث شاہ دا عقیدہ سی کہ تصوف انسان نوں غلی دورے  
 نجات تے قریب لہنی وارث شاہ اے۔ بلحاظ وئی ہو سکدا اے کیوں جے ہر تیک  
 کوئی علم تجربے دی زبان صحیح ثابت نہ ہو جائے اودھ صحیح علم نہیں اکھو سکدا  
 نہ ہر علم جہتہاں پیا کھوئے۔ زبانی صحیح خراج نال کیسا کری کرنا ہوئے اے  
 تے جہاں حساب نال دوسری گل تہاں کیہ اے پھل۔ تے نہ تھیں انسان جہتہاں  
 تے نشہ نی وغیرہ دے کاریگر دیکھتے نیں جہاں ان پڑھ تھیں پر بڑے بڑے پڑھتے  
 توں جو بانی تے غلی بلحاظ نال ودھیرے سیانے۔ ہم دے بانو تہاں نیں۔ اکواری دی  
 گل اے کہ اک یوب ویل دا بور مجیدہ گیا۔ بڑے پتے لائے ابہہ کم کرایا گیا سی  
 ہوش

ایسے سی کہ کسے طرحاں ان بوہر کہہ کے باتے، بڑے بڑے ڈگری یافتہ طبابت نوں  
تحتیفات آئی، پر سبھناں ایسویا کہ دونی وار بوہر زمانات حضرت دی اے۔ اخیر اک  
جیسے ان پڑھو ماری گرنوں پتہ لگا، اونہے آکے سیچو ایشن مکی، تے فیر نوں بوہر دی ناکت  
دا تھو تھا تھو تھو وی "دے شور تے منڈیا اجابت نوں بوہر اوہنے دو چار گھنٹے دی  
گنت ناں نیوب میل چالو کر دتا۔ ڈگری مہر لڈر منہ تگدے رو گئے، تے اوہ  
اپنی مدد دہی کے تے پراپا، یا، نسیا اے کہ اوہ نیوب میل کی سالوں توں نہیں  
تاریں کر دے رسیا اے۔

سجھو! علم بڑی چیز اے، پر عمل توں بناں علم دی کوئی وقعت نہیں۔  
وارث شاہ وی ہیر دے مخالفان وچ سب توں اگے آئے اہ لولا اے۔  
ہیر عام طور تے تصوف توں غیر اسلامی ہتھ کے صرف قرآن حدیث لے ظاہر  
علم آئے زور دیندا اے۔ پر عملی نماز مال د سب توں چھپے رہ باندا اے۔

## تصوف دی بنیاد

تصوف کیہ اے؟ ایس بارے بڑے بڑے مقالے کتاباں لکھیاں  
گیاں نیں، موفیاں ہرے ڈگری حضرت جنید بغدادی تصوف بارے تھرا  
تظہیر رکندے نیں، اہدی تائید کر دیاں حضرت داتا گنج بخش ڈماندے نیں کہ۔  
تصوف دی بنیاد اٹھ نھاتاں آپر اے جنہاں ساہیں اٹھ پینمبرن علیہم السلام  
دی پیروی ہندی اے، جہدا دیرو اناج اے۔

۱۔ تصوف وچ سخاوت، حضرت ابراہیم علیہ السلام دی ہودے

۲۔ رضا، لذت، تمایل علیہ السلام دی۔

۳۔ صبر، حضرت ایوب علیہ السلام دا۔

۴۔ اشارت، لذت، زکریا علیہ السلام دے۔

۵۔ عزت (مافری) حضرت، یحییٰ علیہ السلام دی۔



وارث شاہ چونکہ اک صوفی شاعر سی جنھے "ہیر" راہیں اپنی گل لوکاں تک  
اڑان لئی تصوف دا سہارا لیا۔ ایس کر کے ضروری جا پدا لے کہ تصوف بار  
ذرا نکل کے گل کتھہ کیتی جائے۔

**صوفی** الشارح والارشاد اے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ  
عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

قَالُوا سَلَامًا ۗ يَعْنِي رَحْمَنٌ رَّحِيمٌ اودہ نیں جہڑے زمین اتے اویسگی نال  
چل رے نیں۔ تے جدوں جاہل اوہناں نوں بلان تاں آکھن سلام حی سلام۔

سول اکرم فراندے نیں۔ "مَنْ سَمِعَ صَوْتَ أَهْلِ التَّصَوُّفِ

يَوْمَئِذٍ نَكَّى دُعَاؤَهُمْ كَتَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْغَافِلِينَ۔ یعنی

جہڑا سوئیاں ای پکارش کے نہنتے، رت دی رکھے اودہ انام غافلان وچ رکھ

گھتا۔ (کشف المحجوب ص ۶۹۔ مطبوعہ نوری بک ڈپو لاہور۔ طبع اردو ترجمہ ۱۹۷۸ء)

**صوفی** :- صوف (پشیمینہ) پھنس والا۔ صوفی، صف اول وچ کھلون

والا۔ صوفی = اصحاب صفہ و اجائشیں۔ صوفی۔ صفا۔ والا وغیرہ لفظ صوفی

بارے اد مختلف نظریے نیں۔ کجھ وی ہووے۔ صوفی دا مطلب ظاہر تے باطن

دی صفائی۔ اختیار کرن والا متھیا گیا اے۔ کیوں جے صفا دی ضد کڈر رکھو

سہی اے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا ارشاد اے۔ ذَكَهَبَتْ صَفْوُ

التُّنْيَا وَ كَذُرْهَا۔ یعنی دنیاوی پائیزی جاندی رہی تے اوبدی کدورت

باشافت یا گندگی باقی دئی۔ صوفی حضرات اپنے اخلاق تے معاملات نوں پاکیزہ

تے سحر بنا لیندے نیں۔ ایس کر کے اوہناں نوں اصطلاحی نام نال پکارا جاندا اے۔

**پہلے صوفی صدیق اکبر** | سب توں پہلے صوفی حضرت ابو بکر صدیق

اکبر نکلے جاندے نیں۔

اِنَّ الصُّفَا صَفَتْ الصُّدُورَ۔ اِنَّ اَرَادَتْ صُوفِيًّا عَلَيَّ لِتَحْقِيقِ

یعنی حق سچ دی راہ وچ جے توں صوفی ہونا چاہویں (تاں ہو جا۔ کیوں جے) بیشک



صوفی ہونا حضرت صدیقِ دی صفت اے۔ کیوں جے صفا باطنِ دی اصل تے شاخ  
 اے اصل دامطلبِ دل نوں غیراں توں وکھ کرنا تے فرع دامطلبِ مکران  
 فریاں ہتھی دُنیا توں دل نوں نمالی کرنا۔ سو صدیقِ اکبر وچ اوہ دونوں صفتاں  
 جمع سن۔ جدوں وفاتِ رسولؐ کے عمر فاروقِ نووار نے کھلو گئے۔ تے آکھیا  
 کہ جہڑا رسولؐ اللہ نوں "وفات پاگئے" آکھے گا میں اوہ اسرلاہ دیاں گا۔  
 اوس ویلے صدیقِ اکبرؓ ہوراں فرمایا: "خبردار ہو جاؤ۔ جہڑا محمدؐ دی عبادت کر دا  
 سی۔ اوہ جان لوے کہ خدائوت ہو گئے نیں۔ تے جہڑا محمدؐ دے رب دی عبادت  
 کر دا اے۔ تاں اوہ بے شک زندہ اے۔ ہمیشہ جیون مارا۔ یعنی مَرَّ  
 نَظَرَ الْخَلْقِ هَدَكَ۔ وَ مَرَّ رَجَعَ إِلَى الْحَقِّ مَلِكٌ۔ یعنی  
 جینے مخلوق وُل دیکھیا، مارا گیا۔ تے جینے حق (خدا) وُل پاٹا کھا ہدا اوہ مالک ہو  
 گیا۔ تے دُوجی گل اوہ اے جدوں صدیقِ اکبرؓ گھردا سارا اثاثہ بارگاہِ نبوتؐ وچ  
 پیش کر کے، کبیل اُوڑھ کے سامنے آئے۔ رسولؐ خدائے پچھیا۔ گھر واسطے کہہ  
 کچھ چھڈ آیا ایں؟۔ عرض کیتی: اللہ ذرَسُوْلُہ۔ بقول اقبال:-

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس  
 صدیق کئے تے ہے خدا کا رسول بس

داناغ بخش علی سجوری تم لاہوری فرماندے میں۔ "مہدوں بندے دا  
 دل دُنیاوی صفتاں توں آزاد ہو جاندا اے تاں اللہ پاک ادبے دل نوں  
 دُنیاوی کدورتاں توں پاک فرما دیندا اے۔ اہ سب اک سچے صوفی دیاں  
 صفتاں نیں۔ اہناں صفتاں دا انکار اک طراں حق تعالیٰ دا انکار تے اوس  
 نال مستحلالان والی گل اے۔ ہن میں آکھناں کہ "صفا" کدورت۔"  
 دی بعد اے تے کدورت بشری صفات وچوں ہے۔ تے اصل وچ صوفی  
 اہ اے جہڑا بشری کدورتاں توں پار گلکھ جائے جیویں مصری زبائیاں۔ کہ حد  
 اہتاں یوسف علیہ السلام نوں تکیا تاں آپ دے جمال دے لطافت وچ غرق

ہوگئیاں تے اوہناں اپر بشریت دا غلبہ ہوگیا۔ چھوڑو اوں غلبے دا عکس پلٹیا  
تے اوہدے والی حد ہوگئی۔ تاں اوں ویلے اہناں دی نظر اپنی نسا اتر پئی تاں  
اکھیاں ماہذا البشر — "اد بشر تاں نہیں ہیکا" حالانکہ اوہدیوں  
شری سی۔ پر ایہہ سب کچھ تاں دراصل زنانیاں دی اپنی حالت واسطہ  
سی۔ چنانچہ راہِ طریقت دے بزرگ فرماندے نیں۔

ليس الصفات من صفات البشر لان البشر مدرك  
والمدرک يخلو من الكدر۔ یعنی حالت صفا بشری صفتاں وچوں  
نہیں کھوں جے بشر تاں مٹی دا اک دھوڑا اے۔ تے مٹی دے دھوڑے وچ  
کدورت مندی اے۔ تے اچ گویا بشری حالت چاہے یاں کدورت توں خالی  
نہیں ہو سکدی۔ سو صفادی مثال فعلاں نال نہ ہو سی۔ تے نرے مجاہدے  
تے۔ امت نال بشریت نہیں مٹ سکدی۔ کیوں جے صفادی صفت فعال  
تے، حوال نال منسوب نہیں ہگی تے نہ اہر نام تے لقب نال کوں تعلق اے۔  
ایس ای کہ الصفات من الصفات والاحباب وکھد شاموسن بلا سحاب۔  
یعنی "صفا" تاں محبوباں دی صفت اے۔ "اد اہ سورج اے جس اُتے کوئی  
بدل نہیں۔ گو "صفا" دوستاں دی صفت اے۔ "اد دوست اہ نہیں جہر  
اپنی صفت فنا کر کے "دوست" یعنی اللہ تعالیٰ دی صفت نال "باقی"  
ہو گئے نیں۔۔۔۔۔ جوئی حضرت رسول اکرم توں صحابہ نے حارثہ بارے  
پچھیا۔ آپ ہوراں فرمایا۔ "جَبَدُ نُورِ اللَّهِ قَلْبَهُ بِإِلَهِيَّاتِ -  
یعنی پہا بندہ بہادرل رب نے ایمان دیکے نور و نور کردتا ہویا اے۔ ایتھوں  
تاک کہ اوہدا چہرہ ایمان دے نور دی تاثیر تے ربی نور دے لشکاراں نال  
نور و نور دسا پیا اے" رکشف المحجوب اردو ترجمہ مذکورہ ص ۱۷۳۔

چنانچہ جدوں حضرت حارثہ بارگاہ نبوی وچ حاضر ہوئے تاں آپ ہوراں  
پچھیا۔ "حارثہ! توں سویر کیجی کیتی؟" عرض کیتی "یا رسول اللہ میں

رب دی حقانیت اُتے ایمان رکھدیاں سویر کیتی: "آپ ہوراں اکھیاں عارث! پتہ ای کیہ پایا ہنہا ایس؟ کیوں جے ہر شے واسطے اک حقیقت ہندن اے۔ تاں تیرے ایمان دی حقیقت تے دلیل کیہ اے؟" - عرض کیتی: یارسول اللہ! میں دُنیا وچوں اپنی جان الگ کر کے رب نوں پھچانیا۔ اُس دی نشانی اہ کہ پتھر سونا چاندنی تے مٹی میرے بھانے اکو جھینے نیں کیوں پئی میں دُنیا توں اُتے کے عاقبت نال پیار پایا اے۔ ہن راتاں توں جاگدا رہناں تے دن نوں ترہایا۔ ایتھوں تک کہ بن میری ایہہ حالت ہو گئی اے کہ اپنے رب دے عرش نوں بغیر شک و شبہ دے دیکھ رہیا ہنہاں تے نالے دوزخیاں نوں اُگ دے اندر اگدو جے نال کشتی لڑ دے تے (اک روایت موجب) شرمسار مندیاں تک رہیا۔ پُتھناں: (اکدھ کثیف المحبوب مذکور مکتبہ)۔

ایہہ سن کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "عارث! توں پچھان لیا اے ایس اُتے قائم رہنا (اہ لفظ تین وار فرمائے)؛ داتا گنج بخش فرماندے نیں: "کاملین اویا اور محققین عرفا کا نام صوفی ہے یہ گروہ باصفا اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا: صفا الکثیر فہو صاف و صفا کم صفا کثیر صفا صوفی یعنی جس کی بہت صفہ ہوگی وہ ساری صفہاں دوست میں ستھریں ہونگی اور دوست کے غیر سے بری ہوگی وہ کوشش نہ کرے مولانا روم فرماتے ہیں:

زندگی دیدار است اپنی دوست است  
دیدار باشد کہ رید دوست است

یعنی زندگی دیدار اے تے باقی کتاویں اے۔ دیدار مطلب دوستی (قرآن لے) دیدار ہونے: الصفا والیہ و لہذا اللہ و دوستی و لثصوف حکایۃ المسافرا شکایۃ یعنی مفا ولایت و می منزل اے جہدے ہی نشانیاں تے روانہاں نیں۔ جہدہ تصوف صفات ہی حکایت

تے تعبیر کے جس وجہ سے شکوہ شکایت نہ ہوئے ... (کشف المحجوب ص ۴۵)  
اہل صفا دی تین قسمیں :-

(۱) صُوفِی - (۲) مُتَّصِفِی - (۳) مُسْتَفِی

(۱) صوفی اہل کے جہڑا خوردنوں فنا کر کے حق اٹھانے والی باقی ہو جائے تے  
نفسانی خواہشوں الگ ہو کے حقیقت تال جڑ جائے

(۲) مُتَّصِفِی اہل کے جہڑا مجاہدے تے ریاضت راہیں ایس مقام توں  
ڈھنڈے تے اپنی طلب وچ سمجھا ہووے۔

(۳) مُسْتَفِی اہل کے جہڑا عزت شان گمان تے دنیاوی مال و دولت  
کارن ایہناں واروہ دھار لوے۔ تے اوہنوں ایہناں دونہاں  
مقاماں دی کوئی سار نہ ہووے۔ اہلے نقلی صوفیاں بارے عازفاں

دا اکھاں ایں : "المستصفیون عند الصوفیة كالذباب

وعند غیرہم كالتبایب" یعنی صوفیاں دے نزدیک اوہ

نقلی صوفی (المستصفیون) مکھیاں ہار حقیر تے کمیہ اے کیوں جے

اہل اہل فعل نفسانی خواہشاں پاروں اے تے ڈوبے لوکاں دے نزدیک

اوہ ایک بگھیڑا اے جہڑا اپنی ہر طاقت مُردار توں حاصل کرن لئی

خوج کردا اے۔ (کشف المحجوب ص ۴۵-۴۶)۔

تصوف بارے مشہور صوفیاں دے اقوال | (۱) الصوفی  
إذَا نَطَقَ

بات نطقہ عن الحقائق دین سکت نطقت عنہ الجوارح بقطع

العلائق - یعنی صوفی اہل کے جہڑا بولے تاں اہل بیان اپنے حال دی حقیقت

ڈسٹ والا ہووے تے جے چپ رہے تاں وی اوہدا حال آپے ظاہر ہووے تے

تعلقات توں الگ ہونا اہلے حال دا اظہار دے۔ (زوانون مہری رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) الصوفی ترک کل حظہ لنفسہ یعنی تصوف سب لذتیاں

توں دست برداری دانام ہے۔ (ابو الحسن نوری)۔

(۳) صوفیاں دا ٹولہ آہ ٹولہ آہے جنہاں دیاں جاناں بشری کدورتاں  
توں آزار تے نفسانی آفتاں توں پاک صاف ہو کے تمنا دی خواہش توں بے نیاً  
ہو گئیاں نیں جتنی کہ رب دے حضور پچھے درجے آئے پئی صفت وچ آکر کزیاں  
پیاں نیں۔ تے ماسوا توں مکمل شور تے دکھ ہو چکیاں نیں۔ (ایضاً)

(۴) الصَّوْفِيُّ لَا يَمْلِكُ وَلَا يَمْلِكُ لِعَيْنِ صَوْفِيٍّ آه آہے جس  
دے قبضے وچ کچھ نہ ہووے تے تاں نہ آہ خود کسے دے قبضے وچ ہووے (ابو الحسن  
نوری) ایس قول بارے دا گنج کش زمانہ دے نیں۔ یہ عبارت عین تناسی ہے  
کہ فانی الصفت نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک۔ (کشف المحجوب ص ۱۷)

(۵) التَّصَوُّفُ تَلَقُّ قَمِيْنًا ذَا وَعَلِيَّةٍ فِي الْكَلْبِ ذَا دَلِيَّةٍ  
فِي التَّصَوُّفِ۔ یعنی تصوف پاکیزہ اخلاق دانام ہے۔ سو جہند احقاق ورتہ  
پاکیزہ ہووے آہ اوٹاں وڈا صوتی آہے۔ (حضرت محمد بن علی بن محمد بن علی  
ابن ابن طالب رضی اللہ عنہم)

(۶) التَّصَوُّفُ اسْتِطَاعَةُ رُبِّيَّةٍ لِمَحَوِّ ظَاهِرٍ وَتَوَكُّفٍ  
یعنی تصوف آہے کہ صوفی اپنے نامبر تے باطنی نوش دیکھے بلکہ ہر سر تن توں ایسے  
(حضرت علی بن پندر میر فی نیشاپوری)۔

(۷) التَّصَوُّفُ هَيْبَتًا مَدًّا لِحَالٍ مَعَ الْحَقِّ بَيْنَ تَصَوُّفِ  
احوال آتے حق نال قائم رہن دانام آہے۔ (محمد بن احمد المفری)

(۸) التَّصَوُّفُ سِرٌّ سِرٌّ آہے یعنی بیویے سر تھاں تے رجاں آسنے آہے  
آہے۔ چہنے آداب توں آہے اوقات تے تھاں موجب آہے۔ (ابو الحسن نوری)  
دا درجہ پا گیا۔ چہنے آداب توں ضائع کیتا آہے قرب دے خیال توں آہے ہویا تے  
قبول حق دے گمان توں باہر ہو کے رہ گیا۔ (حضرت ابو تقیس مدنی نیشاپوری)

(۹) التَّصَوُّفُ حَسَنُ التَّحَلُّقِ يَتَّصِفُ نَيْكًا صِدْقًا دَانَام آہے۔

(حضرت مرعش) یعنی رب دے حکماں نوں سچے دل نال منہ منہ کے عمل کرنا۔  
 ۴۲) لوکاں نال مل ورتا رکھدیاں وڈیاں دی عبت تے تھوڑیاں  
 سنگ محبت نال پیش آنا۔

(۳) اپنی ذات بارے شیطان تے نفس دی پیروی نہ کرنا

حضرت مرعش فرمادے نیں۔ اہ تصوف دا تکھریا  
 ہو یا رستہ اے۔ ایس وچ فضولیات نہ ملاؤ۔

## تصوف شریعت اے

یعنی نقلی صوفیاں توں دور رہو حضرت داماد بخش فرمادے نیں۔ کہ تصوف  
 دے منکر جے صرف نام دا انکار کردے نیں تاں کوئی ہرج نہیں۔ کیوں جے اہ  
 نام دی حقیقت تے اوہدے معنیاں توں واقف نیں۔ پڑ جے اہ خاص کر  
 تصوف دا معنوی لحاظ نال انکار کرن تاں اہ انکار شریعت اسلامیہ تے  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دے اخلاق و خصائل تے آپ دے اسوہ حسنہ دا  
 انکار اے..... میں ایس کتاب (کشف المحجوب) راہیں وصیت کرناں  
 کہ سچے صوفیاں بارے حق سچ، انصاف تے رعایت توں کم لینا ایہوں تک  
 کہ دعویٰ کھٹ کرنا تے ایساں اشد وایاں نال حسن اعتقاد زیادہ رکھنا۔

و بالذاتہ فیق۔ (کشف المحجوب)

اپڑیاں سطران توں تصوف بارے نکھیرا ہندا اے۔ تے داماد بخش  
 دا اخیری ارشاد تصوف بارے اہ ہے کہ تصوف اصل وچ شریعت اسلامیہ تے  
 حضور دے اسوہ حسنہ دا (بلحاظ معنی) نام ہے جھوٹا (جعلی) پیر ہووے  
 یا صوفی، سپاہی ہووے یا مجسٹریٹ سبھ بندن جوگ نیں۔

ایس توں پہلیاں لکھتاں وچ میں دستیابی کہ سید  
 وارث شاہ نے "امیر" دے عارفانہ رنگ دی بنیا

## اک وناحت

کشف المحجوب دے "مرد کامل تر" اتے رکھی اے۔ تے "کامل انسان" وارث  
 شاہ دا مطمح نظر اے۔ چنانچہ تصوف بارے فقہا صرف کشف المحجوب توں

ای ماخذ من کے گل بات کر رہیاں۔ کیوں جسے وہ اک ایسی کتاب اے جس دا  
مصنف واقعی سچا صوفی سی۔ تے مجھوں ساری دنیا (سوائے جاہلان دے) تے  
من دی اے۔ حضرت داتا گنج بخش اہ مہستی اے جس بارے علامہ اقبال جیسے  
توہیں دوردے مفکر تے محقق نے بڑی عقیدت دا اظہار کیتا اے فرماندے نیں:

۱۔ سید بخویہ مخدوم اہم      مرقد او پیر سنجرا حرم  
۲۔ بندائے کوہار کساں گنجت      در زمین بند ختم سجدہ رنیت  
۳۔ عبد فاروق از مجلس تازہ شد      حق ز حرف اولہند آواز شد  
۴۔ پاسبان غوث اہم الکتاب      از نگاہش خانہ باطل خراب  
۵۔ خاک پنجاب از دم آواز شد      صبح ما از بہر او تابندہ شد  
۶۔ عاشق و حکم، قاصد طیار عشق      از جنس عشق۔ سر عشق

ترجمہ: ۱۔ سید علی بخویہ اُمتاں دا مخدوم۔ جہد امنزار معین الدین چشتی اجمیری دیاں۔

نظراں وچ ایسا معزز سی جوہیں حرم شریف +

۲۔ اوہیے پیاراں ہمیاں گندھماں سو ویانی ناں تے نکلتیاں تے پاس +

ہندوی دھرتی وچ اللہ وحدہ دی مبارک سجدہ دا زینہ بیجا۔

۳۔ اوہیے جمال زہیں فاروق عظیم ذی یازدہادہ وی ہرے مراناں دی

تائید ناں حق سچ دا نام اچا ہو گیا۔

۴۔ اہ قرآن ذی عوت دا رھوالا اے۔ وہی نظراں باطل دا تھ اہرہ

پچھ جاند اے۔

۵۔ پنجاب دی سرزمین اوہیے و بود ناں زندہ ہوئی اے۔ سادھی

سویر (اوہیے وچوردے) سوت ناں روشن تر اے۔

۶۔ اہ آپو وی عاشق سی۔ نالے عشق اڈاری دا بیغمبر اہدے ستھئے توں

عشق دے بنییت ظاہر تھیندے پٹتے نیں۔

وارث شاد نے وی بیرو لکھن توں پہلاں (یقین ہے کہ) شفا المحبوب  
تے تصوف دیاں دوجیاں کتاباں ضرور پڑھیاں سن۔ تے سب توں زیادہ  
ایسے کتاب توں متاثر سن۔ علامہ اقبال "وی عشق دے بڑے مداح سن۔ تے  
وارث شاہ دی عشق توں عمل زندگی دا "ست تسلیم کر دے نیں۔ بیرو دا مطلع  
ای عشق ناں ابجدوا اے۔

ہوں ممد خدا اور دیجے عشق کیستا سو جگ دانوں میاں  
پہلاں آپ ہے رب نے عشق کیستا تے عشق ہے نبی رسول میاں  
عشق پر فقیر داسرتیہ ای مرد عشق دا بھلا نکل میاں  
کھلے تنہاں دے باغ قلوب اندر جہاں کیستا ہے عشق قبول میاں  
حافظ شیرازی کہندے نیں :

در ازل پر تو حسنت زنجلی دم زد  
عشق پیدا شد و آتش بہم عالم زد  
جلو زد کرد رخسار یک عشق نہ داشت  
عین آتش شد ازین غیرت بر آدم زد

ترجمہ : (۱) ازل وچ تیر۔ سن دے جلو یاں پاروں عشق پیدا ہویا۔ تے  
کل عالم نوں گویا آگ لگ لئی۔

(۲) اوہنے لشکارا نیسا۔ فرشتے نے سن دا نظار اکتا۔ پر  
عشق توں موحی پاروں اوہنے قدر نہ کیستی۔ سن ایس غیرت پاروں نری  
آگ (عشق) بن گیا تے اوہ آگ آدم نوں دان کردتی۔  
عشق تصوف دی جند جان اے۔ تصوف بارے اُپر کافی چاننا پارتا گیا  
ایسے۔ اصل شے "بیرو" روح "اے جنہوں حاصل کرنا تصوف دا مقصد  
ہند اے۔

راٹھی آکھیاں شاہی بیرو دت جنم گالیے تے اوٹھے جالیے



اوہ ریہ دے نور رانوان نیما شہدے ہو کے جنم وٹا لے  
 او تھے خودی گمان منظور ناہیں سرو پچیے آں بھیت پائے  
 وارث شاہ محبوب نوں تدوں پائیے جدوں آپنا آپ گوا لے  
 ۲۔ بجھی عشق دی گنٹ نوں والی سماں آیا اے شوق جگا وٹے دا  
 وارث شاہ میاں ایہناں عاشقاں نوں فکر ذرا نہ جند گوانے دا  
 تے عشق دی اک بجھ جیان دا اقبال آنج افسوس کر دا اے ہر  
 "بجھی عشق کی آگ اندھیرے

مسلمان نہیں خاک کما ڈھیر ہے

جعلی صوفیاں دی نشان دہی "مستمنون" راہیں اہتر کیتی جا چکی اے

جھے لوکاں دا ذکر وارث شاہ آنج کر دا اے ۔

ہوکا پیرے دیندا اپنے وچ سارے آؤ کسے فقیر بے ہوداں ہے  
 منک کھا ونا کم نہ کاج کرنا نہ کچھ چارنا تے نہ کچھ پووناں ہے  
 ذرا کن پڑ کے سواد پلٹی گوروسا لے بہت دا ہوداں ہے  
 نہ دیہاڑی نہ کسب روزگار کرنا نا ڈھ و شاد پھر مہنت ، مٹھاں ہے  
 مالے مٹھاں تے نلے گھوڑاں ہے دین دا نہ کسے دا ہوداں ہے  
 خوشی اپنی اٹھاں میاں وارث اتے اپنی پندے سوناں ہے

ایہناں نشان شعراں وچ جعلی صوفیاں دا پورا مکس مل اے ۔ کترن  
 مصرع نفسانی شو مشاں دی سلامی دی دس پانڈا اے : ناڈ گھو شاد اتے سائے  
 بیگت دا گور و ہون وچ جھوٹھی شان گمان دہی شلب ، الی رمز لہو دی اے ۔  
 ذرا کن پڑ کے سواد ملنا وچ بھیس بالن دا اشارہ اے یعنی جعلی روپ اتھارن  
 دا چکر تے بہرا ایس خلیہ نوں پلاوے اوہ چکر باز ۔ ہویا ۔ منک کھا ونا کم نہ کاج  
 کرنا نہ دیہاڑی نہ کسب روزگار کرتا ۔ وچ ویلیاں کھان دی رہا اے ۔ ویلیاں  
 بندہ شیطانی توڑمہ ہندا اے تے بہرا شیطان دا پیرو کار ہووے اوہ اجلاس

کتاں وی بن بن ہوے۔ اوڑک مار کھاوے ای کھاوے۔ کیوں کہ جے آنج نہیں  
 تاں اک سچ توں نہیں۔ ایہہ ایس لئی کہ سچ دا تعلق اللہ نال اللہ نال ہے۔ اللہ  
 باقی ہے۔ ایس کر کے سچ وی باقی ہے۔ تے سچے وی باقی نہیں۔ اہ مر کے وی  
 نہیں مر سکے ۵

## بنیاں مُرشدان را نہ ہمتہ اوے

کوئی وی کم سیکھنا ہووے  
 استاد دی لوڑ ضرور پیندی ہے۔

عالم بین لئی کسے ودے عالم دی سیوا کرنی پیندی ہے۔ لواریں ہی لواریں  
 کسے کوڑوں سیکھنا پیندا ہے۔ پے بد قسمتی ہے اوہناں لوکاں دی جہڑے اخلاق  
 تے دین دے معاملے وچ کسے نوں مہری بنانا ضروری نہیں سمجھدے۔ سگوں  
 اُد رولا پا کے لوکاں نوں وی ایس توں منع کر دے تے دلیل ایہہ دیندے  
 تیں کہ جعلی لوک بہت ہو گئے تیں ایس کر کے بنیاں دا پچھا امی چھڈو۔  
 جعلی سنے عام ہو جان تاں کاروبار بند نہیں کیتا جا سکدا۔ البتہ جاسازاں  
 نوں کپڑاں دی لوڑ پیندی ہے۔ آٹا ملاوٹی ملے تاں کھیکھے بہ رہنا ایہہ علاج  
 نہیں۔ تے تے آئے دی ضرورت توں بے نیاز ہون نال عمر تکھ سکدی ہے۔  
 بات اہ اتی ہے کہ بُریاں دے خلاف جہاد کرو۔ کھوئے توں بھجاؤ نہ کہ کھوئے  
 نال کھرے دی ضرورت توں وی بے نیازی اپناؤ جے جعلی صوفی یا پیر تھیکے  
 اسیارن دا سبب بنے تیں تاں اہ مطلب اد نہیں کہ حقیقی صوفیادی ہو سکد  
 یاں ضرورت توں انکاری ای ہو جاؤ۔

فقیر | صوفی بارے تیں پچھے کانی بچھ پڑھ آئے او۔ آؤ ذرا دانا گنج بخش  
 بوراں کوں ای پچھئے کہ فقر دا کیہ مرتبہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ

علیہ السلام نوں فرمایا :-

وَلَا تَقْعُدُوا عَنَّا يَدْعُونَ رَبَّنَا بِالْخَيْرِ وَآلُ عِيسَىٰ سَائِدُونَ

دُخُّهُ (پا، ع ۱۶) اے نبی! اوہناں نوں رور نہ کر جہڑے پکار رہے تیں اپنے

رب نون ننام سویرے اہدی رضا حاصل کران لئی۔۔ انامکے فرمایا۔ دل لعلی  
عینک عنہم سیرید زینتہ الحیلوۃ نہ نیا جوتے تباڈیاں اکھیاں  
اوہناں نون چھڈ کے مور تھے نہ بین کیہ بھلا تسیں دنیا دا سنگار چاہو گے رہے ۶۹

ایتھوں تک کہ رسوں اکرم اہتاں وچوں جتھے وی کسے نون دیکھ پیندے  
تاں اکھدے میرے ماں باپ تہا تھوں قربان۔ تہاڑے بارے اللہ نے  
میںوں خاص تاکید فرمائی اے: حضور دا ارشاد ہے کہ قیامت نون اللہ پاک  
فرمائے گا۔ اُولَٰئِکَ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ میرے محبوباں نون میرے کون نون  
ذریعے آکھن گے "مولا! کہڑے محبوب؟" رب تعالیٰ فرمائے گا۔ ایسے محبوب  
فقرتے مساکین نیں۔ حضور پاک نے خود فقر نون اختیار فرمایا تے دعا ملی۔

اللّٰهُمَّ اٰخِیْرِنِیْ مَسْکِیْنًا وَّ اَمْتِنِیْ مَسْکِیْنًا وَاخْتَمُوْنِیْ  
فِیْ زُرْمَۃٍ اَلْمَسْکِیْنِیْنَ۔ یعنی یا اللہ! میںوں مسکین کر کے زندہ رکھ  
مسکین کر کے وفات دے تے مسکیناں نال میرا حشر کریں۔

فقیر اہلے کہ اُدے کول کجھ نہ ہووے نہ کوئی شے اُمنوں پیسے  
یا چیرے۔ نہ اُد دنیا وی اسباب دے ہون نال غنی ہووے، تے نہ اُد اسباب  
دی اُتھونڈ پاروں محتاج ہووے۔ مال دولت دا ہونا یا نہ ہونا فقیر لئی اکو جیسا  
اے سگوں فقیر کول مال وغیرہ نہ ہووے تاں ودھیر خوش ہندا اے۔ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال نیست وغیرہ وچوں حصہ وند نہ ریتدے آپ  
نون پین نہ اؤند۔

حکایت | اک درویش نون بادشاہ ملیا تے آکھیا کون شے ورتی اسیا  
تاں منگ لے فقیر بویا۔ میں اپنے علماں دے غلام کہوں کجھ

نہیں منگدا ہندا۔ بادشاہ نے آکھیا کہیر مطلب ہے۔ جواب دتا۔ ترس تے  
ہوس (امید تے تمنا) میرے دونوں نام نیں۔ جو تیرے آقا نیں۔ سو توں میرے  
غلاماں دا غلام ہوویں۔ اللہ تعالیٰ فرماندا اے۔ لوگو! اللہ تعالیٰ غنی تے حری

اے۔ تے تیں اہدے دے فقیر او۔ (قرآن ۳۵: ۱۵) سو غنی آکھوان دی  
 حق دار اک رب دی ذات اے۔ باقی ہر کوئی محتاج تے فقیر اے۔ کہنت تیں  
 کہ خلیل منشی ایٹ آد دم امیر او قد سماہ ربہ فقیرا  
 یعنی اہنے تلو کیتا بنے آدم جائے دانان "امیر" رکھیا۔ حالانکہ اہدے رب نے اہدا  
 نان "فقیر" رکھیا اے۔ — اک بزرگ فرماندے تیں ہد۔

لَيْسَ الْفَقِيرُ مَنْ نَقَلَ مِنَ التَّرَادِ اِنَّمَا الْفَقِيرُ مَنْ  
 نَقَلَ مِنَ التَّرَادِ — یعنی فقیر اہ تیں جس کو مال نہ ہووے بلکہ فقیر  
 اہ اے۔ بیچارہ دل آرزواں تے حسرتاں توں غالی ہووے۔ رویم بن محمد فرماندے  
 تیں۔ مِنْ فَعَلِ الْفَقِيرُ احْفَظْ سِرَّهُ وَصِيَانَتَهُ نَفْسِهِ وَ  
 اَعْرَافَ نَسْرِ لِيَصِيحَ — یعنی فقیر دی تعریف اہ ہے کہ اپنے اسرار (بھیت) اہ  
 دی راکھی کہے۔ نفس توں بچاتے تے پنے فرضاں توں ادا کرے۔  
 مولانا روم فرماندے تیں :-

چھیت دُنیاہ :- — از خدا غافل بَدَن

نیت دُنیا نغسرد و فرزند و زن

یعنی دُنیا داری رب دی یارتے اہدے حکماں توں غافل ہون دانام اے۔ دُنیاہ  
 داری مال و زر اولاد تے و وہنیاں دانام نہیں ہوگا۔ جے اک آدمی مال و  
 زر اولاد تے ہویاں دی سبب محبت دے نال نال اللہ تعالیٰ نے اہدے  
 رسول دی سچی محبت دے گٹ ہو کے اللہ رسول دے حقوق ادا کردار ہو  
 تے مال اولاد وغیرہ

۱۔ مارت شاہ نہ بھیت سند دی کھلے بقا نویں بیان دا چند رائٹ جائے

بھیت دستاورد داکم ناپیں مرد سوئی جو دیکوہ دم کھٹ جائے

گل جیورے و حق ہی رتے نغیہ گاں دانگ کھال نہ سٹ جائے

۲۔ مارت شاہ نماز تہاں وڈ سروں لاہ او دلیرا واسطہ ای

یہیں جہڑے وس اُتے حقوق العباد یعنی نوکراں دے حق حقوق واجب نہیں اوہ  
دی ادا کرے تاں اوہ مال دار تے میال دار نہندیاں وی رب دا قُرب تے اوہ  
نیت تے مہربانی تے اہدیاں ہمیش دیاں رہتاں پاسکدا اے ماہدی مشاں واسطے  
عثمان غنیؓ دا نام کافی اے۔ جنہاں اپنی دولت اسلام واسطے خرچ کر کے دُنیا تے  
کثرت دنی سعادت کھٹی۔ پیغمبرؐ وچوں حضرت سلیمانؑ دی مشاں اے جنہاں  
دی شان بڑی اچھی سی تے آپ نوں رب نے بادشاہی نہ صرف انسا تاں اُتے بلکہ  
جناں جانوراں تے ہوا وغیرہ اُتے وی عطا کیتی ہوئی سی۔ پر کیہ مجال کہ اک  
لمحہ وی رب دنی یا توں تعاقب رہے ہون۔ رب اے پیغمبر تے نیکو کوہندیاں وی  
سروے اوس توں ڈر رہندے سن۔ اللہ تعالیٰ نے انسان نوں دنیا وچ ایس پرکار  
بھیجیا کہ اوہ دیکھے کہ کھڑا بندہ شو نہ وچ صابر شاکر روکے تے کہہ: کھل ٹٹ  
مرا اپنے آپ وچ بندیاں رب رسول دے حکماں نوں پروان کر دالے  
تو ان وچ توں دالے کہ سب جنوں چاہوے کھو ما ڈنھا رزق دیندا اے  
تے بہوں چاہوے گواں منواں۔ یعنی اہ کھناں نوں رجا کے آزماندا اے تے  
نہنداں نوں بھکھا رکھ کے۔ اصل مقصد آزمائش امی ہے۔

تے سُن اصل تصوف تے فقردیاں رمزآں اُتے یقین نال گل بات ہو رہی  
اے۔ غور کرو کہ وراثت شاہ مختلف کرداراں کوں کیہے نیچے موتی پیا کھوانا

۱۔ یاد حق دی میر تسلیم نہ چاٹساں جگ دے نال کیہ میر نہیں  
بادشاہ سچارب عالماں، افسر اوس دے مہین وزیر ساتیں  
فقر کل بمان دا امر اے تابع فقر دی پیرتے میر ساتیں  
بناں مرشدان راہ نہ ہتھ آوے دھ باجھ نہ تھدی کھیر ساتیں  
ماں یا پ نہ انگ نہ ساک کوئی چاچا تیا بھین نہ ویر ساتیں  
دُنیا وچ ہاں بہت اُداس ہویا پیروں ساڈلوں لہ نہ کیر ساتیں

- ۲- اد جگ مقام فناہ دا اے سجھا ریت دی کندھ اد جیوناں ایس  
چھال بدلاں دی عمر بند ایں دی عزرائیل نے پڑا سیوناں ایس  
اج کل دا اد پڑا ہوناں ایس کسے سدانہ حکم تے تھیوناں ایس  
دارت شاہ میاں انت خاک ہونا لکھو آجیات جے پوناں ایس  
۳- گھوڑا صبر دا ڈکری واگ دے کے مارن اندریاں کم ہوں چنگیاں دا  
جہڑے مرن سو فقر تھیں ہوں واقف نہیں کم اد مرن تھیں سنگیاں دا  
شوق مہرتے صدق یقیں باجھوں کیا فائدہ ٹکڑیاں منگیاں دا  
دارت شاہ جو رب دے رنگ تے گوہر آب ہے رب دے رنگیاں دا  
۴- فنا رسل اللہ دی مہین مورت اے رب دے جھوٹ نہ بولے نی  
فقر شیر دا اکھدے مہین بُرج بھیت فقرا مول نہ کھولے نی  
۵- من نجات غمک حکم ہویا گل فقردی نوں نایس بیٹے نی  
جو تجھ کہیں فقیر سو رب کر دا اکھے فقرے توں نایس نیسے نی  
بُرا بھلا جو دیکھے مسرت رہیے بھیت فقرا مول نہ دسیے نی  
۶- گھروج پیندا گنا سجھاں دایار ہور نایس کسے گنھٹ گیا  
گھریا تے ڈھونڈ دے چہرہ باہر تے بھل نہ ماریاں اٹھ گیا  
۷- اللہ والیاں نال کیہ ویر چاہو بھلا کوارے اہ کیہ قاعدہ ای  
پیر مجھ فقیر دی ٹہل کرے ایس کم ورت خیر دا زائدہ ای  
دارت شاہ فقیر جے ہوں غصے خوف شہر توں قحط و بائدا ای

لغت یعنی اللہ تعالیٰ مومن دے دل اندر سما سکدا اے ہور تھے کہ ہرے نہیں مثلاً

میر درد دا شعرا سے

دونوں جہاں کہاں تیری وسعت کو پاسکے

میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

آدم علیہ السلام ابے مٹی را پتلا سن کہ آپن انسان  
بادمی ہے بے نظیر کہیا گیا حالان کہ ابے اوس وچ جان نہیں سی پانی

تے نہ ہی روح پھوکی سی۔ قرآن وچ آیا اے :  
 هَلْ اَتَىٰ عَلَىٰ الْاِنْسَانَ حَيْثُ يَمُنَّ الرَّهْبُ حُمُيْكَتُ  
 شَيْئًا مِّنْ دُكُوْرًا ۝ (خھر : ۱۷)

یعنی انسان اُتے اک زمانہ جیہا وی آیا جہوں اہ کوئی ذکر دے قابل شے نہیں سی  
 علمی سیانے کہندے نیں کہ انسان دا وجود رب دا بحیثیت اے۔ اہ جسم  
 اہد اباس اے تے خدادا اہ بحیثیت طبع جسم تے روح دے ملاپ وچ رکھیا گیا  
 اے۔ بندہ عاقل ہووے یا پاگل۔ سمجھدار یا نا سمجھ۔ ہوش مند یا بے ہوش۔ کافر  
 فاسق۔ فاجر تے جاہل ہووے یا مومن۔ مسلمان نیک تے مام۔ بہر حال انسان  
 ضرور اکھواندا اے۔ اہ وکھری گل اے کہ بعض انسان انسانیت دے درجے توں  
 لمہ کے حیواناں توں وی بدتر ہو جاندے نیں جیویں کالانعام بیں **ھمہ**  
**اخذت** والی آیت توں ثابت ہے۔ قرآن وچ آوند اے۔

لقد خلقنا الانسان من سلاسة من طين ثم جعلناہ  
 نطفة فی قرار مکین۔ ثم خلقنا نطفة نلقہ فی خلقنا العنقة  
 مضغۃ فخلقنا المضعۃ عظاما فلسونا عظاما لحمنا لسانا  
 خلقنا آخر فتبارک اللہ حسن الخالقین ۵

بے شک اساں انسان توں و جدی مٹی توں بنایا۔ فیہ منوں پانی دا قطرہ <sup>نطفہ</sup>  
 کمرے رکھیا کچی پیڑنی تھاں وچ (رزم مار وچ) فیہ نطفے توں لہو دی پٹی بنایا  
 تے ہو دی پٹی توں دست دی بوٹی ایسا فیہ بوشت دی بولی توں بیاں تے  
 بڈیاں پر گوشت چڑھایا تے فیہ اہنوں آخری شکل وچ <sup>سہ بنا</sup> کر کے پیدا کیا  
 سو بڈیاں برکتاں والا اے۔ اللہ تعالیٰ سب توں سوہنا تخلیق کار۔

یعنی انسان دیاں اہ مختلف شکلاں نیں۔ زندہ رہوے یا فوت ہو جائے

انسان ہی رہندا ہے۔ کامل ہووے یا ناقص کوئی فرق نہیں۔ انسان دی منزل انسانیت و اکمال حاصل کرنا ہے جس بارے "کامل تر انسان" دے عنوان پر پیٹھ پچھے کافی بحث ہو چکی ہے۔ آہ روحانی تے مادی عاقلانہ اک بحث سی۔

پتھے انسانی بدن بارے سائنس دی رونال گل بات کیتی جا رہی ہے۔

انسانی جسم | ایس کائنات وچ سب توں وڈی حقیقت تے خالق کائنات  
دا شاہکار انسانی بدن ہے۔ اہ انسان اک اچھی مشین

اے۔ جس دی مثال نہیں مل دی۔ کوئی انسان اچھی مشین نہ تاں بنا سکیا  
اے۔ نہ بنا سکدا اے۔ رب دی ایکتا دا وڈا ثبوت اے کہ دی اے کہ ہر  
انسان دی شکل دو بے نالوں وکھری ہندی اے۔ اک سائنسی محقق لکھدا ہے۔

"ایک عجیب و غریب اور وسیع و عریض کائنات کو اس میں انسان  
میں) سمیٹ کر رکھ گیا ہے۔ جسے انسان خود سمجھنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

لیکن پوری طرح آج تک نہیں سمجھ سکا۔ آپ اندازہ لگائیے کہ مرد  
کے ادہ تولید کے ایک مکعب سنٹی میٹر میں  $\frac{1}{2}$  کھروڑ حیوانات منویہ ہوتے  
ہیں۔ اور عام حیوانات میں ایک اخراج میں کئی مکعب سنٹی میٹر کے بقدر

مادہ خارج ہوتا ہے۔ جس میں ماہرین کے مطابق ۵۰ کھروڑ حیوانات منویہ موجود  
ہوتے ہیں۔ ان نصف اوب جراثیموں میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک

انسان بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن صرف ایک جراثیم عورت  
کے بیضہ میں نفوذ پاتا ہے۔ جو انسان کی تخلیق کا موجب بنتا ہے۔ اسکی

طرح ہر بالغ عورت کے مخصوص حصہ میں ۴۰ لاکھ نا پختہ اندٹ موجود رہتے  
ہیں۔ مگر ان میں سے صرف ایک اندھا پختہ ہو کر اپنے مقررہ وقت پر نمودار

ہوتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ۲ گھنٹے تک اس کے لئے تیار ہوتا ہے  
کہ اگر مرد کا کوئی جراثیمہ آکر اس میں داخل ہو جائے تو وہ ایک مکمل

حیاتی یونٹ بن جائے اور یوں حمل قرار پائے۔"



”جسم انسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے۔ ایک دوسرے  
 قد و قامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد (ایک کروڑ ایک ارب) کے قریب بتائی جاتی ہے۔ ایک ہی خلیے سے یہ تمام اربوں کھربوں خلیے بنتے ہیں  
 کروڑوں خلیے (CELLS) روزانہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے اسی وقت  
 ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خوب کے اس لاکھ خلیات ختم ہو  
 جاتے ہیں۔ اور اسی تعداد میں نئے خلیات جنم لیتے ہیں۔ جسم انسانی میں بے شمار انواع  
 و اقسام کے ان کھربوں خلیات کا آپس میں تناؤ اشتراک عمل ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنا  
 کام بڑی ذمہ داری اور صحت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ہر خلیہ اپنے فرض منصبی کو  
 جانتا ہے کہ کس طرح اس نے سارے بدن کی بستری اور اچھائی کے لئے اپنے  
 حصے کا کام کرنا ہے۔“

”یہ انسانی خلیے ایک فیصل بند شہر کی طرح ہیں۔ اس کی توانائی کی ضرورت  
 پوری کرنے کے لئے بجلی گھروں کی طرح جسٹریٹر کام کرتے ہیں۔ اس کی فیکٹریوں  
 میں لیمیا (پرڈیمن) تیار ہوتے ہیں۔ اس تیار شدہ سامان یعنی کھمیاہ کی اجزاء  
 کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کے لئے ایک ہوا صلااتی نظام بھی ہے۔ نظریہ  
 یا گزند سنچنے پر اس کے سدباب کے لئے وراثی اقدامات اور احکامات صادر  
 ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پہلے تحقیق ہوا تھا کہ، سال میں اول خلیے ختم ہو کر دوسرے  
 خلیے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب (نئی تحقیق سے) معلوم ہوا ہے کہ ہر چارہ مہینے بعد  
 کھربوں خلیوں پر مشتمل یہ پورے کا پورا نظام بدل جاتا ہے۔“

”یہ بات صرف خلیوں پر ہی ختم نہیں بتائی۔ خود خلیوں کے اندر پورا نظام  
 حیات ہے جسے سائنس نے پچھلے ۳۳ سالوں میں ڈھونڈ نکالا ہے اور بس  
 کے نتیجہ میں GENETICS یعنی جینیات کی ایک پوری نئی سائنسی ابھر کر  
 سامنے آگئی ہے۔ دادا، پو دادا، نانا، پر نانا اور ماں باپ کے یہی جین  
 (GENES) بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا کورا ہوتا ہے اس کی آنکھیں

نسلی بھڑوری یا سیاہ بونٹی میں، اور اس کے بال کالے بھورے یا سنہری ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ یہ اثرات بچے تک اس کے کئی لپٹوں کے جین (GENES) لیتے ہیں۔ ساری خصوصیات ان ہزار اہم جین کے اندر پنہاں ہوتی ہیں۔ جو کہ ایک خلیہ اپنے اندر چھپائے ہوا ہے۔ ان جین سے پروٹین کی خصوصی قسم پیدا کرنے میں مدد دیکھی جلتی ہے جو جسم کے خصوصی افعال کے لئے ضروری ہے۔

”جین (GENES) اصل میں ایک عجیب و غریب کیمیاوی سالمے (MOLECULES) سے ترتیب پاتے ہیں جو کچھ اس شکل کے لمبے سالمے ہوتے ہیں جیسے دو کچھوٹے ایک دوسرے میں سستی کے دھاگے کی طرح پٹنٹے ہوتے ہیں۔ انسان یا پودے کی تمام ممکنات اس دھاگے کے اندر سمونے (CODE) ہوتی ہیں۔ اس کیمیاوی سالمے کو DNA کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کو زندگی کا دھاگا کہنا ناموزوں نہ ہوگا۔ اس کے اربوں یونٹ ایک خلیے میں موجود ہوتے ہیں۔

”DNA صرف نسل اور جینیات (GENES) کی کنجی سے بلکہ یہی وہ قوت ہے جو خلیے اور جینیات دونوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ ہر فرد کی زندگی کا لائحہ عمل پہلے ہی سے DNA کی ٹیپ میں ٹیپ ریکارڈ ہوتا ہے جس کی تفصیلات، اگر تحریر میں لائی جائیں تو بڑے سائز کے ایک لاکھ صفحات میں سمائیں گے۔“ DNA جس کو دیکھنے کے لئے ایک چھوٹی خوردبین کام نہیں کر سکتی۔ اس میں معلومات و ہدایات کا آنا عظیم ذخیرہ محفوظ کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا وہ عظیم کرشمہ ہے جس کے علم کے بعد اس کی نقوش میں آج سائنس دان ماپس کے برابر ایسا بلوری کمپیوٹر تیار کرنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔ بس میں کروڑوں کتابوں کا مضمون ذخیرہ کیا جا سکے گا۔۔۔۔۔

لے گا شبہ اٹلے صبحے آپر دکا یسو۔



ان کی مہبانی ساقد، مزار سے ایک لاکھ میل لمبی ریلوے لائن کے برابر نکلے گی۔  
 انسان جسم میں کروڑوں کمیادنی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں  
 ہے کہ اگر آپ ان اجزاء و شمار یہ مشتمل اجزاء کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس  
 سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک ڈبہ پر ہی بن جائے گی۔ اگر اس کی تفصیل  
 لکھنا چاہیں تو بہت مشکل کام ہوگا۔ کیونکہ انسانی عقل جسم انسانی کے مینڈی  
 نظام کو مانتا ہے سمجھنے سے فائز ہے۔ سائنس نے ہماری عقل و دانش  
 اور تم کو بڑھانے میں بہت پیچیدگی ہے لیکن کیا کوئی سائنس دان یہ دعویٰ  
 کر سکتا ہے کہ اس نے انسان کی ابتدا یا اس نوع کا کسوج نکالنا  
 مرکز نہیں +

اگر ہم صرف اسی مامل نظام پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں  
 عظمت شان نظر آتی ہے۔ اور اس نظام کی باریکی اور پختگی کا قدرے اندازہ  
 ہوتا ہے۔ خود انسان کا اپنا جسم اور اس کے اندر کی مشین ہی خدائے عظیم و خیر  
 و قدرت و حکمت اور خلائی کی روشن دلیل ہے۔ ہم جتنا اپنے جسم کے خلیات  
 اور جینیات کے ضمن میں ان معلومات اور دریافتوں پر غور کرتے ہیں اتنا ہی  
 ہمیں خدائی کی بے پایاں قدرت کا یقین مستحکم حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی سے  
 ہم اللہ کو پہچان سکتے ہیں اور اس کی ہستی پر صحیح ایمان لاسکتے ہیں۔

[ زمانہ نوزاد مطالعہ فطرت اور ایمان مولانا مرتبہ ڈاکٹر اسرار احمد  
 مطبوعہ مرکزی مجلس خدام القرآن لاہور۔ نمبر ۱۳۔ ص ۱۵۱ ]

سہمی = موت

انسانی جسم ارے عمل بات توں بعد اوہیر دل مڑ کے جہات پائے سہمی  
 (موت) انسان دانل دشمن اسے جہڑا اوہار شہ دنیا توں توڑ کے اوہنوں عاب  
 دل توں دیندا اسے سہمی رانجھے نوں وی اک عام دنیا داری دا چاہوان انسان  
 ۱۹۱۶ء مشہد ۱۹۱۶ء پر ملاحظہ فرمائیں

سمجھ کے فُردِ کردی اے یعنی ہیر دے لاگے نہیں لگن دیندی۔ جو دوسروں  
 نوک ہانتی سے کہ ایہہ تاں ہیرا تاں وی جاندا اے تاں اوہنوں ساہو  
 ندرنوں سامنے رکھ دیاں، خوش تو ما پامید سی کہ تیں تیج واپا ہون دی تیں  
 کیا اے۔ پر اداک ہوس کار تے جھے عاشق ورت فریق کرنا چاہندی سی  
 جھے (جوگی) نون جنبوٹھا عاشق ثابت کرنی ہر حال نہی سے  
 میں جوئیاں دی مٹھیوں نہیں بندی ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا  
 بے شہر دی مچھتہوں پوچھ پیدی جوہی منجھراں بیٹ نے ہوسا ہوسا  
 کھیاں ڈنڈیاں میں توں پر براوے پریم کھیاں ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا  
 سرمن دارھی کھیبہ نیا لہ قدرن ڈنڈیاں ایڈ پامیاں ہوسا ہوسا  
 نہیں فقرے جیت دا ذرا واقف نہیں تودنوں نہیں چرائیاں دیاں  
 چتر سواد بھرے دکھو گھر لگا جوہی لہیاں ہون ہوسا ہوسا ہوسا  
 گدھے وانگ جاں تہوں سر میں کھیچاں شہنشاہ میں تاں ہوسا ہوسا  
 باپو نہیں ہوسا تینوں کوئی ملیا اچھے ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا  
 اد عشق کیہ جان دے چاک چوہر خیزن جان نہ روئیاں ڈنڈیاں دیاں  
 تیراں سہیلیاں توں اسیں نہیں ذرے کوئی نہ بھیل دے سانگ ہوسا  
 ایویں مار دی جاوسیں یس پنڈوں جوہی کھسک دانگرے بانگ کوہوں  
 ہیر کجے تریں مگا چھیل ہٹا جوہی سب اٹھ چل دا وانگ کوہوں  
 ایویں کھپری سٹ کے جاہیں گاتوں جوہی دھاروی کسکدا کھاٹ کوہوں  
 میرے ڈنڈیاں سب سی جان تیری جوہی چور زں جان تہا وانگ کوہوں

لے چھے عاشق نہت دستہ تیں توں نہیں ذرا اے۔ نہوت دا ذرا ہوسا ہوسا ہوسا  
 اے ہیرے تہوٹھے ہوں۔ ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا  
 اے تے اوسوں نمانے کا۔ کجھی ہی اے ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا ہوسا

(۳) اسان ہمارے گھول کے سب پینے کراں باوے مادواں وایاں نون  
 وارث شاہ تون جو گیا کون ہند اوڑک مجھس گیا ساڈیاں بایاں تون  
 (۴) کہوں نامتاں بنیاں نیک مدواں کہوں صحبتاں تون اثر پاپوے  
 ذہنیاں کہیں مچنالاں واپس اس پنہتہ را بھیت نہ پاپوے  
 کن پار کے عمر گواٹیو ای تینوں بھیت نہ فقرا کیو وے  
 ایو جہیاں نصیحتاں کاکھ پڑتیاں وارث شاہ کیہ آکھ سناپوے  
 (۵) نہ جہی نیت تہی مراد ملیسی، گھر و گھری چپا ہی سراپوناں ایس  
 پھرے سنگدا بھونکا، خوار ہندا لکھ دغے پکھنڈ کما وناں ایس  
 (۶) میری جہالی سے مال تون رزماریں خجلاں آپ نون کون سدا وناں ایس  
 اُدھی حیران سے مال زحمت گھری گھری کیہ پیا اکا وناں ایس  
 نہ تون وید نہ ماند ری، نہ ساداں جھانے غیب سے کاسنوں پاونان ایس  
 پور چوہرے دانگ سے ٹیڈھ میری پی جا پدی سری پھہا وناں ایس  
 کدی کھنوتا ہو کے جھنڈ کھولس کدی بنا دھاری بن آوناں ایس  
 طسود پھہا بوڑی کھپری تھیں سنوں اُتے ہو رای سیک لو اوناں ایس  
 فریجیا بیر بتایا وے اوکھے عشق دے جھارڑے یادنے وے  
 کلاں چا چو ا دیاں بوست کریں او روگ نہ تدھ تون ہاونے وے  
 پے سیدوں رانجھا سطران او سہنوں یقین دلاند اے کہ میں اپنے  
 نام را پورا جانو تے نامل آں، ہویں

سن پہنچے اسپس ہاں ناک ہاے پڑو سیشیاں زبرد کماونے ہاں  
 مکر فن نون بھن کے صاف کر دے تین نبوت تون ساڑو کھانے ہاں  
 نقش لکھ کے پھوکے چاناسیں سائے سول دی ذات گو اونے ہاں  
 ڈکھ درو مال سب دور ہندے قدم بہناں نے دیہریاں پاونے ہاں  
 سنے تسمیہ پڑتہ انلاص سورہ بڑھاں ویر دیاں ہٹ دکھاونے ہاں

بہترے گھجھو توں زن جانے وئر ونگ منتر کے چا کھواونے ہاں  
 ساڑے فن آتے بڑی صدق رکھے او بدے دکوتے درگواونے ہاں  
 ماں سہتی منھٹی پے حاندی اے۔ جان نگرہ رنجھا پنی گل کبہ گیا اے  
 نہ وہ فن کار اے جو بے سڈے فن آتے ہاں رنرتوں ظاہر اے پر سہتی  
 جو عورت (بڑی چالاک بندیاں وئی بنھاہریتھے مار کھا جاندی اے۔ تے  
 اے چکر وچ آجاندی اے تے کہندی اے۔

نہیں خاص محبوب اشد دے او ایس ویر مٹری نوں کوئی سول تے ہی  
 کوئی بھتاروک سے ایس رگتا مع اس دی رے رنجول سے ہی  
 ہمتوں لڑھی جاندی نہ کونھنڈی اے۔ ویر مٹی موہانڈی مٹول سے ہی  
 کروہہ اپنی ودمو فخر سا میں تمانی مددوں رب رسوں سے ہی  
 یہے ویر دے ناں سے میرا ہر تہا ماؤں ناں رسوں سے ہی  
 پر جیوں رانجھا رنجوں اے کہ۔

نارنی رانجھو کرنا ملانی اندھے اڈکے سمجھو دینا سنے مینوں  
 نبض دیکھو کے ایس دی کس کاسی ویرے ویراں سبھ بتا کے مینوں  
 تاں سہتی جوتھی موہانڈی اے۔ جوں ایسے فقرہ بکھیرے ہندھ ہوں  
 تے کر دا اے پر سہتی کھل کے بہتی اے۔

(۱) سہتی گج کے اکھدی چوہہ جٹا سبھ کھوہ نوہیاں سسٹیاں نہیں  
 جو سبھ ذاتاں ٹٹک کھادیاں میں پر ایس ویرے دی تہیاں نہیں  
 نہیں ویرگی نہ جکایا ایس ویرے نوہس بڑھایا  
 دانٹ چوہویں آن تے چنچ بیسوں کس تہیاں مل سڈیا  
 سہلی تہیاں ہن کے لکڑ وائلوں توں تاں شاد تہوں تہوں آیا ایس  
 ویرے ذغے تے فن ذریعہ پڑھیوں جوں کس توایا  
 توں جٹا رہیوں نہوں فقرہ پڑیوں ایوں مٹ کے کھوہ کھرایا

(۳) میرے نال یہ پیامیں ویر چپا کا مستحسا سونلناں وانگ کیہ ڈاہیا اک  
 ایس کھور دانگ نون پھری کھانا اکرے برتر مول نہ واہیا ای  
 ذلی پورے دے تل دلتیا وے اسان ماں یہ خر پور چا سیا ای  
 وارث شاہ نون پور انواں ہویا ڈنگلی و پھے نون چا ترا سیا ای  
 تے فیر رانجھا سستی نال اچی ساری گل کر کے فیر فی توتہ اپنے ول دلا ندا

تیری ہیر دی نہیں پروا د سانوں وڈی ہیر دی انگ سہاے ہی  
 کیہا ویر فقیر دے نال چا یو پچھتا چھتا انوھٹے سہاے ہی  
 ملے سہاں نون نہ پور پور دینے سکوں و پھڑے سر نون سہاے ہی  
 ادھی سی کوچ سے جٹ انو پری باہمی آتے گل تیسے ہی  
 وارث شاہ پنس کے نال تہجس بندے بھوتازناں گھرے نہ میلے ہی  
 ادکل بات سن کے میر نے دن کن کو سیاتے وارث شاہ موجب :-

سہ کن دھڑا د کون آیا کوئی ایتاں سے درد خود میرا  
 مینوں بھوتازن جہڑا اکھدا اے اتے کدھا بنایا سو چا کھیر  
 متاں چاک میر کو یں آن چہا ہے ایس نال میں اٹھ کے کراں جھیر  
 وارث شاہ مت کن پڑا رانجھا گھٹت مسندراں منیا حکم میر  
 تے فیر ہیرا رانجھے نون نخاب مو کے لہندی اے :-

بولی ہیر وے اڑیا جاسا تھوں کوئی خوشی نہ موے تے ہتھ پئے کیوں  
 پر لسیاں بولیاں کدیاں نون وچوں جو راجہ ست چا دسینے کیوں  
 فقر بھارے گورے ہور رہینے کواری گڑی دے ماں خر تھینے کیوں  
 جہڑا کن پیٹے نسل جانے مگر لگ کے اوس نون ڈھینے کیوں  
 تے فیر میر تے رانجھے (جوگی) وچہا بنیاں پتے دیاں گلاں ہندیاں

نیں . ہیر پچھیا ہی اے :-

اک بازوں کاگ نے کوچ سو ہی دیکھاں چپا ہے کہ کمر لا وندا ای



اک جٹ رے کھیت اگ نئی دیکھاں آن کے کدوں کجھا ہندا ای  
دیواں چوریاں کھیو دے بال دیوے وارث شاہ جے سناں میں اوند ای  
تے رانجھے نے رمنال اپنے رانجھا ہون دا اوہنوں یقین دے دتا ۔۔۔

چنانچہ ۔۔۔  
میر اگھ میٹھی پتے ٹھیک لگے اتے ٹھیک نشا تیاں ساریاں میں  
پتے وکھیاں دے ایس ٹھیک دتے اتے میں وی ساڈیاں چاریاں میں  
وارث شاہ اہ علم وارثی ڈا ہڈا ہڈی ہے حقیقتاں ساریاں میں  
تے فیر دے دو نویں اک دو جے ناں گلگتیں جٹ جانے میں بسہتی نوں  
بڑا دکھ ہویا کہ متاں ادا تھو نا جوگی میری جیانی نوں چکر دے ہانے ادا تھان  
وں سمجھاندی اے :-

سہتی اکھدی منتر کھپا نا میں اپنی جا بے گھول گھما سیاں میں  
میں جو گڑے ناں توں کھو بیج تا میں میں تیریاں لوں بلا سیاں میں  
آنا شیر نہ پچھیاے دانے کتھوں کڈھیںے ودھ ملے نیاں میں  
تے فیر توگی نوں کھندی اے :-  
خیر گھسی کے جا فریجیا دے آرا و لا کھیاں چا سیاں میں  
پوڑی بہتے پکھنڈھناں دے توں اچھے لمبیاں و نلیاں پیاں میں  
تے اوڑک جوگی ۔۔۔ انجھا سہتی نوں ہنی اوہ کے دن ہن نل

میں دل کے سمجھنا دیندا اے :-

اسیاں رہتے رکھ نہ ہوتی غصے ہون نہ بھلیاں دیاں جانیان میں  
ساڈے پیہ نوں جان ہنی ہویا کیا تا میں کھاسیاں دینیاں آسیاں میں  
نیموں شوق ہے تمناں دا جھاگ بھرے بناناں اپیاں لہر پریاں میں  
جس ریمے اسیں فقیر ہونے دیکھ قدرتاں اوس دکھاسیاں میں  
وارث شاہ اہ سدا سی تیونہ کے بہناں بیتیاں نیک لہاسیاں میں

ہر بیانیہ سچی ہون دے سہتی جوگی نوں پے بانندی اے۔ اگوں اڈ وی  
 کھریاں کھریاں سناندا اے تے ناں ہیرنوں وئی ولپیٹ میندا اے۔  
 اک جھونکدی دوسری کر کے بھکارا دنان بھانی دونوں سکتیاں نیں  
 ایتھے بوسہ فیتیر زحیر موئے ہیریندیاں دیندیاں اکتیاں نیں  
 تے ہیر سہتی سمجھاندنی اے۔

ہیر آکھندی بہت ہے شوق تینوں جھیر پاپہیں ناں ڈتیاں دے  
 وارث شادا میاں بھیرے نہ پئے کن پائیاں بے لے پتیاں دے  
 تے سہتی ہیرنوں جھونکھے پیراں فقیراں صوفیاں تے جوئیاں وی تواریف  
 کر کے دس دنی اے جہدا ذکر المستصوف دنی تعریف میندے ا تصوف دے  
 بیان وئی آہلیا اے۔

بھانی جوکیاں دے وڈے کارنے نیں گلاں تہیں سنیاں کن پائیاں دیاں  
 روک بندھ پلے دہی ددھ پون ڈزیاں چائیاں جوڑ دے آٹیاں دیاں  
 لہجہ کھنڈ ودھاکے ویاں ناخن رچھ پلمدے لاکڑواں پائیاں دیاں  
 وارث شادا دمست کے پاٹ حیدر بھان کیریاں وائے نیں گائیاں دیاں  
 آج سہتی تے جوگی ہیرنوں گنگ پیندے نیں۔ ہیرنوں ترس آؤندا  
 اے۔ اڈ راجھے نوں سینت مار دی اے کہ توں چپ کر۔ میں ابدے ناں  
 متا لئی آل جوگی پپ کر گیا۔ ہیر سہتی دے چھپے پے بھاندنی اے۔ ہن او  
 دونوں سزا سناں نیں۔ لڑن دی وجہ کہہ اے ہ

اڈ ہے کہ ہیرا بھگے نوں سجا سمجھدی اے تے او ہنی  
 اذکار دی کردی اے۔ ہد کہ سہتی جوگی نوں "جھوٹا"  
 ایت کر کے اوس توں ہیرنوں بچانا پاستدی اے۔ تے اک معرے وچ موت  
 دے پدھار کے سہتی موت (رمز مار بانندی اے۔  
 مارا یاں تے سناں ہیں سناں پدے اوسوڈا کاٹھ کھٹوریاں نیں

یعنی جدوں میں اپنا کم دکھا دتا مائاں ادا (جوگی۔ رانجھا) کاٹھ کٹھو لے لے  
 جنازہ والا منجا بھدا پچے گا۔ یعنی موت انسان نوں اپنے آپ توں ڈاڈا  
 اے کہ عشق والا رستہ موت اول جاندا اے۔

بیر رانجھے دی طرفدار کیوں؟

بیر اڈ رُوح اے بہڑی نرلاں وچ  
 انسان دے اندر چھوکی تھی سی۔ اڈ  
 انسان دی بہتری دی چاہوئن ایس، اہ ساری مخلوق وچوں اپنے دُولھے  
 نوں بچان لیندی اے تے انسان نوں پیٹیا لاندی اے کہ توں جے بہتر  
 داسکوں پاستا ایس توں مینوں حاصل کر۔ کیوں جے میں رب دا امر مہول  
 پاؤں، ب نال کو سنا تعلق یعنی آں۔ جے توں مینوں کھلا کے نفس امارہ  
 دے پچھے لگیوں، انا سرئی تیریں۔ یعنی بس موت توں توں عشق دی زاد مرقا  
 ڈرہا ایس، اڈ تیر تیر نہیں دکاڑ سکدی، اڈ موت آومی باوے۔ تان  
 بہتر دی پستان دے جاندا اے، انسان جیسے رانجھا، ہیر نوں حاصل کر  
 نا بڑے بار، اڈ اے، پر موت ناں مستحار ناہی سوکھی کھل نہیں، تھیں  
 جیسے کہ تیریں توں ناکھیا، دا اے۔

تے تانہ جب بہ توں تیروں پلے، توں پتا آپ دے لیکھ  
 تیرا دی جیدوں یہ نال سڑے۔ سفت جاندا اے تان رسل جاندا  
 وں کتا ہی اے۔

سستی انجیا اڈا تھی بانڈی تیر یا فقیر نوں ناگتے تھی  
 تانوت کے رگ تے بک تیرا وچیں اللہ فسار دتی ورتھے تھی

لکھ، تھو انجور تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی  
 تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی  
 تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی، تیرا کئی تھی

سے تکیا و بدتوں لگتی تھیں میرا اس پر وہ نہ دے کہ آئیے نہیں

بیرازے مارخانہ رنگ و تاریل بانڈی **زیل بانڈی = جھکے**

نہ ہتی دانگم ہی کہ (ارت نامہ بک چینا) اس کے فقیر (جھکے) نوں  
نکرہں لاد پر بیل بانڈی نے کیہ کیتا۔ سو دسیان کرو نہ

بانڈی مانتے چپ ہو رہی گیک چینیہ داپا ائیریا سہر  
پاں نہیں دے پو پڑی وچوں ہی بلاں کدو کے ناڈر نوں چھیریا سو  
بانڈی لاد سے ناں پو کر کے دھکارے کے نہ تھہیریا سو  
چھیتی نکو دی رے کے پتم پئے پتھ ہو کی سے نو نہ تے چھیریا سو  
وارث شاد قزاق سے باغ وور کے دلیو بلا دے تنو نوں گھیریا سو

نہ انسان رومانی گن ناں رجا بختیا۔ چینیہ رومانی دولت دی نا  
اون لر میرا دے کہی نے۔ زکیوں تے تبلیغ دا سر شہد رب دی ذات اسے  
اوسنے انی پیغمبرن پیغم اسلام نوں تبلیغ کارن بھجیا سی (گھر بار تے  
ڈالیاں بریشے تباک آئی۔ تے سون موم ہو کے رنوارب دا بندہ بن کے رب  
میں دسیان لاکے۔ رب دی رحمت تے رننا بھدا بھجیا سی۔ دہنوں جدوں  
پینا اخیرت دے شور تے پایا گیا۔ تاں اوتماں اٹھیا۔ چینیہ دی وضاحت  
نوں پہلاں اک حدیث شریف پڑھو۔

اک صحابی حضرت ابو سعید خدری نوں روایت کر دے نہیں کہ او سنا  
فرمایا۔ میں ایسے کمزور مہاجر اں وچوں ساں بہاں زکیرانہ سون و تہوں )  
پنیاں شروایاں نہا نوں۔ دے دوسرے تسیاں ہاں چھپائیاں نہدیاں  
ہاں اک قاری قرآن پڑھ رہیا سی۔ اپراں نوں سرور دہناں شریف لے آئے۔  
نے ساڈے کول کھانے۔ جدوں قاری تے حضور نوں دیکھیا تاں او چپ کر  
گیا رسول اللہ نے ہناں نوں سلام آکھیا تے چھپا۔ کیہ پئے کر دے سو۔ ۹

ہیں لیتے۔۔۔ یا رسول اللہ! کہ قاری توں مراد کلام پاک میں سے اس  
 کہ سن کے آپ نے فرمایا، تعریف رائق اہ رب اسے جیسے میری امت میں  
 جیسے لوگ پیدا فرمائے جنہاں بارے میںوں اللہ نے فرمایا اسے کہ میں وہی  
 نبیاں ناں کچھ سمجھ رہاں۔ چنانچہ حضور سادے و چکار بیٹھ گئے جوں آپ  
 سادے برابر دے بندے میں غیر حضور دے ارشاد موجب میں دارن  
 بنا کے بیٹھ گئے۔ تے کوئی نہیں سی بچیان سکد کہ سادے و غیر اللہ واسی  
 کبر اسے حضور نے اپنے آپ نوں کمزور مہا ہراں و اللہ بنا یاتے و لای  
 ۔ نتو مہاجر و ہیشو! تہا نوں پوری پوری کامیابی دی بشارت ہونے  
 کہ تیں قیامت وائے دن ماں داروں نالوں اعدادن پٹلاں ہست و  
 ہاؤئے۔ جس دن مقدر ہونج سو سال ہووے گی۔

(کشف محبوب مشاد ترمیمہ مفتی غلام معین الدین  
 لٹوٹ)۔ ایس حدیث نوں حدیث جنید بغدادی نسبت راولیان  
 بعض نقشی اختلاف ناں بیان کردے نیں۔ پر تھوڑے سی  
 ایس نوں مالدود مورخ حدیث ہدیہ نقیسی تے غیبی نبی اٹیاں دا  
 ذکر ملے۔ بشرطیکہ نادانوں و حق رد کے وئی بندہ رب سوں  
 دے حق حقوق پورے پورے ادا کردا رہوے۔ جسے ادا کج نہ سرکے اس زنی  
 بھلکھتے تے متنی ترشی، اکوئی نامہ نہیں۔ وارث شاہ نے تھلکھ نوں نہیں  
 باندنی اسے کردار ناں تھا۔ کیسا اسے، ریل اک کنیز ات کنیز و اسے  
 نوں معلوم اسے کہ اہ اپنا بولی اٹتیا نہیں رکھنی۔ وارث شاہ نے کہی لویا  
 نظام دے تے غارت موت بارے کج کہوایا اسے۔

پانچ روز ناں سد ابے عمہ۔ سوون آتے آتی بے نقصان ہودے  
 یعنی بھلکھ اک کنیز ات تے کنیز خدمت مہا بندہ ہی اسے۔ اہ اکوئی غمزد  
 نور نہیں بندہ! بشرطیکہ اوہ مالک صحیح معنیاں وین مالک ہووے۔

میں لکڑی کے تان اور تنوں مٹان ہنی کچھ کھانا پینا  
 اور ٹوراک ایسی ہی ہوتی ہے اس کے برقی ہنی ۔ لکھنے نے تان دھڑ  
 پھان سے تانوں میں جہڑی تانوں وی بھرتے ہیں ۔ لکھنا بھارت  
 ہووے سادوں سابر نے شاکر سووے تان اور بڑے وقت تان آلے سوانے  
 تان دھڑوں وی تھانوں تانوں شے تان دھڑ ہو سادوں ۔ اوہوں بھارت  
 پھان تھانوں پر اور تھانوں تھانوں تھانوں بھارت تھانوں ۔  
 سے کہے اشدوا لیاں سے نزدیکی بھارت وی بڑی فضیلت ہے ۔

**بھارت وی فضیلت** | تَنْزِلِيْ ذِيْنَ اَنْدَا اَسْءِ . وَنَبِيْلًا شَرِيْفًا  
 مِّنْ اَنْدَا اَسْءِ . وَنَبِيْلًا شَرِيْفًا |  
 زود تھانوں اور تھانوں ۔ یعنی تھانوں بھارت بھارت  
 تانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں  
 تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں

سوں اشدوا لیاں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں  
 تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں  
 تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں

آپ دا ہی ارشاد ہے : اَجِيْعُوا بِطُوْنِكُمْ وَاَطِمَعُوا  
 كِبَادِكُمْ . اَسْءِ وَ اَسْءِ . لَعَلَّ قُلُوْبًا تَرِيْ اَللّٰهَ  
 عَسَانَا : اَلرَّبِّيَا . يَمِيْ تَمِيْ . يَمِيْ تَمِيْ . يَمِيْ تَمِيْ .  
 نے اپنے جسم بے زینت تانوں بے اشدوا لیاں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں

تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں  
 تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں  
 تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں تھانوں

ریحانہ بخون اور کبیرہ ہرجا سے۔ (کتاب الحجوب ص ۲۲۴) بزرگوں کا قول  
 ہے کہ الجوع طعام الصدیقین و مسلک المریدین و قید الشیاطین یعنی  
 "جھکھو صدیقان دی غذا مریدوں کی مسلک ہے۔ تے شیطانوں کی قید  
 (دا حکم رکھدی) اسے۔ جہڑا غذا دے ہندیاں سندیاں۔ لکھتے اس سے  
 ادا ہی جھکھو اسے تے شیطان دی قید تے نفعانی خواہشاں دی بنائش  
 جھکھو میں دن اسے یعنی بزرگوں دے نزدیک "فاقہ"۔ دن دو راتوں  
 رند اسے یعنی دے نزدیک دن دن تے تن راتوں دے بعض دے نزدیک  
 ساتے (مذہب) راتے جس دے نزدیک چال دتاں۔ ہر چنانچہ بزرگوں دے  
 مذہب ادا ہے کہ سخی جھکھو چالی دن بعد کواری نگدی اسے تے اد جان  
 نوں زندہ رکھن ہی کافی اسے۔ ایس دوران وچ جھڑی بے چینی تے بیقرار  
 نما رہندی اسے۔ اوہ طبیعت دی شرارت تے اوہ اٹھتا اسے۔ ادا  
 اوس توں بچانی رکھے آہیں۔ ایوں بے عافان دے بھگوان جھکھو اسے  
 بڑت اہندیاں نیں۔ تے ادا بنانا دے دل بے چینی تے تیرے دل سے  
 نیں۔ اہنیاں دے سینیاں دے وی جھڑاں اسے پو پو پو پو پو پو پو  
 تے عقل تے خواہش اب دے دربار وچ بیٹھیاں بند۔ اس دوران  
 دی مدد کر دی اسے نفس خواہش دی سہاراں سمیتاں جھکھو اسے  
 جھکھو وناں دے نفس جھکھو رند اسے۔ خواہش جھکھو اسے۔ اس  
 جھکھو اسے ادا رو جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔  
 جھکھو اسے نیں۔ جھکھو اسے نفس جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔  
 "بہوں" نفس دے ور تے نمانا ہو پانا اسے۔ اس دوران جھکھو اسے۔  
 ہو مادی اسے تے رتاں اسے جھکھو اسے لپہ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔  
 جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔  
 تے اس جھکھو اسے نفس جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔ جھکھو اسے۔

نہار وچ کم ہویاں نال جان ویلے جدہ اپنا متھ پھیندا اے  
 کتاب: کتاب صفت ص ۳۰ - ۳۱ - ۳۲

چھینا ریل بانڈی نے جھکھ مٹان لئی پینا پینا کیتا پھینا اک  
 بہت اتھ۔ جنہوں کوئی کچھدا نہیں۔ تے علامت اے۔ دنیاوی۔ دنیاوی  
 مٹان استغور علیہ السلام نے انج بیان دیاں اے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ...  
 ... اے۔ یعنی دنیا الکرار اے تے اودا ظاہر کتا۔ رانجھا نمل و  
 روت۔ رب دقا مٹان دا چا ہوا ای ایں۔ اود صرف میرا طلب اے۔ خیر  
 مٹان۔ واسا۔ تے صرف زردہ رہ کے ہیرنوں ڈھونڈن دا اک وسیلہ  
 تان سبب زندگی راہیں اہ ہیرنوں حاصل کر سکے۔ ریل بانڈی نے جدوں چھینے  
 دیاں لیریاں تان رانجھا تھے نال لو لاکھا ہو گیا۔

رانجھا دا دے بہت حیران ہواں دودھ وچ انب دیاں پھاڑیاں نیں  
 غھے نال جیوں حشرنوں زمین تپتے جو دج کھلیاں پاریاں نیں  
 پینا چوگ چھونیاں کن پائیو مٹا چلی ایں گوئے دا پڑیاں نہیں  
 جس تے نبی دارو اوردنا ہیں اکھیں پھیرتے مول اگھاڑیاں نیں  
 ڈب موئے میں کماہی وچ چھینے وارث شاء نے بویاں ناریاں نیں  
 اہ بھچھیا گھتیو اک پینا نال فقروے گھوسیاں یاریاں نیں  
 ہوئے ہوئے لوہڑا پڑا قبر مویا کم ڈوب ستیا ایشاں ڈاریاں نیں  
 میرے کپڑے چاہیت کیتے پیاں دھونیاں سہنیاں ساریاں نیں  
 ارث شاء بارود دی کوٹھڑی وچ سٹ چلی ایں توں اتکیا رہاں نیں  
 ایساں شعراں توں ظاہر اے کہ رانجھے دے حق وچ چھینا انج  
 سی جیویں دودھ وچ انب دیاں پھاڑیاں پئے جاں۔ رانجھا بڑیاں رمنز  
 دیاں نکلاں کردا اے۔



بھینا چوٹ چھوٹیاں آنی پا یوٹن چلی ایسی گولنے داہریاں میں  
 ڈب موٹے میں کما ہی دن پھینے وارے شاہ سے بویاں ماریاں میں  
 بھینا = مردار دنیا چھوٹے = بھینا گڑ وغیرہ کھان تال چھڑوں وں کھاج  
 زور ہو جاندا اے تاں کیا جاندا اے کہ چھوٹے لڑکے میں یعنی چھوٹا زندگی  
 داکیرا۔ یاد دنیا وی گتدی وچ کھتا انسان دوہے لفظاں وچ رہی کہہ لیتے۔  
 کہ ریل ماہیہ توں مینوں کوئی مردار فوراً کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا  
 مینوں کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا  
 تاں فیر توں بڑا چاند کی کھیتی اے۔  
 کما کھی دما کھی جلاہ۔ پر ایہی کما کھی تو مرد دنیا دار اے۔  
 جہڑا دنیا حاصل کرن لئی رات دن کسب یعنی کم و کما کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا کھتا  
 جوگی۔ اک کھتا اپنی تعریف انج کر دا اے۔

جوگی آکھیا خیال نہ پوو میرے سب شینہ فقیر دا دس کہا  
 کونجاں دانگ مولیاں دس پھدے ساں ذات صفات راجیس کہا  
 وں دماں دے مال تے ذات جوگی ساوا دس قبیلہ انخویش کہا  
 ہہڑا وطن تے ذات دا دھیاں کھتا دنیا دار ہے کہ کھتا کھتا کھتا  
 دنیا مال تے اسان پوند کہا، پھد پھدنا مال کھتا کھتا کھتا  
 سب خاک در خاک فنا ہونا وارے شاہ پھرتہاں توں کھتا کھتا کھتا  
 یعنی اصل وچ انسان دا مقصد ایہو اے کہ اوہ اپنی ہستی نوں  
 فنا کر کے اصل ہستی یعنی رب مال محو ہو کے باقی ہو رہے۔  
 بقول انبال ” سے

مٹاوے اپنی ہستی کو اگر کچھ تر تہی ہے کہ دانہ ناک بس مل رگل دکھتا ہوتا  
 نوٹ: جنت تے گل دکھتا روج بہا معنوی اشتراک اے اہ وی گود کو پرا

## دُرودِ والی کل

اُپر اک مصرعہ بڑا اہم آیا ہے۔ یعنی مع  
 بس تے نبی وارواہ رُودنا میں کھیں پھیرتہ مول گھازیاں میں  
 یعنی اہ لوک جہڑے رسول دا نام سُن کے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"  
 کہن دے روادار نہیں۔ یعنی اہ "محمد" دا نام سُن کے دُرود پڑھنا ایس  
 لئی ضروری نہیں سمجھدے کہ اہ آپ نوں رسول اللہ نہیں سُن دے۔ اُد لوک  
 جے نیا فاری وچ کھیں جان تاں سُر کے اکھاں اُگھاڑن دا سوال ای پیدا  
 نہیں ہندا۔ جے اکھاں اُگ ٹرن وی تاں اوہناں دے کسے کم نہیں  
 وندیاں (الاما شا اللہ) کیونکہ ہدایت داسر چشمہ رب دی ذات لے  
 اہ خواہش تال ہدایت نہیں پاسکدا۔ ہدایت اوہنوں مل دی  
 اے۔ تہڑا سچے (رب رسول دے) رستے دارا ہی ہو جائے۔

## دُرودِ جا مطلب

ایس مصرعے دا دُوبہا مطلب اہ ہے کہ تہڑا مسلمان  
 نبی پاک دا نام سُن کے آپے اُتے دُرود نہیں بھجیو۔  
 حدیث شریف دی دُونال اہ بخیل اے۔ بخیل دُنیاوی مال دی چاد وچ  
 گڈیا ہندا ہے۔ تے اہ اللہ دی راہ وچ تاں اک پاسے، اپنی ذات و  
 دی مال خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھدا۔ مایا نعت اوہنوں مکتوں دُور  
 کھردیندی اے۔ اہ ایس مود وچ کھب کے اتھا ہو جاندا اے۔ تے

لے بے شک جہڑے لوک رب آتے، ایمان لیاے تے جہڑے یودی نے  
 یا سناہ رست یا نصاریٰ (اہناں وچوں) تہڑا ایمان لیا یا رب اُتے تے  
 چلے گئے۔ اہ ہناں تہڑا اے تے اہ خون کھاوہ: (۵: ۶۹)۔  
 تانے دیا۔ صورتہ نصاریٰ ہی یودی تے مشرکیں دے مقابلے وچ تہڑے  
 (مسلمان) قریب تر نہیں تے نلے تہڑے دوست نہیں کیوں جے ایسا  
 دوج عالم تے درویش موجود نہیں جہڑے مغرور نہیں بیگے۔ (۵: ۸۲)۔

فیرا ہمنوں اکھیاں کھول دی تو نسیق ای نہیں ہندی تے اخیر ایسے حالت  
وج ادبی موت آجاندی اے تے نتیجہ - خراب ۔

قرآن مجید و وج آؤندا اے ۔

رَبِّكَ يَكُلُّ هَمْزَةٌ تُسْرَةٌ ۝ وَاللَّيْلُ كَمَاءٌ مَّكَارٌ ۝  
مَكْرَةٌ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَاءَهُ نَسْرَةٌ ۝ كَلَّا لَبِئْسَ مَا كَانَتْ  
فِي الْخُطْبَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُكْمُ ۝ مَاءٌ  
مَدَّ الْبُؤْسُ ۝ وَالَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْقِ ۝ رَنجًا  
عَلَيْهِمْ مُؤَصَّدَةٌ ۝ فِي حَمِيٍّ مُنْمَدَةٌ ۝ (سورہ ہمزہ)  
خرابی اے بر طعنے باز غیب دے ستاشی سی جنبے سمبیا مال تے من  
رنگ کے رکھیا ایس خیال مال کہ اد مال آپسے مال سد ر ہو کے گا کوئی  
گل نہیں اوہنوں سٹیا جانے گا ۔ مڑھولن والی وج ۔ تینوں پتہ لے کے  
کون اے مڑھولن والی آگ اے رب دی شلگانی مونی ، جہڑی ولانہ کے  
چڑھ جائے گی ۔ بے شک اہ اوہناں اُتے بند کر دی جائے گی ۔ لے  
لے ستوناں وج (یعنی اوہناں نوں آگ وج سٹل کے پتے بند کر  
وتے جان گے ۔)

سورۃ بنی اسرائیل وج آدی دی فطرت انکے بیانی گئی اے ۔  
" اے نبی اکافراں نوں کہہ دے کہ جے تیس میرے رب دی گھت  
دے خڑا بنیاں دے مانک ہندے تاں اوہناں نوں وی روک رکھ دے  
ایس خیال مال کہ متاں خرچ ہو کے ملک (جان) دیں آؤندے  
کہنوں آہ لیتی " اہ آدی پڑا کجوس اے " (عہدہ ۱۰)

تے بعد " رانجھا " چینی " بارے کہندا اے ۔  
میرے کہڑے چا پیت کیتے پیرے : ستونیاں سمبیاں لیاں من

ظاہر ہے کہ چینا بطور اناج گندگی وچ شمار نہیں ہوتا۔ یعنی اصل  
 راج چینا "نکھد دنیا داری دی مثال ہے۔"

ریل بانڈی جواب وچ جس چینے دی گل کردی اے اے (دوہری  
 مزد حاصل ہے۔)

(۱) اناج (۲) دنیا داری سے چا ہوان لئی نکھد دنیا داری۔

(۱) بطور اناج

چینا جہاں جھٹے جڑیاں ساریاں دی چینا مول ہے دکھیاں کھکیاں دا  
 ان چینے دا کھائیے نال کھنے سواد ڈوسونڈے مٹھراں رکھیاں دا  
 بنی پتیاں، ایس دے پاواں ویاں مائی باپ ہے نکھیاں کھکیاں دا  
 وارث شاہ میاں نواں نظر آیا اہ چاڑا لچیاں کھکیاں دا  
 یعنی چینا۔ ہراک غریب سکھیں تریب دی خوراگ اے اہ بڑا سواد  
 کھلاے۔ اریاں پتیاں وی بن دیاں نیں۔ وغیرہ۔

(۲) بطور نکھد دنیا داری :- ایس توں مراد ہے کہ ہر شدہ ایس سادی  
 دنیا دا وسیلہ ہون کر کے روٹی کھکھا کے ای جیون دا محتاج اے  
 پیغمبرال توں لے کے عام انساناں تک سب روٹی کھا کے جیون کرے  
 لے نیں۔ ایس توں بغیر کوئی گزارہ نہیں کر سکدا۔

لے متن وچ لفظ کھکیاں لکھیا اے۔ میرا خیال اے کہ دراصل اد لفظ کھکیاں اے  
 اک طنز یہ مثال اے "مرچاں کھاندے کھنے تے گھو کھاندے کھنے" یعنی مرچاں کھان والے  
 اں موٹے تازے تے ڈلے مشنڈے نیں تے گھو کھان والے کھکے کاتے ورے۔ نالے  
 کھکیاں دا قافیہ اُپر لے مہرے وچ وی آیا اے۔ تکرار بیزاری دا سبب دی لکھی  
 اے۔ ایس لئی میں تصرف کردیاں "کھکیاں" توں ترجیح دتی اے یعنی لے کہ وارث شاہ نے وی  
 ایجھے کھکیاں اہ لکھیا سی۔ جہڑا بید وچ کھکیاں کر دتا گیا۔ (قدر آقائی)

(۳) دنیاوی مثال مردار نال (مدیث مؤحب) دئی گئی اسے۔ پر حرام  
 شے اودوں تے "اونی ملال ہو جاندی اسے۔ "جدوں" جان خطر  
 وج ہووے تے "جنتی" نال صرف جان نچ رہوے۔ اوس توں ودھ حرام  
 اسے۔ یعنی نیجا مطلب اہ کہ دنیا داری وج ایسی حیاتی نوں قائم کھن لئی  
 اک حد توڑی کھینا جائز اسے تاں جے انسان زندگی یا میں "آخرت" استوار  
 دا بند و بست کر کے۔ کہندے نہیں "یا کوزا کوزا کوزا کوزا"۔  
 حتی اذ ذہ آخرت دی کھیتی اسے۔ پنجابی وج کہندے میں "دنیا کھیتی  
 آخرت سیٹی" بہر جان ایس بند ری اپنی تھوڑی ای کافی اسے۔  
 رانجھا پھنے بارے غصہ توں زیادہی تے شخص مثالاً اسے کے اوج گئی  
 کر دا اسے۔

پوٹا خیر دینا بڑا جوگیاں نوں نچھی بھجا بڑے نوں فاس نام بھیاں نوں  
 یہاں جو بھیاں نوں بیانی سو مہیاں نوں موت اہوں نوں کھیں اہیاں نوں  
 وارث شاہ تیوں کھنیا پوسیاں نوں۔ تنکو نکار تے پانک پریمیاں نوں  
 تے فیر باندی نال اوکھا پھمکا ہوندا اسے۔ چنگ مندا زوی پلندہ اسکا ہوندا  
 نوں وی وچے گھسیٹ لیا ندا اسے ہیر نوں وی او پھیاں وج ای شمار  
 کر دا اسے۔ پچھ او پھیاں کہندا کچھ نہیں۔ بلکہ صرف سہتی تے یا نساں  
 نوں ای جو کہندا اسے سو کہندا اسے۔

تسیں تے گھولائیاں او اجان دا ان کڈھاں دواں داناں پوستاوڑیاں  
 تے ہیر نوں گھل کے انج اکھیاں۔

میرے تیرا جیا ہے بہت مینوں نہیں ماراں شو کپڑا چھل کے نہیں  
 تے ہیر کہندی اسے۔

بولی ہیر میاں اغاب پاتری پچھیا تھیاں ایس پھوسیاں ایس  
 پیانے وچھڑے چونپ نہری کافی نوکاں وائیاں نہ بھیاں میاں ہا

اسیں جو کہ: "ہی خاک تیری ہو کچھ آکھسو اسیں منیساں ہاں  
وارث شاہ پر دسی دی غور کرینے اسیں اپنے دس پان پان ہاں"

### قہر پیمان = راک وضاحت

اسیں بندوج "بیر" نے ریل باندی، سہتی تے اپنے آپ نوں پر پینا  
اکھیا اے۔ تے اہ دی پچھا کرٹیاں عام کھاڑاں مال بیر تے پر دسین ہوسکدی  
اے۔ پر سہتی تاں اجے کواری اے تے پکیاں گھر بندی اے اُد پچھا  
کرٹی تے پر دسین کیویں ہونی؟ تے ریل باندی وی سہتی دی کھراٹی ایں! اوہوں  
- دسین کہنا وی مناسب نہیں سی - فیر بیر نے سبھناں نوں پر دسیناں اکھیا؟  
تاں کیوں آکھیا؟

دوجے مصرعے وچ اہ پیاریاں دے وچھڑن دا ذکر کر کے تے آس تہی بن  
کے کہتی اے کہ اسیں دوجیاں زنانیاں ہاں اتوں مٹھیاں تے وچوں مینیا  
نہیں ہاں۔ - تیجے مصرعے وچ آکھیا اے کہ اسیں تیر پیراں دی خاک  
آں تے جو آکھیں منن تے مجبوراں ہاں منن لئی تیار نہیں بلکہ مجبوراں (مینسیساں  
دا ایہو مطلب اے کہ ساڈی ڈیوٹی اے کہ تیری بات سنینے۔ تے چوتھے مصرعے  
وچ وارث شاہ غور کر مئی کہہ کے ہیر کولوں اکھواتا اے کہ اسیں آتھے زباں  
وسنیک نہیں ہاں۔ ایہہ اسیں اپنے دس (ماک عدم۔ روحاں دا جہان)  
ریاں وسنیک ہاں یعنی اس دنیا وچ رہندیاں وی ساڈا دل ہر ویلے اوسے  
اے۔ نگار بند اے۔

ایساں مصرعیاں توں اہ گل ظاہر بندی اے کہ پر

(۱) بیر - روح اے تے عالم روانہ ادا اصلی دس اے اہ دنیا دس

لئی پر دس اے۔

(۲) سہتی - موت اے۔ موت دی رب دی مخلوق اے۔ قرآن مجید

صدق اللہوت و الحیات - موت تے زندگی نوں پیرا کینا گیا

سورہ ناک (یعنی جس طراں زندگی نوں ایں دنیا دج گھلیا گیا اے اے  
 طراں موت نوں وی ایتھے بھیجا گیا اے مقصد کہیہ اے؟ قرآن موجب  
 لَبِيبٌ لِّكُلِّ اٰیٰتٍ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ آزمائش کہ کبھی اُسٹھرے عمل  
 کر دے۔ لہذا سہتی وی پردسین ثابت ہوگی۔

(۳) نہ بیل باندی = بھکھ۔ قرآن وچ آوند اے کہ ایں اماناں  
 توں رزق امارنے آں۔ گویا رزق رب دی عطا اے۔ جے رزق رب دی  
 دین اے تاں بھکھ وی اوسے ولوں آوندی اے۔ جو ایں ارشاد اے۔  
 يَنْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ۔ یعنی جنہوں چاہوئے  
 اہ کھلی ڈھلی روزی دیند اے۔ جنہوں چاہے کن من کے۔ گویا رزق تے  
 بھکھ وی رب نے ایں دنیا وچ انسان دی آزمائش کارن بھیجی اے۔  
 سہ ثابت ہو یا کہ ریل باندی وی ایں دنیا وچ بیرتے سہتی وانگ  
 پر دسین اے۔ حالانکہ ظاہر رنگ موجب سہتی نے ریل باندی توں  
 پر دسین نہیں سی آکھیا جاسکد ا۔

اُن سہتی اہ راز کھلن توں بعد ہیر دے دولت جو جہانہ ہی لے تے  
 لینے مئے زیندی دانی پاندی اے۔

ذی لوجے گھنے یار نے نیں کرے منھے چاک دیے پاریسے نیں  
 پہلے کم سنوار ہوہیں نیارمی بیے کبیر نے جلنے ڈار پیے نیں  
 اکھیں مار کے یار توں چھیڑ بو ای نی مہاشتی چنچل مار پیے نیں  
 وارٹ لیا ہمتہ ہڈے دی لاج بندن ساکھ کرینے تے پارا مار پیے نیں  
 تے آخری مصرعے وچ جہڑی سہیت اے۔ اوہ دوہری کاٹ

رکھ وی اے۔ یعنی

(۱) اہ اک مطلب اہ ہے کہ جے توں را نچھے دا ہنفو پھریا سی

تاں ہدی لاج رخصتی سی۔ جے کسے مجبوری و ذہنوں پلاں ناکام رہی ایں  
تاں نہن موقع ایں ساتھ کرے تاں یاروی اتارنا لازمی اے۔

زوج رو بہا مطلب اہ کہ تہں صراں روح نوں حکم سی کہ توں انسان و ج رہ کے  
اوپر ہی آزمائش واسبب تے ذریعہ بنا ایں۔ اوکے طرح مینوں رہ سہتی موت  
نہی حکم اے کہ تہں انسان دی آزمائش دا کارن بناں۔ ایس لحاظ مال ایں  
ہو نہیں اکتوشن ہی ایں دنیا و ج ٹھہریاں گئیاں ہاں۔ جے توں کامیابی چاہی  
ایں تاں میں وی کامیابی چاہی اں۔ یعنی تیرا میرا ساتھ رہ دی رضا نالے  
اے۔ ماد ساتھ چھڈ دیاں۔ تے تیر جھکڑے رگڑے و ج سہتی نے پینے  
واکب جوگی دے کھوٹھے و ج ٹھٹ جھٹا یا تاں جے دیکھے کہ اوہ ایس  
آزمائش و ج پورا وی اتروا اے یا ماروں چاند اے۔

پر رانجھا ایں آزمائش دی۔ تھوئی و چوں کندن بن کے نکل دا اے۔

تھوئے و ج سہتی ہینا کھتہ پتا پھٹا جوگی دے کالجے و ج پیا

ہوتوں جو تہں تہں پیا ہینا ڈھ پیا ٹھوٹھا بھج پیا

تے رانجھا ٹھوٹھا تھوئی و چوں رانجھا پکے پیا۔ تہں پیر تہں

مئے طعنیال دا بہا سبب اے۔ دے دا اے۔

تہں تاں پوں نہ ہونا نہیں آہا ٹھوٹھا فقر دا چاہنا۔ جے کیوں

پہ چہائی توں مینا چاک و اسی یاری نال بلوچ دے لائے کیوں

تہں کہنی موت یارے پڑیاں سو ہیناں کہہ کر دی اے۔ تہں مطلب اہ

ہے حال نفس ذالقی۔ الموت۔ یعنی پیر کوئی مرے گا۔ البتہ رہا

نال یاری رکھن دے مٹی و ج نل کے بھی نہیں مرن گئے۔

تہں چرنا ہوتا کہ تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں

تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں

تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں تہں



بہنوں نے نظرتے پیر دے دل دیکھے کرے سینتاں سے رہا ہا اے  
 وارث شاہ نے مکر سکھا رہا دیکھو جھگڑوں مول نہا رہا اے

مکر دے معنی میں تدبیر، دان، آئے جھگڑا بازی۔ جے  
 اد لفظ نیک کردار کے اسی اور تھا جاسے۔ سائیں دی

مکر وہی بحث

مخالفات کا ران تدبیر کرنا۔ دار کھیلنا۔ مرد کھیلنے کے۔ جو بھی کھیلے  
 نیکبخت کھیلے اور اکیلا کھیلے۔ یعنی اوہ کافر حق دے مخالف اوی  
 جھگڑا بندے میں آئے ہیں وہی دار کھیلنا۔ یا۔ غرا لڈیہ کھیلنے  
 اگیا کرے۔ یعنی شہ پاک سب توں سونے دار جھگڑا اے۔  
 جے کردی نسبت باطل تے جھوٹا مال ہووے تانی اہر جھگڑا مینے دھوکہ  
 فریب وغیرہ ہندے میں۔ اچھے چونکہ وارث شاہ نے مکر سکھا یا۔

میں بھی جھگڑے مکر دے چنگے معنی مرا لیں۔ جہی جھگڑا سے جھگڑا  
 مصرانے میں۔ تان فیاضی (پوسٹ دا پیر) اسی جھگڑا کوں تھوڑی  
 حضرت یوسف نے۔ سب دے دس تان کسے دے جھگڑا دیکھا اہر وہ  
 ان پتے کوں تھیں وقت کامیاب ہوئے کہ۔ جھگڑا دیکھا اہر وہ  
 عامر دے جھگڑا بارے پیش کیا۔ جھگڑوں ابو سبیاں کاہریں دیکھا  
 بنا کے عامر دے دی کرڑی خدایاں ورنہ توں جھگڑا۔ جھگڑا  
 دی جھگڑا ہی دینے گیا۔ پھر حضرت رسول کریم کوں جھگڑا  
 صدق آیت سے حضرت عمر فاروق نے جھگڑا دیکھا اہر وہ  
 آخر وقت سنت علی کوں لیا۔ سب نے جھگڑا دیکھا اہر وہ  
 عامر دے دی جھگڑا کوں جھگڑا دیکھا اہر وہ۔ جھگڑا  
 راج ہی کیتا۔ جھگڑوں تے پڑیا تان توکان جھگڑا۔ تان ہی کیتا  
 اہر تان کوں گل نہ ہوں تان ہی جھگڑا دیکھا اہر وہ جھگڑا  
 سلاہن جوگ سی جھگڑا دیکھا اہر وہ جھگڑا دیکھا اہر وہ

جد کہ قریش "گو مگو" وانشکار ہو کے آخری مات کھا گئے۔ مطلب اہ کہ اچھے مقصد لئی تدبیر کرنا بظاہر مکر لگدا اے پر اصل وجہ اہ مکر نہیں بلکہ حکمت عملی بندی اے۔ جد کہ بڑے مقصد لئی اچھی استادی "کارستانی" یعنی باندی اے۔

بہن ہیرا نہجھے دی طرف۔ ار بن کے سستی نال مستھالاندی اے۔ دونویں کہ وحی نول دا ہوا لگا نولیاں گلاں لاندیاں نہیں۔ سہتی کہندی اے۔  
 تینوں سردو کمال ولی عوث دے مینوں ٹھگ دے کبیس جھوٹیاں دے  
 تیریاں اسالوں تیریاں دے الی ہور کیہ مونسوں اٹھا وئی یں  
 تے اخیر سہتی، ربیل باندی دی مدد نال رتجھے نول ڈھا کے کٹے  
 لہندی اے۔ دونویں ہیر نول اندر واڑ کے گندی لاندیاں نیں۔ چھڈان  
 والا کول کوئی نہیں۔ رانھا پا سے بھٹا کے تھوڑی دیر بعد نیر گرم ہو جاندا  
 اہ غصے دھا آ کے سہتی تے باندی نول چنگار رکھ کے ماردا اے۔

جہاں چھ ٹکٹاں گول بوندیاں سوٹے چتر دیں لاندیاں سو  
 جوگی! واسطے رب دے بس کر جانا۔ ہیر اندر لاندیاں آکھ چھڈایاں سو

ایتھے رمزدی گل ایسی ایں کہ

**رمزدی گل**

"موت کولوں نہیں دے جھناں نہیں ملا کے نیں"

ماتے جان دیر دے جھناں نہیں ملا کے نیں"

یعنی ب نال تعلق رکھن والا بکھ تے موت توں ڈردا نہیں۔ جہدا  
 نتیجہ اہ بندا اے کہ اہ کامیاب ہو جاتا اے جے ماریا جائے تاں شہادت پا  
 کھ ہمیشہ دی زندگی دا مقدر ہو جاتا اے جت جائے تاں غازی۔

بیخ ہوا اس | وارث شاد نے انسان ہی بے بسی دا نقشہ کھچیا اے

بیر چپ بیچی اسیں کٹ کٹھے ساڈا واہ پیا نال ڈوریاں لے  
 وارث ڈاڈیاں دا تنوٹ و تہیں ہائے رب اگے کزویاں نے  
 بن رہنجا رب دل و عیان کر دے۔ جدوں سارے اسباب  
 فیل ہو جان تاں فیر رب دی ذات اتے توکل ہی کم دیندا اے۔  
 مینوں رب با بچوں نہیں تاسنگ کافی سب ڈیاں غماں نے نتیاں نہیں  
 تے میرا روحانیت) ادھنوں سمجھانندی اے۔  
 روڈا کاسنوں بیر بنایا وے پنجاں پیراں دا تھلاپ میاں  
 لاڈور لکار توں پیر پنچے ترادور ہووے دکھ تاپ میاں  
 تے رانجھا۔ اسباب توں مونہہ موڑ کے توکل تے حقیقت نے

درد پیریا رین بہندا اے۔ اہ نگر چھڈ کے کالے بارغ جلا جاندا اے  
 (۱) ہتھوں ٹونج ڈھواں رہ چلا ٹریا گانے بارغ ڈھیر مچا تھنھا  
 اقبیں میٹ کے رب دا دھماں ڈھرا چارے طرف ہی صوٹیاں لہمیا  
 وٹ مار کے چاتے ہی طرف اچی او تھے ولسن خوب بنا بیٹھا  
 "اساں کج کیتا رب سچ کرسی" ادا کھ کے ویل جگا تے بیٹھا  
 بھڑکی اک بیان اون تار کیتا عشق مشک و ہنسا کے جا بیٹھا  
 وارث شاہ اوس ویلے نون ٹھہر دا سہی جس ویلے اوسوں لہمیا  
 میٹ لکھیاں لکھیاں سنگ کے چھتے وچ۔ تاناٹا ہو گیا  
 کرے عاجزی وچ واقعے دے زمین اتے تڑتے رو گیا  
 کدے مست مجروب لٹ باو اموالہت سیاہ تھلے اتے چولہا  
 آواز آئی بچہ رانجھیا او تہیں بیسج مقابلہ ہو گیا  
 وارث شاہ نہ تکر مشکلاں دا کچھ ہونما ہی سو گیا  
 میر نے رانجھے نون "پنجاں پیراں" نون۔ طارن نی آکھیا سی۔ چنچہ

ہنچ تو اس میں۔۔ تو اس دا اسباب تال تعلق اے۔ رانجھا اسباب تال  
چھڈ گیا۔ اے۔ تے تو تھل تے ہو ریا اے۔ فیر تو اس (اسباب) دی لوڑ  
میں میں آئی۔۔۔؟

تھیں۔۔۔ اور تو اس رہا کھاندے لئی مادی اسباب مہیا کر دے  
میں۔۔۔ پر جے بندہ ذکر فکر بھکھو تے فائے تال صدق یقین دی رچنا رچا کے  
تھیں۔۔۔ تو تال تے طاقتور بنان دی بجائے (روح تے عقل نوں طاقتور  
بنائے۔۔۔ تال ایہو تو اس رہی طاقت دے ناکھ موجدانہ سے نہیں کہ دنیا  
دیکھ کے تھیں رہ جاندی اے۔ مثلاً اکھیاں دکھیں لئی نہیں۔ پھر اکھاں  
تال جیسی عالم اپنے وڈے وڈے کم لیندے نہیں کہ یقین کرنا مہاں بندہ لے  
تھیں۔۔۔ یاد مہیاں دیہی طاقت مہیاں اے کہ ایس تال پے جان چیزاں نوں  
تھیں۔۔۔ دیہی طاقت دی اے۔۔۔ تھیں۔۔۔ زیادہ ارعاطاں دی گل اے۔۔۔ اشد مال  
تعلق تھیں۔۔۔ وائے مہیوں تو اس اے کہ قابو پالیندے نہیں تال سر تھے  
اداسیہ اے مہیوں جو جاندی اے۔

شیخ سعدی سموریاں اک حکایت لکھی اے کہ

جئے دیم از عرصہ رود بار      کہ پیش آمد پر پلنگے سوا  
چنار دل زان حال یمن شرت      کہ رسیدم پائے زمن بہ بیت

یعنی میں اکواری رود بار      سے میدان وچوں شگھیاں اکبا

تھیں۔۔۔ دیکھیا ہٹا پلنگ (جیٹا) اے سوار آریا سی ہیں اہ نظارہ  
لکھ کے سہم گیا تے میرے پیر تھیں دی تھیں بھج کے رہ گئے۔ اوہ گول آیا  
آں میں اوہنوں پچھیا۔ ایہ کیہ؟ اوں آکھیا۔۔۔ ان کوئی وڈی گل نہیں۔ مہر  
کے دی گل ایہ۔۔۔ "گر از کم داوار تو گردن مچھ سچ۔ کہ گردن پچھد کم تو  
سچ"۔۔۔ یعنی توں اشد رے حکم توں باہری تھیں۔۔۔ تال جے کوئی شے تیرے حکم  
دی ناہی تھیں۔۔۔ چنانچہ اشد تال تعلق تھیں باروں بندہ اتیاں اچا ہو



ننگی ہو بیٹھی صرٹ ستر زبور سبھ جان بہانیاں تجیا ای  
 ملک الموت عذاب تھیں کرے تنگی پردا کے واگردی نہ کجیا ای  
 وارث شاہ حساب نوں پی کپڑی صوڑ حشر دا دیکھ لے وجیا ای  
 تے کڑی نے اگوں آکھیا :-

کڑی آکھیا مار نہ چھاوڑی وے مرجاواں گی اہل دیوانیاں وے  
 گل دستنی ہے سوڈس مینوں تیرا لے سنبھوڑا جانیاں وے  
 میری چاچی تے جہڑی تودہ سببن اسیں حال تھیں نہیں بیگانیاں وے  
 تیرے واسطے او سدھی کراں منت پاس ہیرے جاٹیاں وے  
 دہشت آکھنیکوں آکھاں بنا اوستوں آوے ہیر دلا مال خزانیاں وے  
 راجھا اد گل سن کے اندر و اندر خوش ہو یا کہ جلو محبوب مات منجھن  
 والا قاصد تاں ہتھو آیا تے فاسد وی مستہر جنھے دستیا کہ اسیں تیرے حال  
 توں پہلاں ہی واقف ہاں سو پوری کر شمس کر دیکھیاں گے  
 راجھے سینہا دا بچ کھلایا :-

جا میریوں آکھتا بھلا کیو سنا توں حال تھیں چاہے حال کیو  
 بھندڑا سیاہ سفید سی عشق والا گھٹ بھیرے عم لال کیو  
 طلا کندن اک داتا کیے جانڈوں باہروں لال کیو  
 فتح آباد چا دتی او کھیریاں نوں بھار تھئے وے ویر و وال کیو  
 کر کے نوک دکھا وڑا دیاہ والا ڈوئی پرہن لگی حال حال کیو  
 تھد نہٹی اس سیاں تے مہیں ناہی وچ کھیریاں دے کجاں کیو  
 جاں میں کیا ویرے سہی نال نال کے بھیرے چور وانگوں میر حال کیو  
 بھلے چودھری دا پت پاک کیو چا جگ اے مہینوال کیو  
 تیرے باب درگاہ تھیں مے باہنڈا لے اترھ میں نال کیو  
 ساڑبال بے حال کنکال کر کے حال تھیں چاہے حال کیو

رتو اپنا شوق تے سوز مستی دارش شاہ فقیر نہال کتیو

راجھے دی آزمائش جاری اے۔ ایس بند وچ راجھے نے انسان دی  
پڑبیتی دی دس پائی اے کہ کس طراییں او دنیا وچ تھن کج دی خاطر دھکے دھوڑ  
گھنڈا اے۔ اصل صورت حال انج اے کہ عشق دی ڈنڈی پینا بڑا اوکھا کم  
ایں۔ پر ایہھے ہر انسان واسطے لازمی اے کہ او رب دے عشق والی بازی  
جت جائے۔ بھانویں سر لہہ جائے۔

راجھا ایہھے جہڑیاں ٹسکاساں تے شکوے کر دا اے اوہ کوئی کئی چھپی گل  
نہیں۔ حدیث شریف وچ اڈندا اے کہ دنیا مومن واسطے قید خانہ اے  
او بنوں کھل ڈکھ تے آرا دی نہیں۔ بلکہ اوہنے گوہر مقصود دی حفاظت  
کر دیاں ایس دنیا وی گزران گزارنی بندنی اے۔ ایہھے ہر مصرع اک  
"خزانہ" اے جہدی تشریح واسطے کئی ورقے چا سیدے نیں مہا ایہھے مرث  
اک مصرعے دی تشریح کراں گا۔ باقی ساری گل بات قاری حضرات آپو  
کویر لین مے۔ مصرعہ صحیح

فتح آباد چا دتی او کھیڑیاں نوں بھانڈا راجھے دے پور دوال کتیو

**تشریح** | کھیڑا عزرائیل فرشتہ اے۔ فرشتیاں نے آدم دی پیدائش  
ویلے اعتراض کیتا سی کہ او دنیا وچ نسا دے خون خرہ کرے  
گا۔ (بقرہ) پر اللہ پاک نے آکھیا جو میں جہانناں اڈتس نہیں جانڈے۔  
تے انسان نوں پیدا کر دتا فرشتیاں وچ مواء موسیٰ و عیّد نجد نہیں آکھیا  
لیا۔ جہد کہ انسان وچ اڈتسناد چیزاں رکھیاں کیتاں نیں۔ دو جے اظہال  
وچ ہر لحاظ مال فرشتے فتح مند نیں۔ کیوں جے اوہناں نوں لے مال رڈنا  
نہیں پندرا۔ سگوں رب دے حکم موجب عمل اوہناں ای نظر ت اے۔  
نایدی اوہناں وچ ہے ای نہیں۔ ایس کر کے نہ اوہناں نوں تیار خود

نہ جزادی خوشی۔ اوہ فتح مند نہیں۔ دُوبے پائے انسان اے۔ پیلان تاں ایس  
 نوں متضاد چیزاں دے میل نال پیدا کیتا۔ قیر ایس دے اندر متضاد چیزاں  
 نیکی بائی صبر بے صبری۔ عقل بے عقلی۔ علم بے علمی۔ عشق تے ہوس و غیرہ  
 رکھیاں جوئی ارشاد باری اے **فَاللَّهُمَّ مَا فَجُورَهَا وَتَقْوَاهَا**  
**سُبْحَانَكَ** تے **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا**۔ یعنی اپنے اندر توں پاکیزہ بنان  
 دی شری وی لا دیتی تاں بے غلامی ہوئے جہڑا ناکام رہوے اہ سوز راستی تے۔  
 غیب توں وڈی حل سی شیطان دا وجود جنہوں وُصل دے کئے تے انسان  
 دا پیری بنا کے اُدیے مگر لا ریتا۔

نظارہ فتح آباد تحصیل ترنتارین ضلع امرتسر (بھارتی پنجاب) وچ  
 لکھیاں گئیاں۔ تے ڈیرو وال دی ایسے تحصیل داک ہور وڈا قصبہ اے۔  
 دُوبے پھانیاں را کر کے مشہور سی (دریائے بیاس دے کنارے تے) واہو  
 گنگر قصبہ اے۔ پرورو وال توں مراد اہ ہے کہ انسان ہی اہ دنیا دشمن  
 گنگر اے۔ ایسے ہر انسان دشمن دارا اے۔ اوہنوں ہر ویسے سوکھ تے چوکتا  
 رہ کے اپنے اندر رکھے ہوئے "لَقَدْ دَبَّ" دی راکھی کرنی پیندی اے۔ جد کہ  
 قدم قدم تے ایمان تے ریاست دے دشمن اہ مال کھوہ لہن لئی پھیراں پاندے  
 پھنڈے نیں۔ آدم نوں سجدہ نہ کرن توں بعد ابلیس نے بدوں انساناں نوں  
 گمراہ کرن دا ٹھیکہ چکھیا تاں رب پاک نے فرمایا میرے مخلص بندے تیرے  
 قابو نہیں چڑھن گئے۔ سو اہ دنیا دا سلسلہ اصل وچ مخلص تے غیر مخلص دی  
 پچھیمان تے پرکھ وی سبارٹری اے۔ جہڑا ہر بندے واسطے "دیرو وال" اے  
 انزی مسرع یعنی متطیع دی مخلص بندیاں دی ترجمانی کردا اے۔ جہناں نوں رب کی  
 محبت وچوں حصہ تے ایمان دی دولت مل گئی اے۔ اوہناں کول دنیاوی  
 مال جمانویں بالکل نہیں۔ اوہ بظاہر کنکال نیں۔ پر شوق تے سوز و مستی ری



دولت نال رہے بچتے ہیں۔ تے ایس حال وچ نہیڑا ای اوہناں دی کامیابی دی  
دلیل اے۔

گڑی بان چھڑا کے پنڈ بھنج دی اے۔ تے فیر سے  
سہجے آن کے ہردے کوں بہہ کے حال جوئی دیکھوں کے دینا  
چھڑنگ ناموس فقیر مویا رہے روندرا کدی نہ ہستیا ای  
ایس تن کمان نوں اتھ پھٹے کے اکہرنا تیر کیوں کستہا ای  
وارث تسادے ندرت مینہ وانگوں تیر اورسے نیناں تھیں ویسا ای  
تے اکوں تیر تو اب وہی کندی سے کہ را کھجے تے مٹلی سستی ہر دل کھینچ  
دس ہیٹھا۔ اوتیاں نوں پتہ لگاناں ہیرے تے اوہرے گریے کتے کیوں ہاں  
میل نہیں ہون ریندے ایس بارے کہ حدیث شریفہ اے۔ سون مہمان  
نہی۔ جھنے چپ وئی اہ نجات پا گیا۔ سے

بولن ناول چپ بھلی تے چپ وچ لکھوں پڑے  
جے منصور چپ کر رہندے کون کانونوں چڑدے  
فیریزی ہیر نوں پیتا کراندی اے، کھاد کونی اہ تیرا عاشق اے ہاں آں  
ازلاں توں تیرے شوق وچ مست اے۔  
تھوں رہن اقرار خراج کیساتھ وں باقیبوت وچ ڈھکیا ای  
بند رہجھے نوں کندی دینی ڈھیک نہیں، پر ہیر نوں منہ اے کہ  
رہجھے نے ہیبت کیوں بھنیا۔  
پناچ اہ کندی اے۔

عاقی ہوئیے اسیں جوئے سے تھیں جالائے زور جلا وناں ایں  
اسیں حسں تے بو مغزور میٹھے چار چشمہ دا کٹاں ٹاواناں ایں  
سرور اکھیاں دے وچ پاواناں ایں اسیں مڈا گھمتہ رہاواناں ایں

رُنج دے کے یار پیارے تائیں سید را بجھے دے نال لڑاؤناں ایں  
 را بجھے کن پڑا کے جوگ تیا ساں جوگ تے جز یہ لاؤناں ایں  
 وراثت شاہ اہ باغ وچ جا۔ میٹھا ساں باغ دا حاصل لیاؤناں ایں  
 بر کڑی ونی بلا اے۔ اُد بیر نوں کھاڈا رکلاں سمجھاندی اے کہ۔  
 عاقی ہو کے کھیڑیاں وچ وڑی ایں عشق حُسن دی وارثی جھپٹے تی  
 پچھیا انت توں دیونا ہو کے جس نوں جھپکا اوس، اگاسنوں پھٹے تی  
 جہڑا دیکھ کے نلکھ نہاں ہووے کجھے قتل نہ بان پھٹنے تی  
 پچھیا مانہہ دیکھے سچے عاشقاں نوں جو کجھ جان تے بنے سو کٹنے تی  
 اُجھ جوگی تے جا کے ہو حاضر اسیس کم وچ دھل نہ گھٹتے تی  
 وراثت شاہ نیا مئے توڑ تائیں نیوں لاکے پچھیاں نہ ہنٹے تی

تے ایں توں بعد بیر: اہل موم ہو جاندا اے تے اوہ بہتی نوں ناں  
 رلا کے اپنے مقصد وچ کامیابی بارے کوشش کرن لگی اے بہتی ایدھر اودھر

لے کڑی کون اے؟ تہ جنماں وچوں کڑیاں نے نکل کے دھوا بولیا سی بیاتی کڑیاں  
 ناں تہوں کیناں۔ اک قابو آکھی، کڑیاں عارفانہ رنگ موجب شوہشاں تے شہوات نیں۔ سو  
 اڈ کڑی وی کہ نہ سٹش اے جنہوں را بجھے نے زیر کر کے اپنی گرفت وچ لے لیا۔ جیوں  
 جوہشاں اتے گرفت حاصل ہو جانے تاں اہ بڑیاں تا بعدار ہو کے انسان دے کم آکندیاں میرا۔  
 تنس امارہ شوہشاں دار شہ پیا اے۔ پچھول اہنوں مغلوب کر لیتا جاندا اے تاں ایہو  
 انیس مظہرند میں جاندا اے۔ فوراً ارشاد اے کہ ہر بندے اُتے اہد شیطان غالب آجاتدا  
 اے سوائے عمر بنیاب دے کہ اہ اپنے شیطان اُتے غالب آگئے (گفت محبوب ص ۲۸۲)  
 سہ اڈ کڑی شیطانی تے شہوانی قوت سہ جنہوں را بجھے (انسان) نے قابو کر لیا۔ تے نر  
 اوہیں توں رہتی محبوب کہیں دھتیں کینا جوین حضرت سلیمان پناں نوں مغلوب کرن توں بعد  
 اوہناں توں کم لینا سے ہنسا سے منس۔ (قدر آفاقی) ص ۱۵۰

دیاں کافی گلاں کر دی اے۔ پھر ہیر دیاں لیسیاں سُن کے اوہ وی اگوں مور ہو  
 ہاندی اے۔ ایتھے وارث شاد عورت ذات دی اک فطرت انج بیان کردالے۔  
 جیو رن دا چھلڑا کج دا اے

تے زیر ہستی ہیر نوں کہندی اے :-

جا بخشیا سبھ گناہ تیرا تینوں عشق قدیم تے سبج دا اے  
 وارث شاہ تیل یار متا ایسے ایتھے نواں اکھاڑا راج دا اے  
 ایس توں اے گل چلان توں پہلاں میر دے "عاقی ہون" تے تسن اپر غور  
 کرن والے بند بارے گل کتھ ضروری بجا پ دی اے۔

## وارث شاہ دا دعویٰ

وارث شاہ دا دعویٰ اے کہ :-

اد قرآن مجید دے معنی میں بھڑے شعر میں وارث شاہ دست نہیں

آؤ ذرا قرآن مجید وی دوناں نکورہ بند دیا ویو اکر نیجے تیر کہندی اے :-

- (۱) عاقی موٹھینے ایس جو کیزے تمہیں بالالے زور تو لا واناں ایں
- (۲) ایس تسن تے جو مغور بیٹھے پار چشم دا کٹک لڑا واناں ایں
- (۳) لکھ زور توں لاجے تدا ہی ساں بدھیاں باپجہ تیرا واناں ایں
- (۴) کُمرہ اکھیاں دے دج پا واناں ایں اسوں وڈا عمند چاہناں ہیں
- (۵) رُخ دے کے یار پیارے تائیں سیدار اچھے دے نال لڑا واناں ایں
- (۶) رانجھے کن پٹا کے جوگ رہا اسوں جوگ تے تیر لڑا واناں ایں
- (۷) وارث شاہ اہ باغ صبح جا بیٹھا اسوں باغ دا حاصل لیا واناں ایں

تشریح :- انسان رب نال پیار کھن دا کتنا وی دعویٰ کرے بد تک  
 آزمائش نال اہ اپنے دعوے دج پورا نہ اترے رب اوہا دعویٰ تسلیم نہیں  
 کردا۔ تیرویں اہ فرما اے :-

(۱) تمہارا کہ خیال ات کہ تیں جنت دج داخل مویا و مگے مہ کہ رب نے

اجے پڑتایا نہیں کہ تہاڈے وچوں کیترا جہاد کروا اتے تے کیترا مابیت قدم رہندا  
۔ (آل عمران : ۱۵۲)

یعنی آزمائش توں بغیر حینت (بمیر = روح . رب دی رضا جنت . رب  
دا دیدار) نہیں مل سکدی ۔

(۲) تہاڈے وچوں کوئی دنیا دا طالب اے تے کوئی آخرت دا چاہوون  
فیر رب نے تہا نوں زمانہ ایسی کافراں و لوں پھیر دتا ۔ (آل عمران : ۱۵۲)  
یعنی اوہ دیکھن لئی کہ مصیبت وچ تہا ڈی کیہ حالت ہندی اے . یا کون  
تہا ڈے وچوں سچا اے تے کون جھوٹا ؟

(۳) اللہ تعالیٰ تہاں مومنوں نوں موجودہ حال تے نہیں چھڈن لگا . جد  
تا تیں پہ نسبت (نا پاک . منافق) نوں عیب (مومن . پاکیزہ) توں وکھ نہ  
کر لوں . تے اللہ تہا توں غیب دیاں گلاں دسن والا نہیں لیکن اللہ پاک  
پہ رسولوں وچوں جنہوں چاہوے (ایس کم لئی) چن لیندا اے . سو  
اللہ تے اوہدے پیغمبراں اتے ایمان لیاؤ تے جے تیں رنج کر دے تے متنی  
بنو گے تاں تہا ڈے لئی بڑا ثواب ہووے گا ۔ (آل عمران : ۱۴۹)

(۴) مسلمانوں ! تیں اپنے مال تے جان دے سلسلے وچ ضرور آزما  
جاؤ گے ۔ تے نہا نوں اپنے توں پہلے اہل کتاب (یہودی تے نصرانی) دیاں  
گلاں سننہا پھین گئیاں تے (جہ نیاں ہون گئیاں) مشرکاں (مشرکین مکہ)  
و لوں بڑیاں تکلیفاں تے جے تیں صبر کینا تے تقویٰ رکھیا تاں بے شک اوہ  
سمت واکم اے (آل عمران : ۱۸۶) ۔

(۵) وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لَّ  
يَسِّرُ اللَّهُ لِلَّذِينَ يَأْتُوا الْبَاغِيَ فَمَا سَتَجِدُوا لَهَا سَبِيلًا (المائدہ : ۴۸)  
مسلمانوں ! جے اللہ چاہتا تاں تم لوں اتوا امت بنا دیتا پر تہا نوں  
نہا مقصود اے ۔ اوس مال جو کچھ کہ تہا توں زنا ۔ سونیلیاں وچ (الکدو جے

توں) اگے ودھو :

(۶) اُو ای رب اے جہنے تہا نوں زمین وچ نامیب بنایا نے تہاڈے وچوں  
اک دے درجے دوجے ناموں بند کیئے ۔ ایس لئی کہ تہا نوں جو دتا (جس حال وچ  
رکھیا اے) اوس مال اترائے ۔ (کہ امیر امیرنی وچ خاکہ کر تے فقیر فقیری وچ  
نسابہ ہے کہ نہیں) ۔ (الاحزاب : ۱۶۵) ۔

قیامت وئے دن کافر روزخ ول کئے جان گئے ۔ تاں جے اللہ غیبیٹ نوں  
پاکیزہ توں وکھو کر دیوے ۔ (الانفال : ۳۷)

(۸) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِينَةً لِّمَن يَّرْتَبِدُ  
اِيَّهَا اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ اسان زمین اُتے جو کچھ بنایا ۔ اوہ تک  
سجاوٹ تے رونق لئی بنایا ۔ تاں جے ایس لوکاں نوں پرکھے کہ اوہناں  
وچوں کبھڑا ودھیا عمل کروا اے ۔ (الکہف : ۷)

(۹) وَنَبِّئُوْهُمْ كَيْدَ الْبَاسِطِ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۔ اَلَيْسَ  
سُرَّ جَعُوْنَ ۔ (الانبیاء : ۳۵) ۔ تے سیں تہا نوں بُرائی تے ہنسائی  
بچا کے آنانے آں تے تہاں سادھے ول ای بدتتا اے ۔

(۱۰) کہیہ بھلا لوک ایس گھمنڈ ۔ جی تہاں کہ اُو ایس کل کہیں مال وچ  
دتے جان گئے کہ تہاں ایمان لیانے تے اوہناں دی آزمائش نہیں  
سووے گی ؟ تے بے شک اسان اوہناں توں پھنسیاں توں آرمایا ۔ تے  
منزور استہ سچیاں بارے جانے کاتے نامے جھوٹکیاں بارے وئی ۔ (آسام

۱۱) جے اللہ چاہند تاں کافراں توں اتہا نوں سزاواں بخیرا بولے مینڈ  
یر اوہدی مشیت تاں اہ ہے کہ تہا نوں کہ وجے مال (لڑاکے پرکھے) ۔ (سورۃ التکوین)

(۱۲) مسلمانو! ایس تاں تہا نوں منور پرہیساں کے ۔ ایٹھن تک کہ علم جو  
ہے کہ تہاڈے وچوں مجاہد کبھڑے نیں تے صابر کبھڑے ؟ تے لڑالے سیں  
تہاڈے حالات پرکھاں گے ۔ (محمد : ۳۱)

(۱۳) تہاڑے مال تے تہاڑیاں اولادوں تہاڑے لئی آزمائش نیں۔ تے  
 جہڑے اہناں دے ہندیاں آزمائش وچ پورے اترن اہناں لئی) اللہ کول بڑا  
 اچا اجر (تے ثواب) اے۔ (تنبیہ: ۱۵)

(۱۴) بے شک اساں اہناں نوں پرکھیا۔ جے کن باغ وایاں نوں پرکھیا  
 سی۔ جدوں اوسناں سو نہہ کھاہدی کہ ضرور سویرے ہندی نوں اسیں سارا پھل  
 توڑ لوں گے تے ”انشاء اللہ“ نہ آکھیا تے تیرے رب ولوں اک پھیری کرن  
 والا باغ اتے پھیرا کر گیا۔ تے اُدہ سستے پننے سن۔ تے سویرے باغ ارجح سی کہ  
 جیویں سارا میوہ کسے توڑ لیا ہووے۔

اُد تڑکے سارے اکدو جے نوں بلارے سن۔ کہ چلو سویرے سویرے  
 اپنی کھیتی ول جے ودھنی ایتاں۔ تے آپو وچ اُد ہولی ہولی گلاں کر  
 دے جاندے پننے سن کہ آج کوئی مانگت تہاڑے تک نہ اُپر جائے تے اُد  
 تڑکے تڑکے تڑے اپنے اسیں ارادے موجب خود نوں قادر سمجھ کے۔ تے  
 فیر بدوں اوہنوں تکیا۔ (زناں) آکھن لگے۔ بے شک اسیں راہوں کھنچ  
 لگے (اساں)۔ سگوں ساڈی قسمت کھوٹی (ہوگئی) اوہناں وچوں جہڑا  
 کسے حد تک عقلمند سی کہن لگا۔ میں تہانوں آکھیا نہیں سی کہ تیسں تسیں  
 کیوں نہیں کردے؟ (انشاء اللہ کیوں نہیں کہندے؟) کہن لگے ساڈا  
 رب پاک اے۔ بے شک اسیں بے انصاف ساں تے فیر اک دوجے  
 توں الاہے دین لگ پئے۔ (نیر) آکھن لگے۔ ساڈی قسمت بھیرٹی۔ سچ  
 سچ اسیں (رب دے) باغی ہونے ساں۔ اُمید اے کہ ساڈا رب ساتوں  
 اسیں توں ودھ کے بدلہ دے گا۔ اسیں اپنے رب ول رجوع کرنے آں۔  
 (العقلم: ۱ تا ۳۲)

(۱۵) هُنَا يَكُ ابْتَلَى الْيَوْمَنِيْنَ وَزَلْزَلُوْا زَلْزَالًا

شاید ۱۵ (احزاب: ۱۱)۔ اوتھے (اوس موقعے تے) مومن پرکھے

مئے تے اوہناں نوں دتا گیا تگڑا ہلوٹا

آزمائش بارے آپر کچھ قرآنی آئناں یا اہنیاں دا ترجمہ تہاں مع حوالہ  
پڑھیا۔ اہ تحریر پڑھن والے سچن میری جاچے میرے نالوں زیادہ عالم و فضل  
تے سمجھداریں۔ اہ آپر دتے بند والے مصرعیاں دی "تطبیق" میرے  
نالوں بہتر طریقے نال کر سگدے نیں۔ سمجھداریوں شاعرہ کافی اسے۔ تے  
بہترے دھردے دتے ہوں اوہناں نوں پیغمبر دی آکے سمجھانکے رہے  
یہ اوہناں دے پٹے پٹے کچھ نہ پیا۔

اشفاق عابدی: یہ الورا الیعدی

راٹھیا میرا ریش

سہی نوں جہلاں تیرے یقین دلا یا کہ رانجھا میرا ستیا ما سترہ اسے تے  
ہر آزمائش و چون سنگھن لئی تیار اسے ایسے تیرے توں میرا رانجھا رہو۔

میرا بار آیا چیں دیکھ آئیے ست مار دی سیں سہی یہ سرائی

جس ذات صفات جو دھڑھڑتی میرے د سطلے چاریاں کو ماریں

جہڑا مڈھ قدیم دایار میرا جس کھنڈیاں تیرو دیاں آھو ایسے دیں

وارث شاہ گمان دے نال بیٹھا نہیں نوں آسایا ہویاں میں

ایتھے مقطوعے وچ "گمان" دا لفظ اقبال دے لفظ "خودی" دے معنی میں

راٹھیا اپنی خودی نوں ایناں اپناے گیا۔ یہ نوں اندازے توں آکے پہلنا ہے

گیا ہے اقبال دا ارشاد اسے۔

خود کو کر بند آسنا کہ ہر تقدیر سے پیسے۔ شاہین کے سے خود کو تیرے بناتیوں بنانا ہے

لے مثلاً یہ کسندی اسے

جوگی میں منانے دیاں ہوں آکے بندوں کے بندوں

کہ کب سے بہتے من نے میں شاہین ہوں نہ آونے لئی

اوپنے سستی نون سمجھایا کہ "راجھا واقعی ہوں" میرے قابل سے توں  
 (موت) میرا ساتھ دے کے راجھے نون ہمیش دی زندگی تے بقا دا پیالہ چکھا  
 دے۔ یعنی راجھے نال دشمنی والا ورتارا اچھڈ تے محبت والا طریقہ اپنا۔  
 کیوں جے راجھانیک تے متقی اے۔ متقییاں نال ملک الموت دا ورتارا  
 بڑا دوستانہ تے محبت جیرا ہندا اے۔ حد کہ غلط کاراں تے بے ایمان  
 نال اہدے الٹ۔ سورۃ والنزعت وچ آوند اے۔

والنوعت خذ قاة والنشطت نشطاً یعنی  
 قسم اے گھسیٹ لیاں وایاں دی کھب کے۔ تے قسم اے آزاد کرن  
 وایاں دی ہنچھ کھول کے۔ اد دونوں آنتاں انسان دی موت دین پیش  
 کردیاں ہیں۔ پہلی وچ نہہنار یا بے ایمان دی جان تکلن دا منظر اے۔ دوجی  
 وچ ایمان دار تے نیک دی حالت دا نقشہ اے۔ راجھا چونکہ ہن رب  
 ؤل پورا دھیان دین و جہوں نیکاں وچ شمار ہو گیا۔ تے ہیرنے وی اوہوں  
 کامیاب قرار دے دتا۔ ایس کر کے سہتی (موت) وی اوہدی طرفدار  
 یا دوجے لفظاں وچ گولی یا کنیرین کے سامنے آون لگی اے۔ پر دل  
 وچ کوڑا جے وی باقی اے۔ ادا کہندی اے

پیا لعنت دا طوق شیطان دے گل اہنوں ربّ عرش تے چاہڑناں ایس  
 بھوٹھ بول کے جنہاں بیاج کھاہد اتہناں وچ بہشت نہ وارٹناں ایس  
 رانوں مار کے بھتیا پٹیاں نون چاہڑ بیخ لٹے جے توں چاہڑناں ایس  
 ایس جیودی سئل چکا مٹھے ووت کراں نہ سیوناں پاڑناں ایس  
 اگے جوگی دے مار کرائی آ ای ہن ہور کہیہ پڑتساں پاڑناں ایس  
 توبہ انہنوں جے مونہوں بولاں نک وڈھ کے گدھے چاہڑناں ایس  
 میرے نال نہ وارٹنا بول اویں متاں ہو جائے کوئی کارتاں ایس  
 پیر شخصی پے کے مٹھا بول کے اوہنوں بھرماندی اے :



آسہتے واسطہ رب دا ای نال بھابی دے مٹھڑا بولے نی  
 تیرے جیہی تنان بومیل کرنی جیو جان بھی اوس توں گھوئے نی  
 جوگی چل منائے باغ وچوں سچھہ نچھہ کے مٹھڑا بولے نی  
 جو کجھہ کہے سو برتے متق لیتے غمی شادلیوں مول نہ ڈوئے نی  
 چل نال میرے جیویں بھانگ بھریے میل کرنیئے وچ وچولے نی  
 کیویں میراتے رانجھے دامیل ہومے وارث ڈوہ وچ کھنڈ چا گھولے نی

تے سہتی تے ساتھ دین دا وعدہ اچ کیتا :-

جانجھیا بھگت گنا تیرا تینوں عشق قدیم تے سچ دا اے  
 وارث شاہ چل یادنا آئے اتھے لوں اکھاڑ رانج دا لے

چنانچہ سہتی رانجھے کول جانہی اے۔ اوہنے کھنڈ ملانی دا جھال بھگت کے ستر  
 پوش تال ڈھکیا بند اے اپر پنج روپے نقد رکھے نیں۔ رانجھا اوہنوں  
 دیکھ کے مونہہ بھنوں بیندا اے۔ سہتی سچھہ بنجھہ کے سلام کردی اے۔  
 رانجھا کوئی جواب نہیں دیندا۔ کیوں ہے اوہنوں ہیردی اڈیک سی۔

طلب مینہ دی وگیا آن تھو بکھر پارو آخری دور نہیں آیا ای  
 عامل چور تے چودھوی جٹ حاکم وارث شادلوں رب دکھایا ای

ایتھے سہتی تے جوگی وچکار مرداں تے زانیاں دے وصفال بارے لمی  
 جوڑنی کل بات بندنی اے۔ جہدا ذکر کھپے صفحیاں اے آگیا اے۔ بس  
 لسی ڈسراں دی بوڑ نہیں۔ ایہہ بھانگ سہتی نے مکان دی کوچ کوشش کیتی :-  
 پنڈ بھانگیاں دی کہی کھول بیٹھوں وڈا مسخراہیں کھنڈ باہ لاوے  
 ساں اک رسال تے بھال آندی بھلا دس بھان کیمے نے راو، جسے  
 اتے رکھیا کیمے نے نڈ تیری؟ نہیں آپ نوں بہت اتاوا دے  
 کیمے روک سے کاسدا اید باسن ساں دس بھان سہتی راوا لا جسے  
 تے جولی کھنڈا اے :-

کرامات ہے قہر داناں نے کہ گھٹیا آن و سوریہ اچھا  
 فقرا کھسن سولی جو رب کرسی انہوں جوگی نوں چاؤ ڈوریا ہی  
 اتے پنج پیسے لال روک دھریو کھنڈ سپاولاں دا تھال پوریا ہی  
 سہتی دا خیال سی کہ اوہنے :

سہتی "کھنڈ نالائی دا تھال بھریا" چاکیرے وچ لکایا ہی  
 اتے پنج روپے سو روک رکھے جا فقرے پھیرا پایا ہی  
 پر بدوں رانجھے نے کھنڈ نالائی دی تھال "کھنڈ چاؤ داں" دی دس پائی تاں  
 سہتی سمجھی کہ توئی جھپٹتا اسے اہ بظاہر جوگی نوں پر حقیقت وچ انسان  
 نوں پہنا مار دی اسے کہ توں کم کیرہڑے آیا سیس۔ تے کہ کیرہ رہیا ایس نہ  
 مگر پتران دے اتھما باز پھٹتا با چمبیرے دانہ پتا نوں  
 کھلیا پھل گلاب دا توڑیا نہیں بیا چمبیرے توت سمھا نوں  
 انڈیا موہرے لایا قاشے دے، کھڑا سو اتھ دے چا نوں  
 دارت شاد تندور وئی ذب پھٹا اتھار تیرے کھلیا سا نوں  
 رانجھا سمجھی کہ منوں کھنڈ نالائی وار شک پچا اسے چنا چہ ان کہنداسے ۔

جا کھول کے دیکھ بوسہ دتی، وے کیرہا شک دل اپنے پائیو  
 کیرہا آساں سورب غمیتو، برسی کیرہا آن کے معز کھپا کیو ہی  
 جا دیکھ تو دوسو سو دور ہووے کیرہا ڈرور آن مچا یو ہی  
 شک مشے جے کھول کے تھال دیکھیں ایجھے کیرہا آن پھیلایو ہی  
 تے بقول وارث شاد :

کھنڈ کھول کے تھال جاں دسیاں کیتا کھنڈ پووں دا خیال ہوئی

اے ماں مچھوہ غلاب اسے دیکھو دیکھو کہ ہی بیان نہی ندے سورب نے فرمایا کہ  
 دیوانہ کھنڈ کھول کے پڑا ہی نوں دولت دین برے برے

چھٹا تیر فقیر دے مُجھزے واہ چوں کُفسر وا جو پروٹیا  
 جہڑا چلیا نکل یقیں آہا۔ کرامات نوں دیکھ کھلو لیا  
 وارث شاہ جو کیمیا نال چھٹھا سونا تانبیوں ترست ہی ہو گیا

یتھے متطے وج نسبت دے کمال دا ذکر اسے جنہوں بہتے نال نسبت  
 ہو جائے اوہدی عزت اورتے شان دا تعلق دیا ہرے نال ان ہوجا ہدا اسے  
 مسیحا بہت دا کٹا نیماں دے بڑاگ کے بہشتی ہو گیا۔ تے نوح علیہ السلام  
 دا بیٹا نوح نال نسبت تے تعلق پارہں مار کھا گیا۔ تے نبی انسان نے  
 رب رسول تے نہ شرتاں نسبت قائم کہیتی تے نہ ترکیا۔ بہت کرامات  
 کے دیوں جانوں رانجھے دی غلام ہوئی۔

موتور پنجھ کے پہنچ کرے سستی دل جان تھیں چیری سا تیری آس  
 پیر سچ دا اسان تحقیق کیسا دل جان تھیں کوروی تھیں سستی  
 کرامات تیری تے صدق کیسا تیرے استغفار دے گم نے تیری آس  
 ساڈی جان تے مان ہے تیریوں نال تے تھیں تیری آس  
 اسان کرے نہ کہے ذی علی کوا تیرے اسم تھیں تیری آس  
 اس تیرے اندر رکھ تھیں تیرے تھیں تھیں تھیں تھیں  
 پوری نال سب نہ ہو نال وارث شاہ کیمیا کرے تھیں تھیں  
 ان تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 بخششی سب گناہ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 نے بہتی جواب دیندی اسے کہ میں تیری غلام آں جو حکم ہووے تیریوں  
 بچا دیاں گی۔ رانجھے آ گیا:

سیا بیر سیال جو دید کرے مل جاو دلیراہ اسطفا  
 جا کے آکھ رانجھا تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں  
 دینس رات نہ ہوگی نون مگن دیندی تیری چاہاہ دلیراہ اسطفا

لوٹے نسیاں نیناں دی جھاک دے کے بوہڑیاں او دلبر واسطی  
 گل پڑا عشق دیاں کٹھیاں نوں مونہہ گناہ او دلبر واسطی  
 صدقہ سیدے دے نویں پیار والا مل جاہ او دلبر واسطی  
 وارث شاہ نماز داقرض وڈا سرول لاہ او دلبر واسطی  
 سہتی مطالبہ کر دی اے

میںوں ملے مرادتاں جیونی ہاں کرو شیش تے پنہوں تہنی آں  
 وارث شاہ کر ترک بڑیاںیاں نوں دربار اللہ دانتہنی آں

عارفانہ رنگ دے لحاظ نال سہتی (موت) فنا دی بجائے امر ہونا  
 چاہندی اے۔ بظاہر اوہنے مراد بلوچ نال ملن بارے مطالبہ کیا۔ پتہ جتے  
 مراد نہ ملنا دنیا دار واری دی گل سی تاں مقطع بے معنی ہو کے رہ جاندا اے جس  
 وجہ اہ وعدہ کر دی اے کہ میں "غلط کاریاں تیاگ کے اللہ دے دربار  
 وج حاضر رہن دا جتن کر دی رہوں گی۔ وارث شاہ دی بندش بڑنی پراسر  
 اے۔ "میںوں ملے مرادتاں جیونی ہاں"۔ یعنی دوہرے معنی  
 ایس وج مل دے نیں۔

**نکتہ دی گل** | ایٹھے "نبت" دے حوالے نال گل کرن دی لوڑ

اے۔ ہر شخص نے موت دا ذائقہ ضرور چکھنا اے پر  
 ہر شخص جس اُتے موت وارد ہندی اے۔ ضروری نہیں کہ اُہ فانی ہو جائے  
 بلکہ ہو سکدا اے کہ بہنوں بقا حاصل ہو جائے ایس واسطے کہ موت بُرا  
 فنا دا پیغام نہیں بلکہ اہرے اندر بقا دا پیغام وی چھپیا ہندا اے۔ حضرت  
 ابو القاسم بن محمد بن محمود نصر آبادی نیشاپوری فرماتے نیں:

اے انسان! تیرا وجود دو نسبتاں دے وچکار اے۔ اک نسبت  
 آدم ول (تے آدم مٹی توں پیدا کیئے گئے سن) تے روحی نسبت اللہ تعالیٰ ول  
 (تے اللہ دی ذات باقی اے)۔ جدوں تہیں آدم ول منسوب ہندے



نسبت والے شخص کی موت — اودے دل ای مر جانہی اسے — تے  
 رحمانی نسبت والے آدمی کی موت — (اودے وانگوں) بقا اور جہ  
 پا جانہی اسے۔ چنانچہ راجھے دی موت (سہتی) وی بقا دی علی کار سو کے تے  
 غلامی قبول کر کے نزع کر دی اسے کہ :-

منوں ملے مرادتاں بیونی ہاں کرو بخشش تاں استخوان تہنی آں  
 تے راجھا — — سہتی نوں (اصول طور تے) خوشی خیری ستاندا اسے کہ  
 بے منوں بقا دابام از ہیر داباپ (م گیا تاں توں وی :-  
 جع یاد رکھیں سہتے مراد پاویں گی !  
 سہتی راجھے ناں وندہ کر کے ہیر کول آوندی اسے تے اہنوں اچ  
 سمجھنا تاں اسے :-

سہتی جاک ہیر دے کول ہاں کے بھیت بار دابھد سمجھایا ای  
 تہنوں مار کے ٹھروں فقیر کیتو اد جو گیرا ہو کے آیا ای  
 اہنوں ٹھک کے مہیں چرائیاں ایتھے آکے رنگ دٹایا ای  
 تیرے نیناں نے مار دنگ کیتا منوں اوس نوں چار بھلایا ای  
 اہدے کن پائے تائے ون لہٹا آپ وو ہڑی آن سدایا ای  
 دتے قول تار دسار سارے آن سیدے نوں کزت بنایا ای  
 دین دار مواس ہو آن بیٹھا نہن دار سی آگ کے آیا ای  
 ہو جائیں نہال جے کریں زیارت تینوں باغ وچ اوس بولایا ای

ہیرا کسیا جا کے کھول بیکل اہدے ویں نوں ٹھوک دکھاؤنی ہاں  
 نیناں سان پڑھا کے کراں ہیرے قتل عاشقاں دے اتے رساؤنی ہاں  
 آگے چاک سی خاک کر ساڑساں اہدے عشق نوں صبقل چڑھاؤنی ہاں  
 ہو یا پیا ہے تال فراق راجھا ایسے وانگ مر پھیر چاؤنی ہاں

وارث شاد پتنگ نوں تمح اُتے آگ لاکے ساڑ وکھا وئی ماں

بیر نہا کے پٹ دا پہن تیور والیں عطر پھل سیل لگا وندی اُسے  
 دل پا کے میڈھیاں کالیاں نوں گورے مکھ تے چاڈ پلھا وندی اُسے  
 کھل بھنڈے نہیں اپر ادھ نٹے دونویں سن دے ٹاگ لے وندی اُسے  
 مل وٹناں ہونٹاں تے لاسرخی نوں نوٹ تے لوسر چڑھا وندی اُسے  
 گھت جھاخیراں لوسر دے سرے چڑھ کے ہیر سیال ٹاگ دی اوندی اُسے  
 کدی کدھ کے گھنڈ لوہڑا بندی کدی کھول کے مارنکا وندی اُسے  
 گھنڈ لہ کے نٹک دکھا ساری خیمی اُٹھ یار منا وندی اُسے  
 ہاتھی مست چھٹا چھٹا چھین چھینے قتل عام غلوت ہندی اوندی اُسے  
 مانک مال دے نوں سب کھول دولت وکھو وکھو چاؤ کر دکھا وندی اُسے  
 وارث شاہ ماں پری دی نظر چڑھیا غلوت سیفیاں کھڑ کدی اوندی اُسے

رانجھے نے بیرونوں آوندیاں دیکھیاں ماں دل وچ رنگ برنگے خیال تے  
 وسوسے آون بگ پئے اوس خیال کہتا "شاید کوئی پری یا خبرے بیرے  
 لا کوئی خوریا موہتی اندر رانی۔ جے بیر ہووے تاں شاید کوئی سیال ہی نال  
 ہووے" اہ سارے وسوسے چھٹ گئے جدوں۔

نیرے آکے کالجے دھائی جویں مست کوئی نشہ دے نال تووے  
 رانجھا آکھدا ابر بہار ہو یا بیلا آتے جنگل لا لال لال ہووے  
 چمکے بیاتہ القدر سیاہ شب تھیں جس تے پوے سو نظر نہال ہووے  
 وارث شاہ اچھیری رانجھے نوں جیہا گدھے دے مل وچ لال ہووے

گھنڈ لہ کے بیر ویدار ونا مہیا ہوش نہ عقل تھیں عاق کہنا

لٹک باغ دی پری نے جھاگ دے کے سینہ چاک داپاڑ کے چاک کیتا  
نالے عرض کیتی ۱۔

بھھ ماپیاں ظالماں ٹور دتی تیرے عشق سنھ مار کے خاک کیتا  
ماں باپ تے ساک بھھلا بیٹھی اساں چاک نول اپنا ساک کیتا  
تیرے باجھ نہ کسے نول انگ لایا سینہ ساڑ کے بہ ہوں نے خاک کیتا  
دیکھ نویں زروئی امان تیری شاہد حال دایں رب پاک کیتا  
دارت شاہ لے چناتساں سانوں کس واسطے جیو نمناک کیتا

رانجھتیں عین کرے؟ پچھیا! تھر بہ بے مہنی دا کارن بنیا ہویا لیسے۔ اُد  
نکھ کر دا اے

چودھراٹیاں چھڈ کے چاک بنیاں مہیں چار کے انت نول چور ہوئے  
قول کواریاں لے، لوہڑے ماریاں لے، اڈھل ماریاں لے پورو پورو ہوئے  
ماں باپ کر قول قرار ہارے کم کھیریاں دے زور و زور ہوئے  
راد سچ دے تے قدم دھرن ناہیں جوہناں کھوٹیاں دے مہن کھور ہوئے  
تیرے واسطے ملے ہاں کڈھ دیوں، امیں اپنے دس لے چور ہوئے  
دارت شاہ نہ عقل تے ہوش رہیا مارے ہیر دے سحر دے مور ہوئے

تے ہیر تقدیر الہی "دامسلہ ڈاد کے، نوٹھ دے بیٹے تے یعقوب دے پتراں  
دی یوسف نال بدسلوکی دیاں مثالیں دے کے رب دی مہنی اگے بے وکی  
کون دا ذکر کر دی اے۔

خواہش تھی دی قلم تقدیر وگی، موڑے کون امندے بھانیاں نول  
لے تیرے سمے سی نیوں لایا، اسناں بیجیا بھجیاں دانیاں نول  
و رت شاہ امند بن کون چھپے پچھیا ٹرٹیاں اتے نمائیاں نول



گلے شکوے "مکے" تان "بیر" نے کہا کہ جے آکھوتاں سہتی تال رل کے  
عشق وچ کامیابی دی کوشش کراں۔ اجازت ملی تان گھر آکے سہتی  
نوں آس دلاندی اے۔

⑥ تینوں ملے مراد، تے اساں ماہی دونوں اپنے یار ہندائے نیں  
تے اقرار کر دی اے :-

باقی عمر چھوٹے دے نال جالاں کوئی سہتے ڈول بنائے نیں  
تے متا یہ پکا کہ :-

ع بلع جانداں اسیں نہ سوتدیاں ہاں کوں بارنوں گھریں سیائے نیں  
خیر سہتی اپنی ماں نال گل بات کر دی اے تے بڑے "مکر" راہیں  
سچائی دا مقصد حاصل کرن دا جتنی کیتا جا رہیا اے، مگر سوال ادا وے  
کہ آیا "مکر" راہیں سچائی دا مقصد حاصل کرنا جائز اے ؟

جواب :- "مکر" بارے کھچلے پرانے وچ بحث اچکی اے۔  
کہ مکر دا مطلب اے حکمت عملی، پالیسی تے سمجھ داری نال کوئی کم  
کڑھنا "مکر" دے اچھے یا بُرے معنیاں دی بنیاد "گوہ مقصد" نال  
تعلق رکھدی اے۔ جے بڑے کم لئی مکر کیتا تان او ذریعہ تے نساہ والی  
قل اے۔ جے نیک مقصد لئی کیتا گیا تان او ثواب تے چھانی دا وسیلہ۔  
مثلاً یوسف نال بھراواں اک بڑے مقصد لئی آپ نوں کھوتے سٹن والا  
وتارا کیتا، نیت بُری سی، چالاکی تان چل گئی پر نتیجہ خراب، زخود اوہنا  
واسطے خاص کر کے (دوبے پاسے یوسف) مکر داشتکار — بے گناہ  
تے معصوم سی چنانچہ نتیجہ - (مصر دی بادشاہی تے زینجا دا ملاپ) بہتر  
ہو یا یوسف دے حق وچ - مگر ذرا اگے ودھو۔ بے خبری وچ یوسف  
وے جہ اغتہ لیں مصر جانداں نیں تے دو جے پیرے بنیامین نال ہتھ لائے  
یوسف بہانے نال بنیامین نوں اپنے کول رکھن مارن اہنی چھٹ وچ ہونے

داہرتی لکوا دیندا اے تے بعد وچ جکر چلا کے "بنیامین" نوں چوری دے  
 وگھ اپنے کول رکھ لیندا اے۔ ایجھے اُہدے بھرا بے قصور ہندے نیں۔  
 بنیامین ونا بے قصور اے۔ پر یوسف سچا پیغمبر ہندیاں دی "چوری دی  
 تہمت" راہیں اپنے بھرا بنیامین نوں اپنے کول رکھن وچ کامیاب ہو جاندا  
 اے۔ سوال ادا دے کہ اہ گل جائز کیوں ہوئی؟ ۱۱۹۹

**جواب (۱)** یوسف دے بھرا اڈھوں ظالم سن ظلم کماندے رہے۔  
 یونوں ستاناں یاں اہ دن آئے سن۔ اُہناں دا ضمیر مجرم سی۔ اہ یوسف دے  
 مجرم سن۔ اپنے یو دے مجرم سن۔ اُہناں وچوں یہودا بھانویں کافی نیک نیت  
 تھے، نیک فطرت سی، پر بھراواں دا ساتھ ہی تے حامی کار ہون وچوں اُہ دی  
 اُہناں وچ اہی شامل گنیا گیا چنانچہ یوسف دا اپنے مجرماں کوئوں (اُہناں نوں کوئی  
 نقصان پہلے بغیر پاکہ اُہناں نوں صحیح معنیاں وچ فائدہ چھان لئی) اپنے سکے بھرا  
 نیاں حکمت عملی نال وگھ کر کے اپنے کول رکھ لینا جائز سی کیوں جے نیت نیک سی  
 تے آخر یوسف نے اپنے باپ تے بھیناں بھراواں نوں سنن مٹرنے کنعان توں مصر بلا  
 کے اوتھے آباد کیتا۔

ایسے طرحاں بہتی نے جہڑا رستہ اپنایا۔ اہ بظاہر قابل اعتراض سی یعنی دنیاوار  
 دے لحاظ نال اپنی بھرجائی نوں اُدھلن وچ مدد دینا تے نلے آپو اُدھلن دی مراد  
 حاصل کرنا۔ پر حقیقی رنگ موجب ہیر نے سیدے نوں نیڑے اہی نہ ڈھکن دتا۔  
 اہ بات بہتی نوں معلوم سی۔ ایس کر کے اوہنے ہیر نال ظلم دا ورتارا جاری  
 رکھن دی تھاں ہیر تے رانجھے دی مدد ا منسوب بنایا۔ تے بڑی نیک سوتی نال  
 بنایا۔ تاں جے ہیر تے رانجھے نال جہڑی ودھکی تے ظلم ہیر دے ماپیاں تے کھیریاں  
 زل کے کیتا سی اُہی تلافی کیسی جاسکے بہتی نے سچے دل نال اہ حقیقت تسلیم  
 کیسی کہ ہیر تے رانجھے توں مزید وچھوڑے وچ رکھنا ظلم اے۔ تے جدوں  
 اہ ایس ظلم نوں سُکا چھڈے گی تاں اہ ا نتیجہ خود اُہدے (بہتی دے) حق

وج اد نکلیے گا کہ اہ اپنی مراد توں پہنچ جائے گی۔ جہدی خوش خبری متوکل رانجھے  
نے کرامت دکھان توں بعد دتی سی۔

کہیا جاسکھا اے کہ ہیر تے رانجھے نال ناں پلو ظلم ہو یا سی اُمتناں دی  
مدد تاں سہتی نے کیتی۔ پر سہتی نال کہرا ظلم ہو یا سی۔ ومنے ہیر رانجھے توں  
دُھسن ورج مدد دین لئی حامی کیوں بھری؟

جواب :- اصل وج سہتی تے ہیر کو جیے خارتے ودھیکی داشکار  
سن۔ ہیر اتے جہرا ظلم واپر چکیا سی اود سہتی اتے وپرن لئی تیار تے سہتی نے  
ہیر دے واقعے توں سبق حاصل کیتا تے پانچ تے نائل مون دی حیثیت ورن  
اویسنے مراد نال ناں گھڑ کے بعد وج اوس نال شادی راپرو کرارہ بنا یا۔۔۔۔۔  
گاڈن کن ایروہوں حاصل کیتی۔

سہتی بھابی دے نال پیا مصالحت وڈا مکھ چھپد کے ہاں دی س  
نردان دی مکر مطولان توں اتے لہ فرب دی کھوں دی اے  
تیرے پیر و انار دن رات مینوں جان مایاں دے و توں ڈوں دی آ  
ورث شاہ سہتی اگے مان ہڈھی اوڈے غضب دے کیرے پھول دی آ  
پہاں ہیر اپنی کس کول آئی کہ مینوں کھیتاں ورن ہا کے سیر  
دی اجازت دیو مکر ووں سہتی بہانے نال چھکدے لنگھ دی اگے نہ رت  
نال ورج ہا بلاندی اے۔ بلکہ :-

چل جہا بے واء جہان نیئے بانہوں ہیر نوں کپرا اٹھا وندی اے  
دونہاں دائرخ دلیجھ کے ماں آپہندی اے  
تس مس کیتا کھیت نہ جا کے

تے فیر سہتی بڑیاں رہ بھیاں کلاں کر دی اتے ہاں موجب  
بھیس نائیں سنکار دیاں سہتی تے اتے نوہاں سنکار مہن کداں نہ نہیں  
نیر خواہ دے نال بدخواہ ہونا ادا کم ہن کتیاں خراں دے نہیں

مشہور سے رکن جہاں اندر پیار و وہمیاں دے نال وراں دے نہیں  
دل عورتاں لین پیار کر کے اہ گنچھو و برگ ہنن سراں دے نہیں  
سیدار کھجیہ کے جائے باوا انگوں ویر دوہاں دے دھڑاں تے سراں دے نہیں

رمزی گلاں ماں دا کلیجہ چیر جاتاں نہیں اوہ ہیر بارے دل واساڑا نچ کڈھے  
دی اے :-

اُسدا جیونہ پڑ چدا پنہ ساڈے اسیں اہدا علاج کپہ کراں گے نہیں  
سوہنی زن ہزارہہ و کھنی ایں ویاہ پتر دا ہور تھاں کراں گے نہیں  
ووسہی گنچھو و دوتہاں توں وال اندر اسیں جنڈرا باہرں جڑاں گے نہیں  
سیدا ڈھلکے اسیں توں لے لکھا اسیں چکٹیوں مول تہ ڈراں گے نہیں  
یعنی ماں نول وی سارا اے کہ سیدے نال اہدا میل جول نہیں ہیگا بہتی  
نیر رمزا دی اے -

تو نہ لعل جہی اندر گھنتی آئی - پیکھ باہروں ، لعل و نجاونی ایں  
تیری اہ پھیلے لڑی پمٹی ایں واولین کھٹوں توں گواونی ایں  
اہ پھل گلاب دا گھنت اندر پئی ڈکھ دے نال سکاوٹی ایں  
وارث دھی سیالاں دی ماری ایں دس آپ نول کوٹھداونی ایں

ہیر تھکیا بیٹھ کے لمر ساری میں ماں اپنے آپ نول ساڑتی ماں  
مناں باغ گناں میرا جیو پر چے انت اہ وی پڑتتاں پاڑتی ماں

اے دنوں اجاڑت ملی ماں تٹان بھرجانی تھے پوری تیاری کھنتی نال  
پورے چند دیاں گڑیاں توں لے جانی دا پروگرام بنیا - اہ گڑوا ادھا کپاہ  
تھیں دے بہانے کھنتاں وچ گیا - تے بکرومی اک سول چوکید کے ہیر نول سب

لڑن دانا ٹھک رچایا گیا۔ انہوں نے منجی تے پا کے گھر لیاے۔ ہیر نے مکر تے ایکٹنگ  
 راہیں ثابت کر دتا کہ واقعی اوہنوں سب لڑ گیا اے۔ اوہناں جے ماندری  
 نیاندے پرکسے دامنتر پھر دانیس سی۔ اخیر رانجھے جوگی نوں لیاں بارے  
 گل پئی بہتی نے اہدی تعریف بڑے ڈھنگ نال کہتی۔

سہتی آکھیا فرق نہ پوسے ماسا اد سب نہ کیل تے آوندے نیں  
 کالے باغ وچ جوگر ایدھ دانا جندے پیر پاپاں دکھ جاوندے نیں  
 باشک ناگ کر دندئیے، میڈ بچپک، پھینے تیری سیس نو اندے نیں  
 سنی زار، دو ہیرے تے گنبرائی، منتر پڑھے تاں کیل تے آوندے نیں  
 کنکوڑیا، دھاسیا، اس لساتے رتوڑیا کچھیا جاوندے نیں  
 راؤ راجے تے جت تے دیو پریاں بسھ اوں نوں ہتھ دکھاوندے نیں  
 چنانچہ اچوڑے سیدے نوں جوگی کول جان لئی تیار کیتا۔

سید امار بھل، بدھی پچاری، مجھی چاہرے کے ڈانگ لے کر کیا لے  
 واہو واہ چلیا کھڑی بانہ کر کے، وانگ کانگوں مال تے سڑ کیا لے  
 کالے باغ وچ جٹ جاں جاوڑیا جوگی دکھ کے جٹ نوں ڈر کیا لے  
 کھڑا ہوما ہی منڈے کہاں آویں بال بھانسیہ شور کر کر کیا لے  
 سید سنگد اٹھ پھر کھڑا کنبے اُسا اندروں کا بچہ دھڑ کیا لے  
 وارث شاہ جیوں جوئیاں کڈھ آئی زہری سب سلیمی نوں لڑ کیا لے

رانجھیاں تے کیہاں

جوگی ہو ری نھرے کر کے بھاراں تے پیندے نیں۔

تقدیر نوں موڑنا بھالتا ایں؟ سب نال تقدیر دے ڈانگ دے نیں  
 جہنوں ربدے عشق دی چاٹ لگی دیدوان قضا لے رنگ دے نیں  
 جہنے پھڈ جہان اجازتوں صحت موتاں، ی کولوں سنگ دے نیں  
 کدی کسے دی کیل وچ نہیں آئے جہڑے سب پال تے جنگ دے نیں

اساں چاہا قرآن تے ترک کیتی سنگ مہراں دے کولوں سنگدے نیں  
 مرن دے جی ذرا وین سنیے ہوکے نکلن رنگ برنگ دے نیں  
 جوان مرے ہری وٹے رنگ بندے خوشی مندے ہی روح ملگ دے نیں  
 وارث شاہ سیکس دائری کرے ہاں سسلی سنگدے نیں  
 سید اترے تے منتاں کر دا اے کہ تئیں چل کے علاج کرو کیوں ہے  
 غم وچ سارا کوڑما بھکھا آسا بیٹھا اے۔ تے رانجھا پلے جے آکھا اے۔  
 لکھی وچ رضادے مرے جی جس نے سپ دا دکھ ہے جا لیا اٹے  
 تیری جی داکہ علاج کرنا اسان اپنا جھگڑا اچھا یا اوٹے  
 وارث شاہ رضا تقدیر و بلا پیراں اویاں وی نہ مٹا لیا اوٹے  
 تے فیر آکھا۔

اسیں جھڈ جہان فقیر ہوئے چھڈ دو تاں تے بادشاہیاں نوں  
 تیرے نال نہ چلتیاں نفع کوئی میرا علم نہ پھرے وہاہیاں نوں  
 تے سیدے نے گواہی دتی کہ :-

سید اکھدارونڈری پی ڈولی چپ کرے ناہیں ہتھیار ٹری اٹنے  
 بڑی جوان، بالغ اتے پری صورت تن کپڑے وڈی مٹیاری ٹری اٹنے  
 جے میں ہتھ لاواں سروں لاہ لیندی جا گھندی جیج چہار ٹری اٹنے  
 ہتھ لاوناں پلنگ نوں ملے ناہیں خوت فطریوں سے نیار تری اٹنے  
 اسان اوس نوں کدی نہ سمجھ لایا کانی لاغر لوکھ ہے بھار ٹری اٹنے

رانجھے یقین نوں پختہ کرن لئی اک لکیر واہی تے اوس اٹے چھری دی لوک کھوہی  
 کے سیدے نوں آکھیا :-

کھا قسم قرآن دی بیٹھ بیٹا، قسم پور نوں چا چوایا سو  
 "اہدے نال توں نامیوں رنگ لایا" پھری ٹیکے دھون رکھایا سو

تے سید اقسام کھاندا اے ۔

کھڑے نشا دتی اگے جو گڑے دے سانوں قسم ہے پیر فقیر دی جی  
 مراں ایس جہان توں ہو کوڑھا جے میں ڈھٹی بان صورت ہیر دی جی  
 سانوں قبمہ اہ دیوار دے ڈھکاں نیڑے تے کالجہ چیر دی جی  
 اُسدی جھال نہ اسان توں جائے جھٹی جھال کون جھلے جی ہیر دی جی  
 لوک اکھدے بن اپرا دھٹی اسان نہیں ڈھٹی صورت ہیر دی جی  
 وارث جھوٹھ نہ بولے جو گیاں تے، خیانت نہ کریئے چیز پیر دی جی  
 راجھا تسلی کر کے ہو چوڑا ہو گیا ۔ وٹ اہ کہ ۔

اہ ہیر دا وارثی ہو بیٹھا چا دارلوں سواہ وچ سُٹیا ای  
 تے الزام لگایا کہ ۔

سنے جتیاں چونکے وچ آن وڈیوں ساڈا دھرم تے نیم میں پٹیا ای  
 تے فیر ۔

پکڑ سیدڑے توں نال چھو ہریاں دے چوریاں وانگوں ڈھاکٹیا ای  
 نٹ پٹ کے مار کھٹن بٹے کٹ پھاٹ کے ٹوئے وچ سُٹیا ای

سید امارت کے نساتے گہرا کے پنا جناد کما یا ابد سے پیوں بڑا ڈک  
 ہو یا اتیر سہتی دے کہن تے اہو آپوکا کے باج گیا تے راجھے نوں اکھن لگا  
 ہتھ بچھ کھڑا جا پیرا گے تسیں لڑے پروردگار دے او  
 تسیں فقرانہ دے پیر پورے وچ رکھ دے بیخ توں مار دے او  
 مونے و ما قبول پیاریاں دی دین دتی دے کم سنوار دے او  
 میری نوٹہ نوں سپ دا اثر ہو یا تسیں سل منتر سپ مار دے او  
 ڈھے جہاں بیڑے او گتہاریاں دے رہ فضل تاں پارا مار دے او

بظاہر انجھانجان مٹی تیار نہیں۔ پر اجودت تم لیاں تے اندروں اپنے  
دل دی بہت نے اوڑک مجبور کیتا۔

جوگی پتیا روح دی کلاہتی، تتر بولیا شگن مناو نے نوں  
اتواو نہ چھپیا کھیریاں نے جوگی آندا نہیں سیس مناو نے نوں  
یاکھا جواں دے ڈھیر دا گدھا ہویا اٹھا گھلیا حرف لکھاو نے نوں  
اہناں سب داما ندری سد آما سگوں آیا جے سب لڑاو نے نوں  
وسرے جھگڑے چوڑ کراو نے نوں اُدھوں پُٹ بوٹے جاو نے نوں  
نے پنڈ دیاں عورتاں بہت خوش نیں کہ میر دی جان بچی کیوں جے۔

دکھ درد گئے سب میر والے کامل ولی نے پھیرا پایا نیں  
جہڑا چپڈ چوڑھ اٹیاں چاک ہواؤت اوس نے جوگ کما تیں  
لمے سہتی دے حال تے رب ترٹھا جوگی دلاں دامالک آیا نیں  
تتاں دھراں دی ہوئی مراد حاصل دھواں ایس چوڑکتاں پایا نیں  
مشریک تے پتیاں دو اڈن اللہ والیاں کھیل رچایا نیں  
بھواں لا بیٹھا جوگی مُدّاں دا آج کھیریاں نے تیر پایا نیں  
لکھوں لکھ کر دے خداسیجا دکھ میر دا رب گویا نیں  
بھلاکھے ایٹھے نہ مووسن دو توں کڑیاں ساوَن شگن ایہو نظر پایا نیں  
فیر کڑیاں نے ہیر نوں مل کے ودھائی دئی۔

ملے آپ حیات پاسبان نوں حد جوگیاں دی وج آئی ایس تی  
تینوں دوزخ دی آگ حرام ہوئی رب وج بہشت دے پائی ایس تی  
جوڑی رب نے میل کے ناری ایی توں ہوئی مل دے نال ہوائی ایس تی

راجھے نے منتر توں پہلاں مہر سز بارے دسیا کہ جس کو ٹھے اندر میر لے  
اوتھے کوئی مرد خودت پیر نہ پاوے نہ کسے دا پچھالواں اُدے۔ البتہ ایک



کواری گڑھی کدے کدے پھیرا پاسکدی اے ۔  
ادھال جی اک کواری ہی آوناں ملے ساٹھے اوکھا سب روک گونا اوئے  
 کواری گڑھی دارکھ وچ پیر پائے نہیں پور کسے ایتھے آونا اوئے  
 پنڈوں باہر مریاں دا اک کوٹھا سی اوٹھے راجھے نے مہر د "علاج  
 کرنا سی بہتی وی نال نال سی بکھیرے بے فکرے ہو کے گھڑاں وچ جیا  
 کے سوں گئے ۔

جدوں ادھی رات ہونی تال ۔

ادھی رات راجھے پیر یاد کیتے طرد خضر دا منہ تے تو گیا ہی  
 شکر نیچ ڈا پکڑ رومال چٹے مندرا لال شہباز دا تو گیا ہی  
 کھنڈی سید جلال بخارینے دی وچوں بطنے مشک نوں تھو گیا ہی  
 خنجر کدھ مخدوم جہانیے دا وچوں روح رکھئیے دا تو گیا ہی  
 پیر بہاؤ الدین زکریا دھمک دیکھے کندھوں کے رد نوں تھو گیا ہی  
 تے حکم دتا کہ ۔

جاہ کاس نوں بیٹھا ایں ٹوڑ جتا سووی نہیں تیرا راہ تھیا ہی  
 نہیں میر تے راجھا دونوں کوٹھے توں باہر آسے تازی بخش لئی تیرا راہ تھیا  
 سن ۔ ایسے وچ بہتی نے حاضر ہو کے ادب نال سلام کیتے اے ہی ۔

بیرا لائے اسان عاجزاں دا اب فضل یہ تے ماہ کیتا  
 میرا رلا ونا واسطہ ای اسان کم تیر سر تھیا کیتا  
 بھائی سمجھ پھل کے تو رتی کم پھیراں ، اجمہ غا د کیتا  
 ملے شاہ مراد تال موٹی بیواں جیویں تال کے تھیا کیتا

راجھے سمجھ اگھا دما منی ، تھیا مینا یار کواری دا  
 ایس تھیا تال بے کم کیتا بیڑا ر سنا ، کم ساری دا

پنجاں پیراں دی تورت آواز آئی زبا یار میلین ایس یارنی دا  
فضل رب کیتا یار آملیا اوس شاہ مراد پکاری دا

آچی شاہ مراد دی آرتگی، اتوں بویا سائیں سنواریے نی  
شاہلا دھکا آوے دھک شش نیرے اچڑھیں کچاھے تے ڈاریے نی  
میری گئی قطار کراہ گھٹھتی، کوئی سحر کیتو ٹونے پارے نی  
ہے سوئے دی پوترنی اداچی گھن جھوک پلانے نوں ڈاریے نی  
وارث شاہ بہشت دی عورتائیں کسے فرشتے اوتھتے چاہڑیے نی

سہ سہنتی لئی مرد تے ہیر رانجھے، رواں ہو چلے لاریے رازیاں نہیں  
راتورات گئے تے کے باز کونجاں ہیریاں ناگاں دیاں شہزادیاں ساٹھیں نہیں  
خبر ہونی کرواناں نے کوچ کیتا دیکھ کھیریاں نے واسراں چاہڑیاں نہیں  
ایتھے وارث شاد نے عام لوکیاں دے نیالائے دانقشہ ایج کھچیا ہے :-  
اک جان بھنے نال بوہرت خوشی، بھلا بویا فقیراں دی آس ہونی  
اک جان روندے جوہ کھیریاں دی اج دکھوتے چور نسا کس ہونی  
اک نے ڈنڈے نٹلے جان بھنے یار وپئی سی ہیر ادا کس ہونی  
وارث شاہ کبہ من دباں ڈھل لگے ہدوں اترے نال پٹاس ہونی  
پہلی واہرنے مراد یلوج دا بچپا کیتا، اگوں ہلوال  
وی ڈٹ کے مقابلہ کیتا، بس وچ کھیریاں  
توں شکست فاس ہونی، تے اد نھس بھج گئے، دو جی واہر ہیر تے رانجھے

دوہیاں واہراں رانجھے نوں باہلیاں ستاپیا اجار وچ گھیریاں  
سہ ہیر دے پٹے ریکھ ستا، سب ال توں آکے چھیڑیا نہیں

ہیر پیر لہتی رانجھا قید کیتا دکھو جوگی نون آن کے مہیر یا نہیں  
 لاد سیدیاں بھو کے بھو دو نویں پنڈا چا بکھاں ناں تیریاں نہیں  
 وارث شاہ فقیر اللہ دے نون مار مار کے چا دکھدیڑیاں نہیں

پنجاب پیراں د حکم سی کہ نیندر نہ مانسا۔ پر خرگوش بار تھوڑی منزل مار کے سو  
 گیا۔ تے واہر دے قابو چڑھ گیا۔ میر نے نیند بارے دین پائے کہ نیندر نے  
 بٹکے بڑے وئی غوث قطب پنجمیر تے راجے رانیاں وغیر نون امتحان وئی  
 پایا اے۔ اشیراہ نصیحت کردی اے۔

ہائے ہائے مٹھی مرت نہ نئی۔ دتی عقل بزر جو کیتا ہے  
 شس پیوں نون ویریاں ساڈیاں دے کہیہ واوے مشا پیتا ہے  
 تیسر منڈیا وچ جہان سائے نہیں جاونان مون پیتا ہے  
 راجہ عدل سے سخت تے مدد کرد آتھی یا نہ کر کوں رکھیتا ہے  
 بنان شس دے نہیں حیات تیری پایا اے قطب دا پیر وے  
 نہیں تو رہت دی جو ساند اللہ عاززی دے نون پیتا ہے  
 اثر منجھتاں دے کر جہان عہدہ باراجے دے پاس پیتا ہے  
 وارث شاہ میاں نوڈا ہونے سونا پتھے جیسا اے نال پیتا ہے

تھے پایا کار لیا کے جب وئی شور کھارا پادتا تے راجے عدلی اے، نہیں کہتی  
 تھوڑے دتا ہے رب نہیں تیر معلم تے راجہ آرتھ  
 تیری دساک پی روم شام اندر بادشاہ تے اس پاس دتا ہے  
 تیرے راج وئی بنا تھیر لسیا زاندا تے نکولی واسطہ ائی  
 مہی تھوڑی چاسدی مونیہ و وارث شاہ تیریاں پت چاسدی  
 تے دے فوجی کیریاں نون بھو کے لے آئے۔ ویناں ایسے اک تیریاں

بن گئے پتہ کیس پیش کیا کہ اد فقیر ساڈی ویا ہند زانی نوں کڈھ کے لے چلیا  
سی۔ اسان پچھ گھستا اے۔ رانجھے صفائی وچ آکھیا اد فقیر تی سیری اے پنجاں  
پیراں دی مجا ورائی۔ بس خوب صورت ہون و جہوں اسان میرے کولوں کھود  
مٹی تے نئے کے نس ترے تے مینوں مار مار کے کھدیڑ چھڈیا

راجے نے کھیڑیاں نوں داہہ مار یا پ بعد وچ مقدمہ قاضی دے سپرد  
کر دتا۔ قاضی صاحب کیس سنیا تے فیصلہ رانجھے دے خلاف دے  
کے ہیر نوں کھیڑیاں نال گھل دتا۔ رانجھے نے دہائی دتی۔

"آؤ دیکھ شو سنن گنن وایو اد قاضی جے ڈویدے ہیریاں نوں"

اد سن کے قاضی آکھیا :-

دُنیا دارا نوں عوزماں زہد فتاں امیاں چھڈ جھگڑیاں جھیریاں نوں  
رانجھے جواب دتا :-

قاضی بہت جے آؤندا ترس تینوں بیٹی آپنی بخش تے کھیڑیاں نوں

قاضی داہہ مار یا :-

چھڈ جا حیا دے نال جٹا نہیں جانیس دڑیاں میریاں نوں

تے اعلان کیسا :-

قاضی کھود دتی ہیر کھیڑیاں نوں یا رواہ فقیر دغویا جے

وچوں چورتے باہروں ساہد دے بنے ملکیوں دلی تے ادیا جے

کھیڑے ہیر نوں نے کے نھس ترے۔ رانجھا روند ارہ گیا۔ ہیر نوں

وتی بڑا سل اے پر کر کجھ نہیں سکدی صرف دُعا دا آسرا رہ گیا۔ سو

اُہنے دُعا منی :-

ہیر نال فراق دے آد ماری ربا دیکھ اسادیاں بھنن بھائیں

اگے اک پچھے سبب شینہہ پاسیں ساڈی واد نہ چلدی چوتھویں راہیں

بگتے میل سائیاں رانجھیا راسینوں رتے دو نہاندی عمر دی اکلھ لاہیں  
ایڈ قہر کیتا دیس وایاں نے ایس شہر نوں قادر ابگ لائیس  
تے فیر اسلامی تاریخ دے حوالے ناں ہیر نے قہر دی دُعا منگی تہر کہ رانجھے نے  
برصغیر دی تاریخی روایات دے حوالے ناں قہر واسطے پلا اڈیا۔ دوہاں دی  
دُعا دا اثر اہ ہویا کہ :

اُبد آکھیا رب منظور کیتا تہرت شہر نوں اگ لگایا ہی  
بدوں اگ نے شہر نوں چور کیتا دھم راجے دے پاس پھر آیا ہی  
رہے سپاسی بھج کے کھیلاں نوں سنے ہیر واپس بلایا نے ہیر اہناں کوہوں  
قصود کے رانجھے نوں دلانی۔

رانجھے نوں ہیر ملی تاں اہنے راجے دے حق و دُعا منگی تے فیر  
ہیر نوں ناں سے اپنے پنڈ تخت ہزارت فول ٹر پیا۔ ہرستے دج ہیر نے  
رانجھے نوں سمجھیا کہ ہیر تہراج توں میں تخت ہزارے پیر نہیں پاتا۔ ہیوں جھے  
زمانیاں ہویاں مارن بیٹاں بگڑا دھل کے آکھی اے۔ بے حیا کے کتاں دیا  
یس کر کے میں نکاح کر کے اکی جاواں گی۔ ہستے دج چاشنی عورتاں میاں۔  
اُمنان کوہوں نہد میں ہوں تاں سدھے بھنگ سیاں دے بیے دم لیا ہیر  
نے چیتا سراندیاں آکھیا۔

رہے راہ سیالال دے جاوندے سن ہیر آکھیا، ایوں تہہ میاں  
جھٹھے کھیڈ دے تے سی ناں خوشی تہدیر سٹیا وئی کٹوہ سیاں  
تہدوں جہج آئی تہد کھیلاں دی طوفان آیا ہیر نوں میاں  
اد کتاں جھٹھے کی و پنا تیا سی۔ ناں سہیا پیاں بنو دھہ میاں  
اینے ورت جہاں دے چیتے ناں وہ نہاں نوں تکیا تے سیالال نوں  
تہ کیتی۔ سیاں کھیلا۔ ہیر نوں تہد ریا و۔ تے رانجھے نوں آکھہ جہج تے  
کے آوے۔ تے ہیر نوں ویاہ کے لے جانے۔

او دھڑکھیریاں دانائی آیا کہ ہیرا دھل کے آگئی لے۔ اہنوں اپس  
 کرو۔ سیالان آکھیا۔ ہیر تہاڈے کولوں لکھ نہ ہوئی۔ اسیں کیہ کریئے  
 جا دفع ہو جا۔ کٹر کے ایدھر منہ نہ کرنا۔ نالی چا کتا۔ تاں ہیرے بھراواں :  
 بھائیاں جا کے ہیرنوں گھریں اندر رانجھاناں ای گھریں منکائیونیں  
 لاد مندران جٹاں منا سٹیاں سر سوہنی پگ بھائیونیں  
 مکھن گھت اتے کھنڈ دودھ چاول اگے رکھ کے پتنگ وچھائیونیں  
 جا۔ بھائیاں دی جنج جوڑ لیا دیں اندر وارے بہت سمجھائیونیں  
 یقوتے دے پیارے پت و انگوں کڈھ کھوہ تھیں تخت ہائیونیں  
 نال دہ لائی خوشی ہو سبھناں طرف گھراں دی اوس پچائیونیں  
 بھائی چارے نوں میل بہائیونیں سبھ حال احوال سنائیونیں  
 دیکھو دغے داپیوند لائیونیں دھی مارن دامتا پچائیونیں  
 وارث شاہ اہ قدرتاں رب دیاں نہیں دیکھو نواں بکھنڈ جگائیونیں  
 رانجھتا تخت ہزارے اڑیا۔ سارا کوڑماں اکٹھا کیتا۔ بھر جائیاں  
 وچ سنج بن کے بیٹھتے آکھیا چلو ہیرنوں ویاہ لہا یے۔ اڈ سب تیار ہو گئے  
 واپے گاچے وچن لگ پئے۔ ایدھر سیالان ہیرنوں زبردے کے مارتیا۔  
 تے کتنا دفنا کے ناعی ہتھ رقعہ گھلایا :۔

یہ بیان بحق تسلیم ہوئی سیالان دفن کر خط لھلایا ای  
 وئی فوت تے قطب سجد شتم ہونے موت سچ ہے رب فرمایا ای  
 كُلُّ نَفْسٍ هٰذَاكَ الْاَوْجُهَةُ حُكْمُ وِجِ قُرْآنِ دے آئی ای  
 اسان صبر کیتا تسان صبر کرنا اہ دھروں ہی نہنڈرا آئی ای  
 رضارب دی ملے نہ کدی ہرگز۔ لکھ آدمی شرت بھجائی ای  
 ڈیر امید و داپچہ کے جا وڑیا خط رو کے سجد پھرائیا ای

قاصد نے ڈسکدیاں ہیر دی موت دی خبر سنائی سن دیاں سار  
راٹھجے دے خانیوں گئی۔

راٹھجے وانگ فراد دے آہ ماری۔ گئی جان سو ہو ہوا میاں  
دو توں وارڈنا تھیں گئے ثابت جا پھرے نیں دارہا میاں  
دونویں راہ مچاڑا ہی اے ثابت نال صدق دے گئے وہا میاں  
وارث شاد ایس جواب سراں اندر کئی واجڑے گئے وہا میاں

سید وارث شاد فرماندے نیں :-

کئی بول گئے شاخ عمر دی تے کسے آہنا مول نہ پایا ہی  
کئی حکم نے ظلم کما چلے نال کسے نہ ساتھ لدا یا ای  
وڈی عمر تے وعظ اولاد والا نوح جس طوفان ڈوبایا ای

اد روح قلبوت ذکر سارا نال عقل و بیل ہلایا ہی

اگے ہیر نہ کسے نے کہی ایسی شعربیت مرغوب بنایا ہی  
وارث شاد میاں لوکاں ملیاں نوں قصہ جوڑ ہیشا رٹنایا ہی  
سن ایساں سو <sup>۱۸۴۰</sup> اتھی نبی سبجری لئے دس دے وچ تیار ہوئی  
شمار آسنے تے <sup>۱۸۳۳</sup> تیتیا سمتاں دارا جے بکر ماجیت دی سار ہوئی  
وارث جنہاں نے اکیا پاک کلمہ ہیری تہاندی ماتبت پار ہوئی

تعارفانہ گل بات | اسی ہیر دے قہقہے و منطقہی نیام جنہوں تہ وارث شاد  
نے اک تھماں بنائی تے وڈی تھماں روح قلبوت  
دا ذکر کیا اے۔ ایس بارے جھلے پڑیاں وچ کافی ملی پوڑی تے لکھی ڈھکی

محبت کیسی جا چکی ہے۔ ہن اسیں آگے ودھ رہے آں۔ یعنی جتھوں گل چھڈی  
سی اوتھوں اگانہہ پیر پینے آں۔

میر روح تے سہتی موت ہے۔ رانجھا بدن ہے۔ جدوں انسان دلوں  
بانوں رب دی محبت (روحانیت) وچ گٹ بو کے آگے ودھدا ہے۔  
تاں آگوں رب وی انسان ول (نیڑے) ڈھکدا ہے۔ تے آدمی دی خواہش  
دے مطابق اسباب پیدا فرما دیندا ہے۔ اک حدیث شریف موجب اللہ  
بندے دے ظن (گمان خیالی) دے قریب ہے۔ اولیاء کرام دے ہتھوں  
جہڑیاں کرامتاں دیکھن وچ آوندیاں نیں اہ دراصل جن تے گمان داہٹہ بندیا  
نیں۔ یعنی اولیاء کرام نوں اہ پکا یقین ہندا ہے کہ اہ گل رب ضرور رنج کرے گا  
چنانچہ اہ گل ضرور رنج ہو جاندا ہے۔ اہے بعض اولیاء نوں "سیف زبان"  
کہیا جاندا ہے کہ اہناں دے مونہوں نکلی گل جھٹ پٹ پوری ہو جاندا

رانجھے نے جدوں جھوٹے آسے تیاگ چھڈے تاں میر تے اہنوں دیدا  
نال نہال کر کے سہتی نوں اپنی ہمزاتے مددگار بنایا۔ چنانچہ رانجھے ہتھوں  
کشف دا اظہار ہويا۔ جنہوں سہتی نے دلوں تسلیم کیتا۔ جد رانجھے نوں ہمیش دی  
حیاتی (میر۔ روح۔ رب دی رضا) دی خوش خبری ملی تاں سہتی (موت) دی  
ایسی فتاقوں ڈر گئی۔ تے بقا واسطے عرض گزار ہوئی۔ کیوں جے شہید دی موت بقا  
دا پیغام نہندی ہے۔ جہڑی موت بقا دا پیغام دیوے اہ آپوندا داسکار کیوں  
ہو سکدی ہے۔ ایہ وجہ ہے کہ جدوں رانجھے نوں موت راہیں بقا (میر)  
دا جام ملیا تاں موت (سہتی) آپ دی بقا دی دولت نالی رنج پگ گئی۔

عذاباں موت پنے لگا۔ ادہاں گمرون واہراں گھلایاں۔ سہتی والی واہر  
نوں شکست ہولی کہو راستے اہ والی موت کو لوں بقا والا جام کھوہنا ممکن  
نہیں ی۔ اہتہ رانجھا بندہ مانگے گیا۔ فقلت داسکار انسان "عذو"



مٹینس کوئے ٹیٹے ضرور چڑھ جاندا ہے۔  
 رانجھا کھیریاں ہتھوں پکڑیا ئیا۔ بیروی ٹھس ٹھی۔ پھاٹ دی کہانی پی۔ ہتھ  
 پلے کچھ نہ آیا۔ اخیر رون رون کزلان لگ پیا۔ بیرو روح۔ رب دی طرفوں ہدایت  
 دی روشنی نے آکھیا۔ عدلی راجے اگے جا کے فریاد کر۔ شاید تیری سنی جائے۔ رانجھا  
 عدلی راجے دے دربار وچ حاضر ہویا۔ اہنوں اپنی بہا سنائی۔ اہتے فوراً سپاہی  
 نکل کے کھیریاں نوں بھجیا تدا۔ نال بیروی سی۔

وارث شاہ نے عدلی راجے نوں نیک اعمال لے  
**عملاں اپر بیڑے** | تمیشی روپ وچ پیش کیتا ہے۔ ص

عدلی راجہ نے نیک اعمال تیرے جس ہیریاں دوایا ای  
 عدلی راجہ کول جہ دوں مقدمہ پیش ہویا تاں اوہنے کھیریاں نوں دتے  
 شبے مارے۔ پر بعد وچ کیس قاضی دے سپرد کر دتے تھانہ نے  
 رانجھے کولوں ہیر کھوہ کے کھیریاں دے حوالے کر دتی۔ رانجھ کیوں ہویا؟  
 ایس موقعے نوں وارث شاہ نے حشر دا میدان قصو  
**حشر دا میدان** | کیتا ہے۔ ایس توں پہلاں کالے باغ نوں کو

رقبراد تمیشی روپ دتا سی۔ یعنی ص  
 دتیا تہاں اینویں جیوس جہنگ پیکے۔ گورکھ لڑا باغ بنایا ای  
 کالے باغ توں رانجھا اے نوں سفر کر ما اے۔ تے بیرونی  
 سیک قبر وچ وی اہنوں ملن نہیں ہیندی اہنوں قبر وچ وی ہیرا رب  
 دی سنا۔ رحمت تے روحانیت توں ہونی۔ عذاب جہنا پے بہا اے  
 پر سوال ادوے کہ کھلا قبر وچ گنہگارن دے ہونگا ہوں ای  
 حافی ہو سکدی اے

جواب ہد۔ اک حدیث خریفہ دا مفہوم اے کہ لعین مسلمان جہو  
 قبر وچ داخل ہون گے تاں اڈ گنہگار۔ چون گے۔ پر بہاں اڈ ستر نوں قبروں

وچوں کٹھے جان کے ناں اہنا دے سہہ اُتہا معاف ہو چکے ہوں گے۔ کیوں  
جے اُسناں واسطے زندہ مومن تھے مسلمان دعا کر دے رہے ہوں گے۔  
دو جے لفظاں وچ عام مسلماناں تے نیک اولاد دی دُعا تے صدقات  
جاریہ راہیں تیرے عذاب توں نجات مل جاندی اے۔ ایٹھے سوال ادا  
دے کہ رانجھے واسطے دُعا کہنے کیتی ؟

جواب :- رانجھے واسطے دعاواں تے نیک خواہشاں دا اظہار سہتی توں  
لے کے پنڈ دیاں عورتاں تے گڑیاں سبھناں نے کیتا۔ چنانچہ رانجھے دی  
قبر والی مشکل رکالے باغ والی مصیبت دا خاتمہ ہو گیا۔

قبر دے عذاب توں چھٹکارا ملن توں بعد جدوں رانجھا  
اک سو سوال

بیرنال نہال ہو کے رنگ پور توں دُور چلا گیا۔ تاں  
کھیڑیاں دے قابو چڑھ گیا۔ عدلی راجے (نیک اعمال) نے اوہنوں حوصلہ دتا  
پر سوال ایہہ دے کہ اہنے اپنا فیصلہ سُستان دی تھناں مقدمہ قاضی دے  
سپر دکیوں کیتا؟ تے قاضی نے اہتوں ہیر کھوہ کے رو بار د کھیڑیاں دے  
سپر دکیوں کر دتی؟۔ دو جے لفظاں وچ رانجھے نوں گویا دوزخ وچ کیوں  
سُٹ رہا؟ (بیر توں دوری دوزخ دے برابہ اے)۔

جواب :- حدیث شریف وچ وضاحت نال اد کل ملدی اے کہ  
نونی انسان جہڑا دوزخی اے اہنوں اوناں چر دوزخ وچ تہیں سُٹیا جائیگا  
تہ تک اہنوں جنت وچ اہ جگہ نہ دکھا لیتی جائے جہڑی بخشش تے نیک  
اعمال دی صورت وچ اہنوں ملتی سی۔ ایسے طرہاں کسے جنتی نوں اوناں  
جہڑے جنت وچ جان دا حکم نہ ہووے گا تہ تک اہنوں دوزخ وچ اُد جگہ نہ  
دکھا دتی جائے گی جہڑی بُرے عملاں و جہوں اہدا مقدر ہوتی سی

ایسے طرہاں رانجھا اُنچ تاں بخشش ہوئی روح سی یعنی نیک عملاں  
پاروں جنت تے بخشش (بیر) اہدا مقدر سی پر حدیث دے مضمون موجب

۱۶۸ ادھنوں دوزخ والا نظارہ وی مشروح کرانا ضروری سی۔ عملاں دا فیصلہ  
 مشرتوں پہلاں ممکن نہیں سی۔ مشروح جدول رانجھے کولوں ہیر  
 کھنسی گئی تاں گویا اُہنوں دوزخ وچ اُہدی جگہ دکھا دتی گئی جہڑی بد عملیاں  
 دا نتیجہ ہو سکدی سی۔ پر رانجھے کول بد عملیاں دے مقابلے وچ نیک اعمال  
 دا ذخیرہ وی سی۔ اُہدے نیک عملاں دا اثر ادا ہویا کہ ”عدل تئری“ وچ اگ  
 لگ گئی۔ تے معاملہ راجے کول اُپڑیا۔ اُہنے کھیڑیاں کولوں ہیر کھوہ کے رانجھے  
 دے حوالے کیتی۔ گویا انسان نوں نیک عملاں دے نتیجے وچ اتھدی رحمت  
 دا دائی توشہ دان ہو گیا۔ اُہنوں جنت مل گئی اہ بخشیا گیا۔

**تمثیلی تے مجازی قصے دا انت** | حقیقت اہ ہے کہ روح ثابت  
 دے تمثیلی قصے دا انت ایسے

نمک جاندا اے۔ ایس توں اگے جہڑی گل بات اے۔ اہ ہیر رانجھے دے  
 مجازی رنگ دی کہانی رانت تے اُہدا منطقی نتیجہ اے۔ دُنیا داری  
 دی روناں ہیر نوں جدوں رانجھا تخت ہزارے فُل لے کے چلیا۔  
 ماں رستے وچ جھٹنگ دی جوہ سی۔ ہیر نے آکھیا ”نیں ادھل کے نہیں  
 جانا۔ ویلہ ہی جاواں تے تخت ہزارے پیرا پاواں گی۔ میں شریف عورت  
 آں۔ تیریاں بھابھیاں وغیرہ دے طعنے نہیں سُننے“ رانجھا وی ایس گل  
 تے ہیراں توں پیرہ دیندا اُرسیا سی۔ اُہنے ہیر دے آکھن دے باوجود  
 کدی وی ہیر نوں ادھالن دا خیال دل وچ نہ لیا ندا۔ ایس کر کے اوہنے  
 ہیر دی گل نال اتفاق کیتا۔ ایدھر بیسیالاں نوں ہیر تے رانجھے دا پتہ  
 نکا۔ اہ دونہاں نوں گھربائے۔ اُہتاں ظاہر طور تے رانجھے نوں اپنا  
 دانا تسلیم کر لیا کیوں جے جہاں منا کے سو ہنسی پگ بنھانی تے سوہنے  
 کپڑے پوائے۔ تے جمع راجے ہیر نوں ویاہ کے نئے جان دا مشورہ دتا۔ ناں  
 اوہدے لاگی وی توڑیا۔ رانجھا خوشی خوشی تخت ہزارے اُپڑیا۔ ایدھر بیسیالاں

۱۹۹ نے بیرنوں نہر دے کے مار دتا۔ تے رانجھے نوں خبر گھلائی۔ رانجھے سُنیا  
 ناں اہ فریاد وانگوں آہ مار کے اپنے یار دے و جوگ وچ ہیٹھ واسطے  
 سُسری وانگ سوں گیا۔ ایس وقوعے نوں وارث شاہ نے انج  
 بیان کیتا اے :

رانجھے وانگ فریاد دے آہ ماری گئی جان سو ہو ہوا میاں  
 دونویں دار فنا تھیں گئے ثابت جا پھرے نیں دار بقا میاں  
 دونویں راہ مجازی رہے ثابت مال صدق دے گئے ولامیاں  
 وارث شاہ اس خواب سراں اندر کئی دابرے گئے وجامیاں

ایساں شعراں توں ثابت اے کہ بیر رانجھے دے قہقہے نوں مجازی رنگ  
 وچ وی اک منطقی انجام تک پچانا ضروری سی۔ سو وارث شاہ نے ایس  
 رنگ توں وی منطقی انجام تک پچایا۔ تے جہڑا مقصد اوس حاصل کرنا سی۔ اہ  
 وی حاصل کیتا۔ یعنی قہقہے نوں "المیہ" دارنگ دے کے اہدی مقصدیت  
 نوں ہور اگھیر دتا۔ تے عورتاں دے حقوق دی اڈ جنگ لڑ کے دکھائی۔  
 جہڑی رہندی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔

مجازی دے مقالے وچ حقیقی تے تمثیلی رنگ راہیں وارث شاہ  
 نے انسانیت دی ہدایت تے اصلاح دا مقصد حاصل کرنا سی۔ اہ  
 وی اوسنے کیتا۔ تے ایسا پکا پیڈ اکامیاب ہو یا کہ اہ جھوٹی جہی کتاب  
 پنجابی ادب وچ بے مثال گئی جاندی اے۔

ادب دے ماہرین انہوں ادب دا شاہکار رگن دے نیں بصوت  
 دے سو جھوٹاں انہوں پنجابی وچ تصوف دا شاہکار قرار دیندے نیں  
 تے وارث شاہ خود انہوں مولانا روم دی مثنوی "ہست قرآن در زبان  
 پہلوی" ہار پنجابی زبان وچ قرآن مجید دے معنی قرار دیندے نیں ہد

ص۔ اِدِ قرآن مجید دے معنی میں جہڑے شعر میں وارث شاہ دے تیس

آخر وچ میں اہ دستا ضروری سمجھناں کہ میں سیر وارث شاہ بارے شعری حوالے لئی چودھری محمد افضل خان مرحوم دی ترسب کیتی ہیر وارث شاہ نوں بنیاد بنا لے کیوں جے میری جاچے اہ برحلت ہیراں وچ زیادہ نرول تے ملاوٹی شعراں توں پاک لے بہر حال میں ہیر نوں ہر رنگ وچ پڑھن تے سمجھن دی کوشش کیتی اے تے ہر رنگ دی وضاحت وی کرن دا جتن کیتا اے بس ایس کوشش وچ کتھوں تک کامیاب رہیاں اِد فیصلہ انصاف پسند قارئین کرن گے۔ اِج دے قارئین وی تے گل کلاماں تے وی۔ میں کسے گل بات نوں وہ لگدیاں تیا نہیں چھڑیا۔ فیروہی کوئی گل بات کسے سمجھ سہئی دی سمجھ وچ نہ آئی ہووے یا میرے کولوں اُہدی وضاحت رہ گئی ہووے۔ تاں میرے دلوں کھلی اجازت اے کہ خط پتر ایس ہر کوئی ماہنامہ، اخبار، لاہور دی معرفت اپنا بیان کر کے کچھ کچھ کہ سکد اے۔ یا ایس پتے تے نہ لے: **قدرا آقا۔ ایس مسانردو شکرانہ** | سیر وارث شاہ نے ہیر دی لکھت بارے دعویٰ کر دیاں فرمایا اے۔

پر کہ شعری آپ کر لین شاعر گھوڑا پھیرا وچ نخاس دے میں

میں کوئی دعویٰ ناں نہیں کر دا۔ البتہ بٹی عاجزی تے ادب منگی ناں ریدا شکر کرناں کہ اُہنے میرے کولوں ہیر وارث شاہ دے عارفانہ رنگ دی جہڑی تشریح کرانی اے۔ اِد اُہدی خاص کیم فوازی تے کریمی داحدقہ لے تے اہدی ابھی تشریح اِج تائیں (پوری دی پوری) شاید ای کسے نے لکھ کے کیتی ہووے۔ ریدی ایس نعمت دا چرچا تے شکرانہ میرے تے واجب سی بیوں جے رب پاک دِ قرآن مجید وچ ارشاد اے:

وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ یعنی اے رہبری نعمت تے انعام دا چرچا کیتا کر۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

وَمَنْ عَلَى ذَلِكٍ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## تقدیر آفاقی کی "ملکہ مدنی ماسی" کا مختصر تحلیل جائزہ تالیف

پروفیسر صاحبزادہ سید محمد کبیر احمد صاحب منظر  
شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

چلو دیکھئے چہل سپاہی نوں اُس "ملکہ مدنی ماسی" نوں  
جینے موہ لیا ذات الہی نوں اوہدے صدقے صدقے جائیے  
اُو ساریاں حوراں نی آپاں رملل منگل کھیے اوج رات معراج دی لے نی کئی والے دی زیارت پائیے  
نعت نبویؐ کے یہ پرت تاثیر بول ایک دانشور کے طفلانہ شعور نے ۱۹۵۳ء میں جذب کئے جو اٹھارہ  
سال بعد ۱۹۷۱ء میں اس کے ذہن میں سیرت نگاری کا ایک عنوان بن کر اجمیرے ختی کہ اگلے چودہ سال کی  
بحث و تحقیق کے بعد ۱۹۸۵ء میں ایک مستند اور ضخیم کتاب ملکہ مدنی ماسی علی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھار  
کئے۔ اس کتاب کا مصنف (بشیر احمد) قدر آفاقی روایات ۳ نومبر ۱۹۳۸ء پنجاہی زبان کا ایک نامور  
ادیب، تنقید نگار ہے وہ ایک عرصہ پنجاہی ماہنامہ "لہراں" سے بھی وابستہ رہا۔ نیز پنجاہی تنقید پر اس کی  
دو کتابیں "پنچ رنگ اور پنجاہی افسانہ تے ڈراما اہل فن اور طلبہ دونوں کے ہاں مقبول ہیں۔ قدر آفاقی  
کا نیا کارنامہ "دارت شاہ دا بولنا بھیت اندر" ہے جو ہیر وارث شاہ کے عارفانہ رنگ کی سب  
سے پہلی شرح و تفسیر ہے۔ اس کے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

قدر آفاقی اردو پنجاہ اور کسی حد تک فارسی کا شاعر بھی ہے اور فن شعر گوئی میں  
جناب محمد یامین خاں مینچ دہلوی سے ملحد رکھتا ہے۔ جو جناب حیدر دہلوی کے شاگرد خاص  
ہیں اور آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔

قدر آفاقی کی شناخت کے لئے شرق پور شریف کی نقشبندی خانقاہ کی طرف رجوع ناگزیر  
ہے جس سے وہ وابستہ ہے اور جہاں سے اسے قدر (VALUE) اور آفاقی (UNIVERSAL VALUE) ہونے کا یا قدر آفاقی (UNIVERSAL VALUE) بننے کا ذوق اور رجحان عطا ہوا۔ یہ  
محبت کیش اور درویش صفت آدمی جو نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا مرقع ہے اپنی بلند پایہ  
تصنیف "ملکہ مدنی ماسی" صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت بڑے مصنفین اور عصری محققین کی صف  
میں شامل ہو گیا ہے اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس زندہ جاوید کتاب کی وجہ سے الٹا اللہ ہمیشہ زندہ  
رہے گا اس کے بے تعصب نکتہ نگاہ اور آفاقی مزاج کا نپہ اس کتاب کے مراجع و ماخذ کی فہرست کے مطالعہ  
سے چلے گا جسے اس نے خوف طوالت (جان بوجھ کر) نظر انداز کر دیا تھا۔ دیکھیے ملکہ مدنی ماسی ص ۷۲/۷۳  
بے تعصبی کے بارے میں اس نے لکھا کہ میں نے ہر مکتب فکر کی متعلقہ تصانیف کا مطالعہ پوری دیانتداری  
اور خلوص کے ساتھ کھلے دل سے کیا اور پھر بلا جھجک مصدقہ متحققہ اور کافی حد تک منفقہ باتیں

کو الیٰخذکس، دکنی مدنی ماہی ص ۱۹ اور پھر تعصبات کے تیزیری کا اظہار بقول اقبالؒ یوں کیا:۔  
 درویشِ خداست نہ شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ صفایاں نہ سمرقند  
 کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند  
 اپنے بھی خفا مجھ سے میں بیگانے بھی ناخوش میں نہ ہر بدل ہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند  
 چنانچہ قدر آفاقی نے قدیم و جدید شرق و مغرب اور عربی فارسی اردو پنجابی کے تمام منالٰج سے استفادہ  
 کیا ہے جہاں تک ال کی رسائی ہو سکی، مگر مدنی ماہی کی فہرست کتابیات جو میں نے صرف جدیدہ جدیدہ کتب کے بارے میں  
 اکٹھی کی ہے ذیل میں مدیر تارمین ہے جو ال کے آفاقی اور بے تعصبانہ مطالعہ کی وضاحت کرتی اور شہادت  
 دیتی ہے مثلاً اس میں جہاں انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا اور دائرہ معارف اسلام میڈ ویسٹ کی مدد سے محمدؐ فارسی کا  
 خلاصہ جعفر فیروز جیسی جدید کتب سے استفادہ کیا گیا ہے وہاں سیرت ابن شام، ابن خلدون، سیرت حلبیہ اور  
 مدارج النبوة جیسی معتبر قدیم کتب سے بھی فائدہ اٹھایا ہے علامہ ازیں، ابن قیم، نواب وحید الزمان، نواب صدیق حسن  
 بھوپالی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسے اکابر کی کتب سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ فہرست کتب یہ ہے۔

## کتب ترجمہ و تفسیر قرآن

۱۶۔ تفسیر ابن عباسؓ = ابن عباسؓ مطبع مصر  
 ۱۷۔ مدارک التنزیل = عبداللہ بن احمد النسخی

### کتب سیرت (عرب و فارسی)

۱۔ السیرۃ النبویۃ = ابن شامؓ  
 ۲۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ = قاضی عیاضؓ  
 ۳۔ الخصال الکبریٰ = جلال الدین سیوطیؓ  
 ۴۔ المواہب اللدنیہ = علامہ قسطلانیؓ  
 ۵۔ زرقانی علی المواہب = علامہ زرقانیؓ  
 ۶۔ الوفا باحوال المصطفیٰ = ابن جوزیؓ  
 ۷۔ جواہر الجہار = یوسف بہدانیؓ  
 ۸۔ جوامع السیرۃ = ابن حزمؓ  
 ۹۔ سعادت الدین = برہسپور عثمان سمندریؓ  
 ۱۰۔ دلائل النبوة = البیہقیؓ، مصر  
 ۱۱۔ دلائل النبوة = البوعین، حیدرآباد، دکن  
 ۱۲۔ محمد رسول اللہ = محمد رضا المصدیؓ  
 ۱۳۔ مدارج النبوة = شیخ عبدالحق لودھیؓ

۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید = حضرت شاہ عبدالقادر  
 ۲۔ = احمد رضا خانؓ  
 ۳۔ کنز الایمان = صدر الانا فضل نعیم الدینؓ  
 ۴۔ تجویب القرآن = علامہ وحید الزمانؓ  
 ۵۔ تفسیر حینی (فارسی) = علامہ حسین واعظ کاشفیؓ  
 ۶۔ تفسیر اندر الثور = علامہ جلال الدین سیوطیؓ  
 ۷۔ تفسیر روح البیان = علامہ اسماعیل حقویؓ  
 ۸۔ تفسیر روح المعانی = شہاب الدین اوسکیؓ  
 ۹۔ التفسیر الکبیر = امام رازیؓ  
 ۱۰۔ تفسیر خازن = علامہ علی بن ابراہیم خازنؓ  
 ۱۱۔ تفسیر بیضاوی = قاضی ناصر الدین بیضاویؓ  
 ۱۲۔ معالم التنزیل = ابن مسعود الفراء البغویؓ  
 ۱۳۔ التفسیر الامدیہ = علامہ جیونؓ  
 ۱۴۔ الصاوی علی الجلالین = احمد بن محمد الصادیؓ  
 ۱۵۔ الاتقان فی علوم القرآن = علامہ سیوطیؓ

۱۴۔ معارج النبوة = ملا معین الدین کاشفی  
۱۵۔ الیة الخلیبہ = برہان الدین الحلبی

### کتاب سیرت (اردو پنجابی)

- ۱۔ سیرت النبی (مختلف جلدیں) شبلی نعمانی
- ۲۔ سیرت سرور عالمؐ = ابوالاعلیٰ مودودی
- ۳۔ رحمت للعالمینؐ = محمد سلیمان منصور پوری
- ۴۔ سیرت رسول عربیؐ = علامہ نور بخش توکلی
- ۵۔ سیرت پاک = محمد اسلم قاسمی
- ۶۔ شان حبیب الرحمن = مفتی احمد یار خان
- ۷۔ آئینہ نبوت = محمد منیر سیالکوٹی
- ۸۔ نثر الطیب = مولانا اشرف علی تھانوی
- ۹۔ انذرا لحسین = محمد شفیع ادکاروی
- ۱۰۔ خطبات نبوی = محمد عبداللہ خان
- ۱۱۔ نقوش رسول نبر = مرتب محمد طفیل
- ۱۲۔ فقائل درود و سلام = محمد سعید شبلی
- ۱۳۔ انبیاء و اسرار = حبیب اللہ فاروقی
- ۱۴۔ سچی سرکار = عبدالکریم ٹمہر

### کتاب حدیث - تاریخ اسلام و

#### دیگر موضوعات - !

- ۱۔ کتب صحاح ستہ - سنن دارمی - موطا امام مالک - مشکوٰۃ تریف
- ۲۔ مجمع الزوائد = ابن حجر مکی
- ۳۔ کنز العمال = شیخ علی منتفی
- ۴۔ اشعۃ السمعات = شیخ عبدالحق محدث
- ۵۔ شرح سفر السعادت = شیخ عبدالحق محدث
- ۶۔ کشف الغمۃ = عبدالباق شاعرانی

- ۷۔ حجة اللہ البالغہ = شاہ ولی اللہ
- ۸۔ اردو ترجمہ حصن حصین = عبدالکبیر ندوی
- ۹۔ الاستیعاب = علامہ ابن عبدالبر
- ۱۰۔ اسد الغابہ = ابن اثیر مطبع مصر
- ۱۱۔ سیر اعلام النبلاء = علامہ ذہبی
- ۱۲۔ الاصابۃ = ابن حجر عسقلانی
- ۱۳۔ الطبقات الکبیر = ابن سعد
- ۱۴۔ جمہورۃ النساب العرب = ابن حزم
- ۱۵۔ فتوح البلدان = ابلاذذ یورپ
- ۱۶۔ تاریخ الرسل والملوک = اظہری یورپ
- ۱۷۔ تاریخ یعقوبی = علامہ یعقوبی یورپ
- ۱۸۔ تاریخ ابن خلدون = اردو ترجمہ
- ۱۹۔ تاریخ اسلام = اکبر شاہان نجیب آبادی
- ۲۰۔ خلاصہ تاریخ عرب = سید لوی
- ۲۱۔ غربت تاریخ حجاز و نجد = فارستر
- ۲۲۔ ارض القرآن = سید سلیمان ندوی
- ۲۳۔ تاریخ حرمین شریفین = عباس کرارہ مصری
- ۲۴۔ الجبل بربنا باس = اردو ترجمہ سی ضیائی
- ۲۵۔ جلاء الافہام = ابن القیثم
- ۲۶۔ معجم البلدان = یاقوت حموی
- ۲۷۔ تخریر الناس = محمد قاسم نانوتوی
- ۲۸۔ المہند علی المفند = طبع دیوبند
- ۲۹۔ مثنوی معنوی = مولانا رومی
- ۳۰۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی
- ۳۱۔ مسک مجدد الف ثانی = میان جمیل احمد شتر قبری
- ۳۲۔ امداد المشتاق = شہنائم امدادیہ اور امداد السلوکت =
- ۳۳۔ الشماغۃ العنبریہ = ثواب صدیق حسن خان
- ۳۴۔ ڈکٹری آف بائبل = ہسٹینگز



- ۲۵۔ لائف آف محمد ﷺ ولیم میور  
 ۲۶۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم۔  
 ۲۷۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا  
 منشی محبوب عالم لاہور۔ ۵۳۵۔  
 ۲۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ  
 مختلف جلدیں پنجاب یونیورسٹی  
 ۲۹۔ علاوہ ازیں متعدد اخبارات اور جرائد کے

یہ فہرست کتابیات شاہدِ عالم نے بکثرت تحقیق کی وادی کی تیرہ کتابتوں میں سے  
 گلدائے رنگارنگ کو اکٹھا کر کے ایک حسین گمستہ ترتیب دیا ہے وہ اس رائے سے جو واقف ہے سیرت  
 نبوی کے فن میں بنیادی عنصر عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس سے عاری زبان و بیان فہم  
 یان کے لئے غیر مفید و نقصان دہ ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است      آبروئے مازنہ مصطفیٰ است  
 چنانچہ اس نے قلم کو عشقِ نبی میں ڈبو کر اور ادب کی لگام دے کر رواں کیا ہے اس طرح اس کتاب  
 میں رحمتِ عالمین، سیرتِ رسولِ عربی اور مدائحِ نبویہ کی جھلک نمایاں ہوگی جسے بکثرت شہاب  
 کا نام۔ مکی مدنی ماہی۔ اور اس کا ۴۲۰ صفحات کے حدود پر ختم نامہ جس کا صنفِ سیرت سے اہم  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداد ۵۰ رہ جاتے ہیں اس کتاب کے مصنف کے پر محبت اسلوبِ تحریر  
 کا منہ بولنا بہت ہے۔

البتہ اس نے کتاب کی علمی جلاہت اور شان کو برقرار رکھتے ہوئے عشق و محبت کے  
 طبعی برغلو اور ناشائستہ طرزِ انہمازت کو اجتناب کیا ہے۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے یہ بھی کہا  
 کا یہ رنگ نہیں پایا ہے

احد بعد و توح فرقی نہ کوئی      کس رتی بھیت ہر و طری دا  
 بلکہ علی الاعلان کہا ہے  
 بلتھے شاہ دا رنگ و جودی      قدر دے شوق دا رنگ شادی  
 عشق بھت اخلاص نہلایا      سوہن نبی رحمت دا سایہ

قدرِ آفاق نے سیرتِ نبوی کو عصری مسائل کے تناظر میں بھی دیکھا ہے اس طرح اس کتاب  
 کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام ہمارے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور انسانی کمالات میں  
 ایسے مواقع پر سیرتِ سرورِ عالم اور سیرتِ النبوی جیسی کتابوں کا پڑھنا ضروری ہے۔  
 قرآن مجید پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے معلومات کا انسائیکلو پیڈیا فراہم کر دیا ہے یہی  
 حال حضور علیہ السلام سے متعلق شخصیات کے بارے میں ہے جسے پوری کتاب ہی جہاں تحقیقی  
 بحث کی امین ہے وہیں شماریات کا خزانہ بھی ہے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ اس سے نمونے کے اعتبار سے  
 دیکھنے جا سکیں تاہم ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

در روزنامہ نوائے لاہور، جلد ۲۸ شمارہ ۲۲۲ آخری صفحہ کا نمبر ۸۔ پتہ ساریٹ والا لاہور

مورخہ اصغر المنظر ۳۹ اہم مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء اور مطابق ۸ ماگھ ۲۰۳۲ بکرمی موجب پتھجے جسے مسجد نبوی دی تو سیح ویلے حضرت عبداللہ دی قبر دی کھدائی کیتی گئی تاں جے جسدا قدس سن تہا جسے بورسقاں دفن کیتا جائے۔ چنانچہ آپ داجسد مبارک بالکل اصلی حالت و تہج برآمد ہو یا۔ خبر دی سرخی تے متن ایہہ لے۔

”جمودہ سوہری بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کاجسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا، سات صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں تھے“ (ملکی مدنی ماہی ص ۱۴۱)

حقیقت یہ ہے کہ اخبارات کی خبروں تک سے استفادہ۔ بغیر ایک خاص قسم کے ذوق کے ممکن نہیں جس کا منشا اس ہستی والہ سے متعلق ایک ایک شے سے کمال وابستگی کے سوا کچھ اور نہیں۔

مجھے یہ دیکھ کر بھی حیرت سوتی کہ مصنف نے قرآن مجید کے اسلوب پر بحث کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ کے راجح نکتہ نگاہ سے اختلاف کیا ہے اور اسے مکتوب نگاری کے اسلوب کی بجائے کلام اور بات چیت کا اسلوب قرار دیا ہے (ص ۸۹) حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے، خدا کا مکتوب نہیں اور یہی درست نقطہ نگاہ ہے۔

یہ کتاب ۲۲ × ۵ اسم۔ ساڑھے ۹۱۰ صفحات اور تین حصوں پر مشتمل ہے (۱) ولادت شریف سے پہلے کے حالات (۲) سیرت طیبہ از ولادت تا وفات (۳) قرآن مجید کا اعجاز۔ اسوہ حسنہ۔ حضور سے متعلق شخصیات کے اعداد و شمار اور گلدستہ نعت۔

کتاب کا پیش لفظ سید اختر حسین اختر ایڈیٹر یا سہ ماہی لہراں اور پروفیسر حفیظ تائب نے لکھا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اتنی محققانہ اتنی ضخیم اور اتنی دلکش کتاب پنجابی زبان میں نہیں لکھی گئی۔ بلکہ اس کا وجود سیرت نبوی کے لٹریچر میں ایک خوب صورت اور معتبر اضافہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علاقائی ادب میں سیرت نگاری کے مقابلہ میں اسے انعام مل چکا ہے اس باغ و بہار کتاب کے مطالعہ سے جہاں دل کے سامنے الہی جنت واہوٹے یہ احساس شدت سے ہوا کہ مصنف کو قدر دان ناشر نہیں ملا۔ اور اس نے فہم شوق سے اپنی بے لفاظی کی پونجی ہی سے اسے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ دوسرا احساس یہ ہوا کہ ایسی علمی اور محققانہ تصنیف علاقائی زبان کے لبادہ میں ہونے کی وجہ سے اپنے قدر دان قارئین سے محروم نہ رہ جائے۔ لہذا اگر اس کا اردو یا انگریزی زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تو آفاقی سطح پر لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں گے۔ اور یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ علاوہ ازیں

پروفیسر حفیظ تائب نے لکھا کہ مصنف آئندہ ایڈیشن میں اس کے آخر میں مصادر و ماخذ کی فہرست بھی دے اور

مکتوبہ رجال، اکاؤنٹ کی فہرستوں کا بھی اضافہ کرے جب کہ آغاز میں فہرست مندرجات تفصیل سے

جلد اول میں انداز میں لکھے۔ بلکہ کتاب اپنا جلد محاسن کے ساتھ سامنے آئے جن کی وہ مستحق ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدر آفاقی کو جزائے خیر سے نوازے اور کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے آمین

سید محمد کبیر احمد مظہر۔ لاہور۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۷ء



پنجابی نثر و شرح مستند ترین سیرت نبویؐ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کتاب

ترجمہ حصہ مکمل

قد رافاتی ایم۔ اے